Abdur Rashid (Author)

التماس

چونکہ کتاب ہذا کی تالیف اور چھپائی میں نہایت سرعت سے کام لیا گیا ہے۔ اسلئے ممکن ہے کہ باوجود خاص اہتمام کے اس میں غلطیاں رہ گئی ہوں۔ لہذا اگر کسی صاحب کو اس میں کوئی غلطی معلوم ہو تو مولف کو مطلع فرما کر ممنون فرماویں تاکہ طبع ثانی میں درست کردیا جاوے۔

عبدالرشید
لائبریرین۔ ریلوے بورڈ

فہرست ان مقامات کی جو اس کتاب میں درج ہیں۔

ب

دیباچہ

اِس کتاب کی تالیف سے یہ غرض ہے کہ جہاں تک ممکن ہے۔ مختصر طور پر ایسے مقامات کے حالات سے جہاں مسلمان لوگ بغرض زیارت اور دیگر امورات بکثرت جاتے ہیں۔ پبلک کو آگاہ کیا جاوے۔ اور اُن کو سہولت ہو۔ یہ امر ہمیشہ ملحوظ رہا ہے کہ اسمیں صرف ضروری اور معتبر باتیں درج ہوں۔ اور اُمید ہے کہ وہ اشخاص جنہوں نے اُن مقامات کو پہلے کبھی نہیں دیکھا اور نہ انگریزی کتابوں کو پڑھ سکتے ہیں اس سے فائدہ اُٹھائینگے۔

ہندی اور انگریزی میں بھی اس قسم کی کتابیں تیار کی گئی ہیں۔

۱۸۹۰ء کے انڈین ریلوے ایکٹ نمبر ۹۔ اور ان قواعد کا جو اسوقت رائج ہیں خلاصہ عوام الناس کی آگاہی کے واسطے اس کتاب کے پیچھے ضمیمہ آ۔ اور ب میں دیا گیا ہے۔ بڑے بڑے سٹیشنوں پر ٹکٹ گھر رات دن کھلے رہتے ہیں یا کم سے کم گاڑی کی روانگی سے بہت عرصہ

پیشتر کھول دئے جاتے ہیں۔ بڑے بڑے شہروں میں شہر کے اندر بھی ٹکٹ گھر کھول دئے گئے ہیں جہاں ہر درجہ کے ٹکٹ ملتے ہیں اور اسباب کی بلٹی بنتی ہے۔ ایسے شہروں کی فہرست ضمیمہ ج میں درج ہے۔ بعض مقامات پر ٹکٹ گھر کے ادھر ادھر بدمعاش پھرا کرتے ہیں مسافروں کو چاہئے کہ اُن کی معرفت ہرگز ٹکٹ نہ خریدیں۔ یہ لوگ مسافروں کو اکثر دھوکا دیتے ہیں۔ اور اُن کا روپیہ کھا جاتے ہیں ؞

تیسرے درجہ کے مسافروں کے آرام کے لئے جو گاڑیاں حال میں تیار ہوئی ہیں یا آیندہ تیار ہونگی اُن میں پاخانہ کا انتظام کیا جاتا ہے۔ اور گاڑی کے گارڈ کے ساتھ بوقت ضرورت بات چیت کرنے کا سامان بھی مہیّا کیا جاوے گا۔

ہر ایک سٹیشن کا کسی بڑے سٹیشن سے فاصلہ اور تیسرے درجہ کا کرایہ بھی درج کیا گیا ہے۔ اس سے مسافروں کو بہت کچھ مدد ملیگی۔ سوائے چند ریلوں کے شرح کرایہ درجہ اوّل۔ دوم اور درمیانی یعنی ڈیوڑھے درجے کا بحساب ایک آنہ آدھ آنہ اور تین پائی فی میل ہے۔

وقت کی کمی کے باعث موجودہ اڈیشن جیسا کہ چاہئے تھا مکمل نہیں ہو سکا۔ آیندہ اڈیشن میں سب نقص دور کر دئے جاوینگے۔

ردیف الف

اِٹاوہ

ایک قصبہ ایسٹ انڈین ریلوے پر کلکتہ سے بفاصلہ ۷۲۰ میل ہے۔ مغلوں کے عہد سلطنت میں مسلمان گورنر کا صدر مقام تھا۔ اب قسمت آگرہ کے ضلع اِٹاوہ کا سول سٹیشن ہے۔ دیسیوں کی بستی دریائے جمنا سے نصف میل کے قریب مشرق کی طرف اور ریلوے سٹیشن سے ایک میل ہے۔ پہلے یہاں پر لیٹری قومیں آباد تھیں جو دوست و دشمن کو یکساں سمجھتے تھے۔

گیارھویں صدی کے آغاز میں محمود غزنوی نے اور ۱۱۸۶ء میں محمدؐ غوری نے اِس ضلع کو تاخت و تاراج کیا۔ اور ۱۵۲۶ء میں مغلیّہ سلطنت کے بانی بابر نے اِس ضلع اور شہر کو فتح کر کے اپنی حکومت میں شامل کیا۔ اور اُسکے پوتے شاہنشاہ اکبر کے وقت میں دونو سرکار آگرہ سے ملحق کیئے گئے۔ اِٹاوہ کے مُتعلّق ایک قابل ذِکر بات یہ ہے کہ باوجودیکہ مغلیہ سلطنت یہاں بڑے عرصہ تک رہی۔ لیکن ضِلع میں مسلمانوں کے قبضہ میں زمین بہت کم ہے۔ بلکہ عموماً زمیندار اقوام جیسے برہمنوں کی اولاد ہیں۔ اٹاوہ کے قابل دید مقامات حسب ذیل ہیں۔

قلعہ گو اب شکستہ حالت میں ہے۔ لیکن آثار سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ کسی زمانہ میں بہت مضبوط تھا۔ جامع مسجد۔ ایک ہندو مندر ہیوم گنج جو بہت وسیع ہے اور شہر کے وسط میں واقع ہے۔ اور جس میں اناج۔ روئی وغیرہ کی منڈیاں۔ مجسٹریٹی۔ تھانہ۔ مشن ہوس شفاخانہ ہیں۔ قریب ہی ہیوم ہائی سکول ہے۔ ہیوم گنج اور ان مقامات کے نام ہیوم صاحب کے نام پر جو کبھی یہاں کے کلکٹر تھے رکھے گئے ہیں۔ اٹاوہ سے گوالیار۔ فرخ آباد۔ آگرہ۔ مین پوری کو عمدہ سڑکیں گئی ہیں۔ سول سٹیشن ریلوے سٹیشن کے قریب ہی قصبہ کے شمال مغرب میں واقع ہے۔ یہاں کی سڑکیں بھی عمدہ ہیں اُنپر دو رویہ درخت لگے ہیں۔

۱۸۵۷ء میں باغیوں نے دو مرتبہ اِس ضلع پر حملے کئے۔ سول کے افسر مجبور ہو کر آگرہ چلے گئے۔ لیکن شہر کے باشندے اور دیسی افسر وفادار رہے۔

اٹاوہ میں روئی۔ گھی۔ اناج۔ تیل۔ سرسوں وغیرہ کی ایسٹ انڈین ریلوے۔ دریائے چمبل وجمنا۔ اور نہر گنگا کے ذریعہ سے بڑی تجارت ہوتی ہے۔ دریائے جمنا کے کنارے پر ہر سال تین عالیشان کے میلے ہوتے ہیں۔

اٹاوہ کلکتہ سے بذریعہ ایسٹ انڈین ریلوے ۲۰ میل ہے۔ تیسرے درجہ کا کرایہ ۶- روپیہ ۱۰- آنہ ۹- پائی لگتا ہے۔

اجمیر

بمبئی بڑودہ اور سنٹرل انڈیا ریلوے یعنی بمبئی کی چھوٹی لائن اور مالوہ شاخ کا جنکشن ہے بمبئی سے ۶۱۵ میل۔ تیسرے درجہ کا کرایہ ۶ روپیہ ۴ آنہ۔ اور دلی سے ۲۳۵ میل اور تیسرے درجہ کا کرایہ ۲- روپیہ ۶- آنہ ہے۔

اجمیر بہت پرانا اور مشہور شہر۔ اور ضلع اجمیر کا صدر مقام ہے۔ کہتے ہیں اس کو راجہ اجا نے ۱۴۵ء میں بسایا تھا۔ ارد گرد کی پہاڑیاں گو چٹیل ہیں پر بڑی خوبصورت ہیں۔ ان میں سے تارا گڈھ کی چوٹی گھاٹی سے ایک ہزار فیٹ اونچی ہے۔ اجمیر ایک پہاڑی کے پہلو پر واقع ہے۔ شمال مغرب کی طرف پتھر کی دیوار بنی ہوئی ہے۔ شہر کے پانچ اونچے اونچے اور مضبوط دروازے ہیں۔ اور اندر کئی مسجدیں اور مندر ہیں۔ ان میں سے ادھئی دین کی جھوپڑی قابل دید ہے۔ اسکے پیل پایوں اور گنبد کی سنگتراشی جو ہنوز اچھی حالت میں ہے نہایت خوبصورت ہے۔

شہر کے مغرب کی جانب ایک خوشنما مصنوعی جھیل ہے جس کو

انا ساگر کہتے ہیں یہ جھیل ۶۰۰ گز لمبی اور ۱۰۰ گز چوڑی ہے کئی نالوں کا پانی روک کر بنائی گئی ہے برسات میں اس جھیل کا حلقہ ۶ میل ہو جاتا ہے۔

یہاں خواجہ معین الدین صاحب چشتی کا مزار ہے جس کو ہندو اور مسلمان دونوں نہایت متبرک مانتے ہیں۔ اس مزار پر ہر سال اگست کے مہینہ میں چھ دن تک عرس ہوتا ہے۔ خواجہ صاحب سے انکی حیات میں بہت سی کرامتیں ظہور میں آئی تھیں۔ ملک کے کل حصوں سے ۲۰ ہزار کے قریب زائرین آتے ہیں۔ پاس ہی تاراگڈھ پہاڑی پر ایک مسجد ہے جو مسلمانوں کی پہلی عماری کا عمدہ نمونہ ہے۔

اجمیر سے ۷ میل کے قریب ایک گاؤں میں پشکر یا پوکھر کا ہر سال میلہ ہوتا ہے جو سارے راجپوتانہ میں بڑا میلہ ہے۔ بیشمار گھوڑے اور ٹٹو بیکانیر اور گرد نواح کے ملک سے آکر بکتے ہیں۔ اس جگہ ایک تالاب بھی ہے جس کو ہندو لوگ نہایت متبرک مانتے ہیں۔ ہزارہا جاتری میلہ کے دنوں میں اس تالاب میں اشنان کرنے آتے ہیں۔ یہ میلہ نومبر میں ہوتا ہے۔

دولت باغ میں جھیل انا ساگر کے کنارے پر خوبصورت بارہ دریاں عام سیرگاہ باغ۔ ریلوے کے دفاتر۔ میو کالج جو راجگان راجپوتانہ کے بچوں کی تعلیم کے واسطے بنا ہے دیکھنے کے لائق ہیں۔

سٹیشن پر ویٹنگ روم اور ریفرشمنٹ روم یعنی مسافر خانہ اور کھانے کے کمرے ہیں۔ پاس ہی ڈاک بنگلہ اور سرائے ہے۔ سواری سٹیشن پر اور شہر مین ملتی ہے۔ ہندو صاحبان کے لئے جو سرائے میں ٹھہرنا پسند نہیں کرتے یا ڈاک بنگلہ مین ہندو دھرم ہونے کی وجہ سے نہیں ٹھہر سکتے گھنٹہ گھر کے قریب سٹیشن کے سامنے ایک ہندو ہوٹل ہے۔ جسمیں ہر قسم کی آسایش مہیّا ہو سکتی ہے۔ شہر میں کئی دھرم سالہ وغیرہ ہیں +

اجنٹا

حیدر آباد دکن کی ریاست میں جی آئی پی ریلوے کے سٹیشن جلگاؤں سے ۳۸ میل کے فاصلہ پر ہے۔ یہاں ہندوؤں کے مندر جو چٹانوں کو کاٹ کر بنائے گئے ہیں عجیب و غریب اور قابل دید ہیں۔

جلگاؤں میں ٹٹو چھکڑے اجنٹا جانے کے لئے ملتے ہیں۔ مندر دکھلانے کے لئے رہنما اُس جگہ مل جاتے ہیں۔

جلگاؤں بمبئی سے ۲۶۱ میل ہے۔ تیسرے درجہ کا کرایہ ڈاک گاڑی میں ۴۔ روپیہ ۱۔ آنہ۔ اور سواری گاڑی میں ۲۔ روپیہ ۱۲۔ آنہ لگتا ہے +

احمد آباد

صاحب کشنر کا صدر مقام اور بمبئی بڑودہ سنٹرل انڈیا ریلوے و راجپوتانہ مالوہ ریلوے اور شاخہائے احمد آباد و پرنتیج وغیرہ کا مقام

انصال بمبئی سے ۳۰۹½ میل کے فاصلے پر واقع ہے بمبئی سے تیسرے درجہ کا کرایہ تین روپیہ چھ آنہ ہے۔ احاطہ بمبئی میں احمد آباد گجرات کے سب شہروں سے بڑا اور نہایت خوبصورت و باوضع شہر ہے۔ خاص شہر میں اور نیز گرد نواح میں بیشمار مسجدیں اور خانقاہیں ہیں جن میں سے قابل دید مفصلہ ذیل ہیں۔

جامع مسجد۔ یہ ۱۴۲۳ء میں تعمیر ہوئی تھی شہر کے مشہور تین دروازہ کے قریب واقع ہے۔ اسکا طول ۲۱۰ فٹ اور عرض ۹۵ فٹ اور فرش سنگ مرمر کا ہے۔ چھت کے پندرہ گنبد اعلیٰ ترین صناعی کی گلکاری سے آراستہ اور ۳۵۰ ستونوں پر استادہ ہیں۔

رانی سپری یا اسنی کی مسجد ۱۵۱۴ء میں سلطان محمود بیگاڑہ کی بیوہ نے بنوائی تھی اپنی وضع کی دنیا بھر میں خوبصورت مسجد ہے اور احمد آباد کا موتی کہلاتی ہے۔

ہیبت خان کی مسجد۔ یہ مسجد زیادہ تر اس لئے مشہور ہے کہ اس میں ہندو اور اسلامی طرز عمارت کو سب سے پہلے اکٹھا کیا گیا تھا۔

دادا ہریہ کا کنواں۔ اس کنویں کا طول ۱۹۶ فٹ اور عرض ۴۶ فٹ ہے اسکی عجیب وغریب ساخت نہایت دلفریب ہے۔

شاہ عالم۔ شہر کے باہر جانب جنوب چند عمارات یعنی مقبرہ۔ مسجد

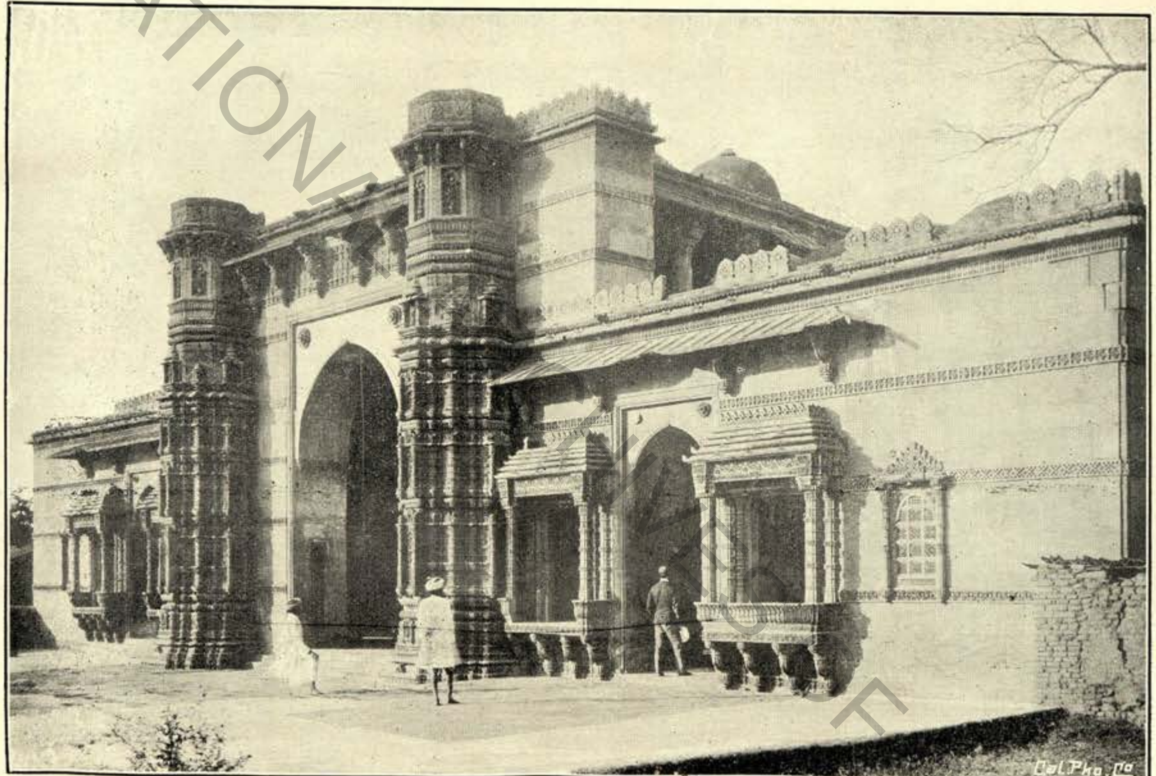


Photo. by Bourne and Shepherd, Calcutta.

راني کي مسجد - احمد آباد

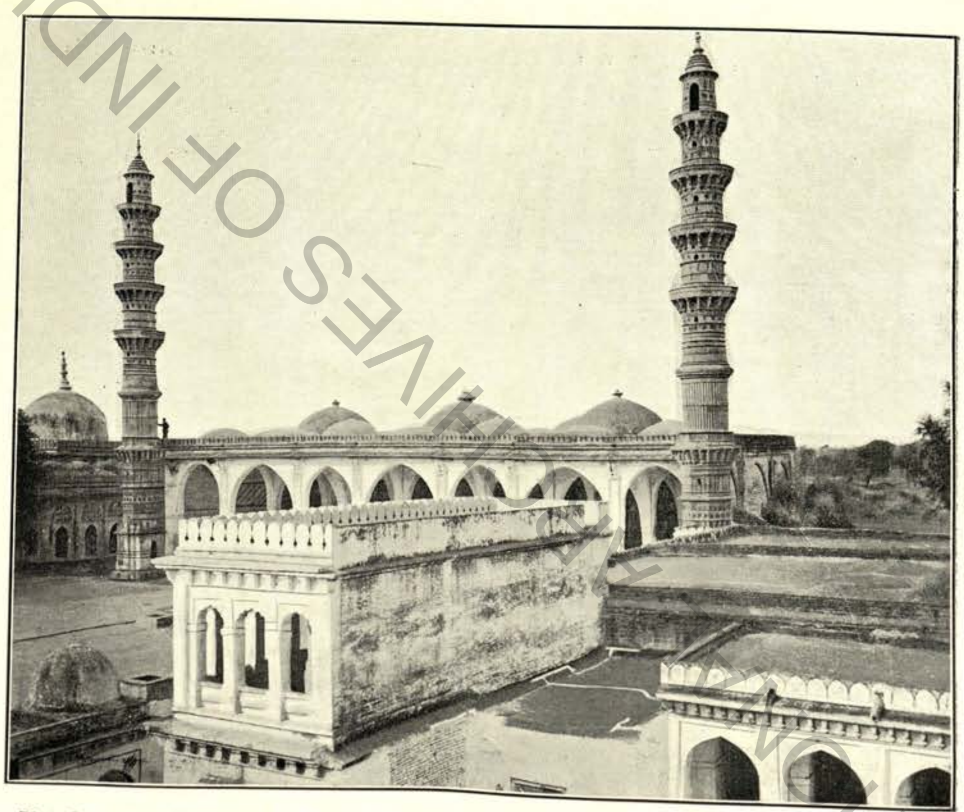


Photo. by Bourne and Shepherd, Calcutta.

شاہ عالم کی مسجد - احمد آباد

اور دیوان عام کے مجموعہ کا نام ہے جو سلطان محمود بیگادہ کے مرشد
کی یادگار میں بنائی گئی تھیں۔ ان عمارات کو بلند دیوار گھیرے ہوئی ہے
جس میں شمال کی طرف دو خوبصورت سنگین دروازے ہیں۔ اس احاطہ
کے اندر ایک حوض ہے جس کے بائیں طرف احاطہ کے وسط میں شاہ عالم
مرحوم کا مقبرہ ہے جو ۱۴۷۵ء میں شاہ عالم کی وفات پر تعمیر ہوا تھا۔
مقبرہ کی طرز نہایت خوبصورت ہے سترھویں صدی کے آغاز میں
اس کا گنبد طلائی کام اور جواہرات سے مزین تھا۔ فرش سنگ مرمر
اور سنگ موسیٰ کا بنا ہوا ہے۔ اور پیتل کا خوبصورت دروازہ سنگ
مرمر کی چوکھٹ میں جڑا ہوا ہے ؂

سرخیج۔ شہر سے پانچ میل مغرب کی طرف واقع ہے سرخیج کی جھیل
اور عمارتیں بہت خوبصورت ہیں۔ یہ مقام ۱۴۵۹ء سے ۱۵۱۱ء تک
سلطان محمود بیگادہ کا نہایت مرغوب تفریح گاہ رہا۔ اس نے یہاں ایک
بڑی لمبی چوڑی جھیل بنوا کر اس کے ہر چہار پہلوؤں کو پتھر کی سیڑھیوں
سے آراستہ کیا اور اس کے جنوبی مغربی گوشہ میں ایک عالیشان
محل بنوایا اور ایک مقبرہ جس میں اس کی ملکہ اور ایک بیٹا
مدفون ہیں۔ جھیل کے شمالی کنارہ پر شیخ احمد ختو بانی سرخیج کا مقبرہ
ہے۔ یہ مقبرہ علاقہ گجرات میں اپنی طرز کے سب مقبروں سے بڑا

ہے۔ آگے بڑھکر صحن میں ایک مسجد ہے جو اپنی اندرونی خوبصورتی کے لحاظ سے آگرہ کی موتی مسجد کے سوا ہندوستان میں لاثانی ہے۔

الغرض شہر اور اسکے گرد نواح میں مسجدیں مقبرے اور دیگر قدیم عمارتیں بکثرت ہیں جنکی خوبصورتی اور طرز تعمیر دیکھکر عقل حیران ہوتی ہے۔ احمد آباد کی بنیاد احمد شاہ اول نے ۱۴۱۱ء میں ڈالی اور اسکا نام اپنے اور اپنے مرشد احمد ختو۔ قاضی احمد اور ملک احمد کے نام پر رکھا اس کی وجہ تعمیر یوں بیان کی جاتی ہے کہ بادشاہ نے شیخ احمد ختو کی وساطت سے حضرت خواجہ خضر کی اجازت حاصل کی کہ اگر اسے ایسے چار احمد مل جائیں جنہوں نے نماز ظہر کبھی قضا نہ کی ہو تو ان کے نام پر ایک شہر بسائے چنانچہ تمام گجرات میں تلاش کرنے پر چار احمد پورے ہو گئے جن میں خود بادشاہ اور شیخ احمد ختو بھی شامل تھے پس یہ شہر بسایا گیا ۱۴۱۱ء سے ۱۵۱۱ء تک احمد آباد بڑے عروج پر رہا لیکن بعد میں فرمانرواؤں کی خانہ جنگیوں کے سبب اسے زوال آنا شروع ہوا۔ ۱۵۷۲ء سے یعنی جب شہنشاہ اکبر نے اسے فتح کیا پھر اس کی رونق دن بدن بڑھنے لگی کہتے ہیں اس وقت یہاں کے بازار اسقدر وسیع تھے کہ دس گاڑیاں برابر گذر سکتی تھیں ۱۸۱۷ء میں یہ شہر سرکار انگریزی کے قبضہ میں

آگیا۔ سٹیشن پر ریفریشمنٹ روم اور ویٹنگ روم بھی ہیں۔
اس کے پاس ہی پارسی مسافروں کے لئے انگریزی ڈاک بنگلہ کی طرز کی دھرم سالہ ہے۔ دیسی مسافروں کے لئے بھی سٹیشن کے محاذ میں اور شہر کے اندر دھرم سالے ہیں سواری ہر وقت ملتی ہے چھاؤنی شہر سے ساڑھے تین میل ہے وہاں تک عمدہ پختہ سڑک گئی ہے۔

احمد نگر

عموماً نگر کہلاتا ہے۔ بمبئی سے ۲۵۰ میل گریٹ انڈین پننشولا ریلوے پر مشہور و معروف سول اور فوجی مقام ہے بمبئی سے تیسرے درجے کا کرایہ دو روپے دس آنہ لگتا ہے۔ سٹیشن پر ویٹنگ روم اور ریفریشمنٹ روم ہیں۔ ہر ایک گاڑی کے وقت تانگے اور چھکڑے مل سکتے ہیں سٹیشن سے شہر تین میل اور چھاؤنی پانچ میل پر واقع ہے

اس شہر کی بنا ۱۴۹۴ء میں حسین نظام شاہ نے ڈالی تھی۔ یہ بادشاہ پہلے بہمنی سلطنت کا ایک افسر تھا پر سلطنت مذکور کے زوال پر خود مختار بادشاہ بن بیٹھا اور احمد نگر کو اپنا پایہ تخت مقرر کیا۔
شہر سے ۱۴ میل کے فاصلے پر ہیپی ویلی یعنی وادی فرحت افزا واقع ہے جہاں کی آب و ہوا گرم موسم میں بھی نہایت

خوشگوار وصحت افزا ہوتی ہے۔ اسلیئے اکثر لوگ وہاں جا جا کر جلسے کیا کرتے ہیں۔ اس وادی کو دور تک پختہ سڑک گئی ہے۔ وہاں ایک ڈاک بنگلہ بھی ہے۔ نگر اور اس کے گرد نواح میں بہت سے دلچسپ مقامات ہیں۔ ازانجملہ ایک قلعہ ہے جو مسلمان بادشاہوں کا تعمیر کردہ ہے۔ اور ابتک اچھی حالت میں ہے۔ اس کے گرد گہری خندق کھدی ہوئی ہے۔ جس پر ضرورت پڑنے پر اٹھا لیئے جانے والا پل بنا ہوا ہے۔ ۱۸۰۳ء میں سرکار انگریزی نے دو روز کی متواتر گولہ باری سے اس قلعہ کو مسخر کیا تھا اور فصیل میں اس وقت جو شگاف ہو گیا تھا ابتک اسکا نشان دکھائی دیتا ہے۔ اب اس قلعہ میں کتب خانہ اور سلحہ خانہ ہے۔

نگر سے چھ میل ایک پہاڑی پر صلابت خاں کا مقبرہ ہے جو آجکل صحت افزا مقام کا کام دیتا ہے۔ احمد نگر قدیم شاہان اسلام کا پایۂ تخت تھا۔

چھاونی میں ایک توپخانہ و نیز دیسیوں اور گوروں کی پلٹنوں کے دستے مقیم ہیں۔ شہر میں ضلع کے مختلف دفاتر ہیں۔

دیسی مسافروں کے لیئے اس جگہ دو قیام گاہ ہیں۔ جس میں سے ایک سٹیشن سے ۲ میل ہے اور دوسری سوا دو میل۔ اور انگریزوں کے واسطے بنگلہ سٹیشن سے ۲½ میل کے فاصلہ پر ہے۔

سٹیشن۔ شہر۔ اور چھاؤنی کے درمیان تمام دن تانگے چلتے ہیں۔

اروڑ

جنوبی سندھ کے ضلع شکارپور میں روڑی سے ۵ میل جنوب مشرق کی طرف ایک اُجڑا ہوا قصبہ ہے۔ جو پہلے زمانہ میں سندھ کے ہندو راجوں کا دارالسلطنت تھا۔ شیخ فرید الدین صاحب شاہ شکر گنج کی یادگار ہیں یہاں پر ہر سال ستمبر کے مہینہ میں بڑا بھاری میلہ ہوتا ہے۔ کہتے ہیں شاہ صاحب نے اپنی حیات میں مٹی سے شکر بنا دی تھی۔ اسی مہینے میں کالکا دیوی کا میلہ ہوتا ہے۔ جس میں ہندو لوگ کثرت سے جاتے ہیں۔

روڑی لاہور سے ۴۸۸ میل ہے تیسرے درجہ کا کرایہ ۵ روپیہ ۱۱ آنہ ۶ پائی لگتا ہے۔ اروڑ میں ڈسٹرکٹ بورڈ کا بنایا ہوا مسافر خانہ ہے۔

اروی

یہ قصبہ ضلع واردھا صوبجات متوسط میں شہر واردھا سے تقریباً ۳۴ میل کے فاصلے پر شمال مغرب کی طرف واقع ہے کہتے ہیں۔ تین سو برس گذرے تلنگ راؤ ولی نے اس قصبہ کی بنیاد ڈالی تھی۔ اس لئے بعض لوگ آروی کو تلنگ راؤ بھی کہتے ہیں۔ اہل ہنود کے نزدیک تلنگ راؤ ہندو تھا اور مسلمان اس کو

مسلمان خیال کرتے ہیں۔ ہر دو مذاہب کے لوگ اسکی قبر کو متبرک سمجھتے ہیں
اور وی تجارت کی بڑی منڈی ہے۔ یہاں ایک سرائے بھی ہے
یہ سٹیشن پونا سے ۹۷½ میل ہے۔ اور تیسرے درجے کا
کرایہ ایک روپیہ ساڑھے چار آنہ ہے۔

آگرہ

یہ عظیم الشان شہر دریائے جمنا کے داہنے کنارہ پر کلکتہ سے
بذریعہ ایسٹ انڈین ریلوے ۷۹۲ میل اور جی آئی پی کے رستہ بمبئی
سے ۸۳۵ ۔ اور دہلی سے ۱۲۲ میل ہے۔ تیسرے درجے کا کرایہ علی الترتیب
۷ روپیہ ۳ ۔ ۹ ۔ پائی - ۸ روپیہ ۱۳ ۔ آنہ اور ۱ ۔ روپیہ ۹ ۔ آنہ لگتا ہے
بمبئی اور دہلی سے ڈاک گاڑی کا کرایہ ۱۰ روپیہ ۶ ۔ اور ۱ روپیہ ۱۱ آنہ
ہے۔ گریٹ انڈین پیننشولا (بمبئی کی بڑی لائن) ایسٹ انڈین بنگال
لائن) اور بمبئی بڑودہ اور سنٹرل انڈیا (بمبئی کی چھوٹی لائن) کا
مقام اتصال ہے۔

شہر آگرہ کو شہنشاہ اکبر نے ۱۵۶۶ء میں آباد کیا اور سو سال سے
بھی زیادہ اسکا اپنا اور اسکے جانشینان جہانگیر و شاہجہان کا پایہ
تخت رہا۔ قدیم شہر لودھی خاندان کے بادشاہوں کا دارالسلطنت
تھا۔ اور دریائے جمنا کے بائیں یا مشرقی کنارہ پر اس مقام پر واقع

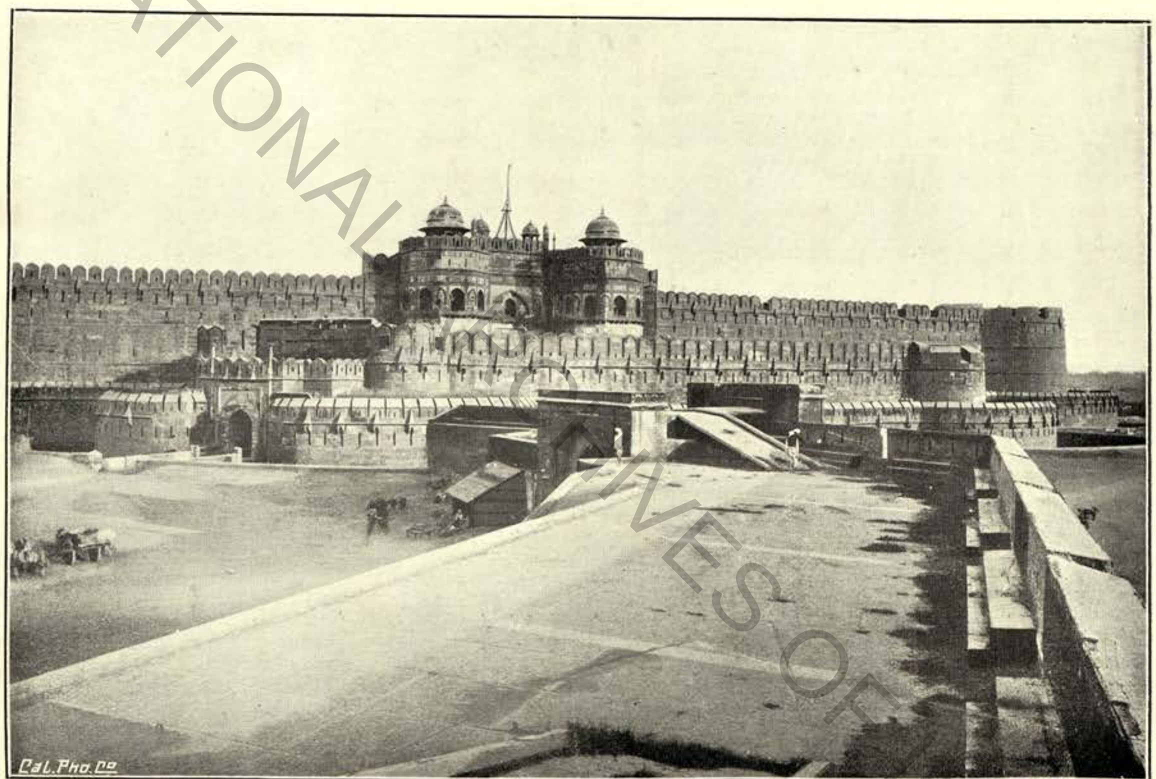


Photo. by Bourne and Shepherd, Calcutta.

قلعه آگره

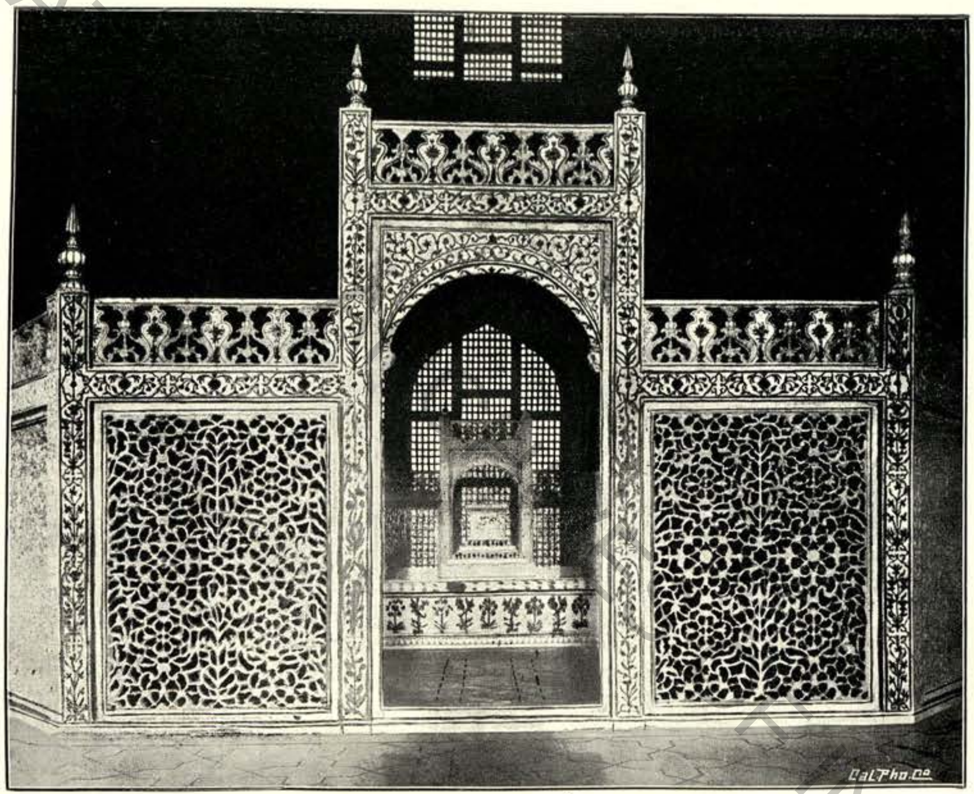


Photo. by Bourne and Shepherd, Calcutta.

تاج محل کے اندر سنگ مرمر کي جالي

تھا۔جہاں اب جنکشن سٹیشن ہے۔

چھاؤنی کے مشرق کی طرف قریب ایک میل کے فاصلہ پر دنیا کی بے نظیر عمارت تاج محل ہے۔ اس "خواب سنگ مرمر" کو شاہجہان نے عمارتوں کے لحاظ سے جس کا آجتک ثانی بادشاہ نہیں ہوا۔ اپنی ملکہ ارجمند بانو بیگم یا ممتاز محل کی یادگار میں ۱۶۳۰ء میں تعمیر کرایا تھا۔ یہ نفیس وخوبصورت عمارت خالص سپید سنگ مرمر کی ایک اونچے چبوترے پر ایستادہ ہے۔ چاروں کونوں پر نازک و نہایت خوش اسلوب مینار ہیں۔ بڑے گنبد کے نیچے شاہجہاں اور اس کی ملکہ کی قبریں ایک خوشنما سنگ مرمر کے جالیدار جنگلے کے اندر بنی ہوئی ہیں تاج کا اندرونی حصہ بلحاظ رنگ وضع وگلکاری وغیرہ ایسا خوبصورت ہے کہ صفحہ دنیا پر اس کی نظیر نہیں پائی جاتی۔ بیرونی حصہ بھی ایسا عجیب و دلکش ہے کہ سیاح کے دل پر ہمیشہ کے لئے اس کا نقشہ جم جاتا ہے۔ الغرض اس کے حق تعریف کو ادا کرنے سے قلم قاصر ہے۔ روضہ کے پاس ایک مسجد ہے جو قابل دید ہے۔ دریائے جمن سے تاج کا نظارہ اور بھی بھلا معلوم ہوتا ہے۔

قلعہ۔ اکبر نے بنوایا تھا۔نہایت دلچسپ عمارت ہے۔ اسکے اندر ماچھی باون شیش محل۔ موتی مسجد دیکھنے کے لائق ہیں۔ قلعہ کے

کے لئے تھوڑے معاوضہ پر رہنما ملتے ہیں۔ قلعہ کے باہر جامع مسجد ہے۔ بڑی محراب پر جو کتبہ ہے اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ شاہجہاں نے اس مسجد کو اپنی لڑکی جہاں آرا کے نام پر تعمیر کروایا تھا۔ اس مسجد کا نظارہ بڑا دلچسپ و شاندار ہے۔

شاہجہاں کے خسر وزیر اعتماد الدولہ کا مقبرہ دریائے جمنا کے بائیں کنارہ پر ایک باغ میں واقع ہے اسکے اندرونی و بیرونی حصہ پر پچیکاری کا کام اعلےٰ درجہ کا نفیس ہے۔

سکندرہ میں اکبر کا اپنا مقبرہ ہے جو نہایت خوبصورت بنا ہوا ہے۔ دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔

آگرہ ضلع وقسمت کا صدر مقام ہے۔ اس کا بہت سا حصہ پتھر کا بنا ہوا ہے۔ یہ شہر ہندوستان میں اچھی ساخت کا مانا جاتا ہے۔ یہاں کی سڑکیں عمدہ ہیں۔ اور کئی پُر فضا عام سیرگاہ کے باغ ہیں۔

ضلع کا سب سے بڑا تجارتی میلہ بٹیسر میں ہوتا ہے۔ جسمیں ڈیڑھ لاکھ کے قریب لوگ آتے ہیں۔ مویشیوں اونٹوں اور گھوڑوں کی بڑی کثرت سے تجارت ہوتی ہے۔

آگرہ سنگتراشی کے لئے مشہور ہے یہاں سے بوٹ۔ دریاں۔ سنہری لیس سوتی قالین باہر جاتے ہیں۔ چنے اور اناج کی بھی بڑی

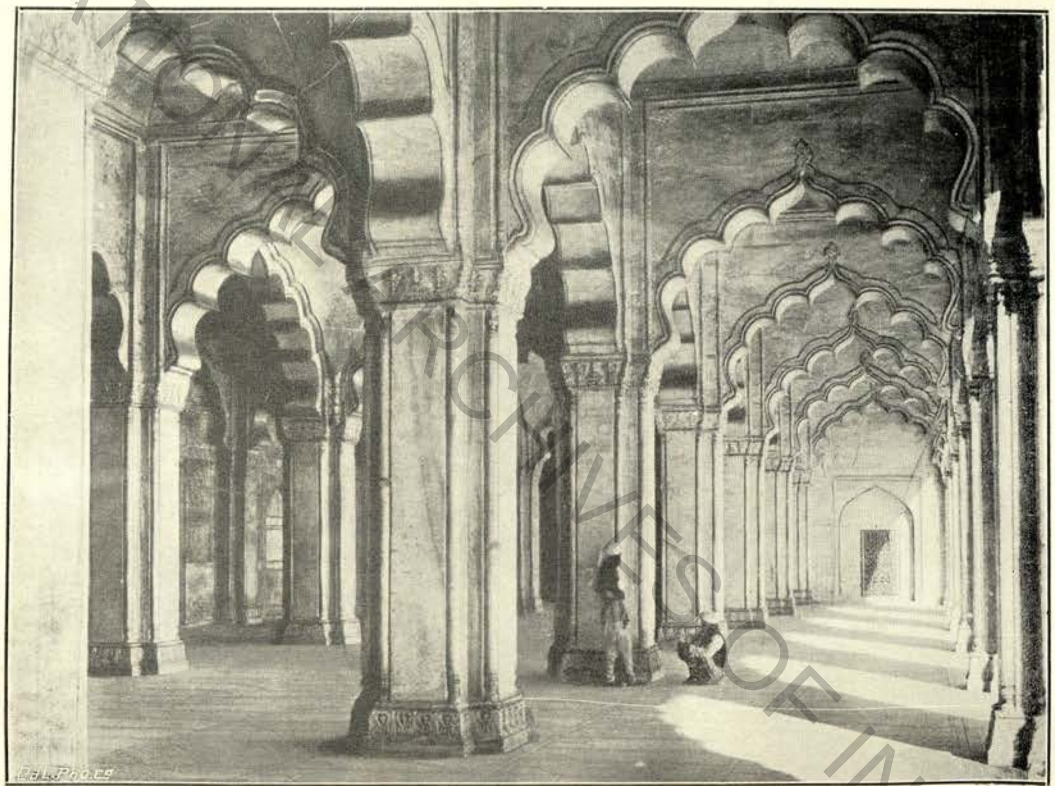


Photo. by Bourne and Shepherd, Calcutta.

موتي مسجد - آگرہ اندر سے

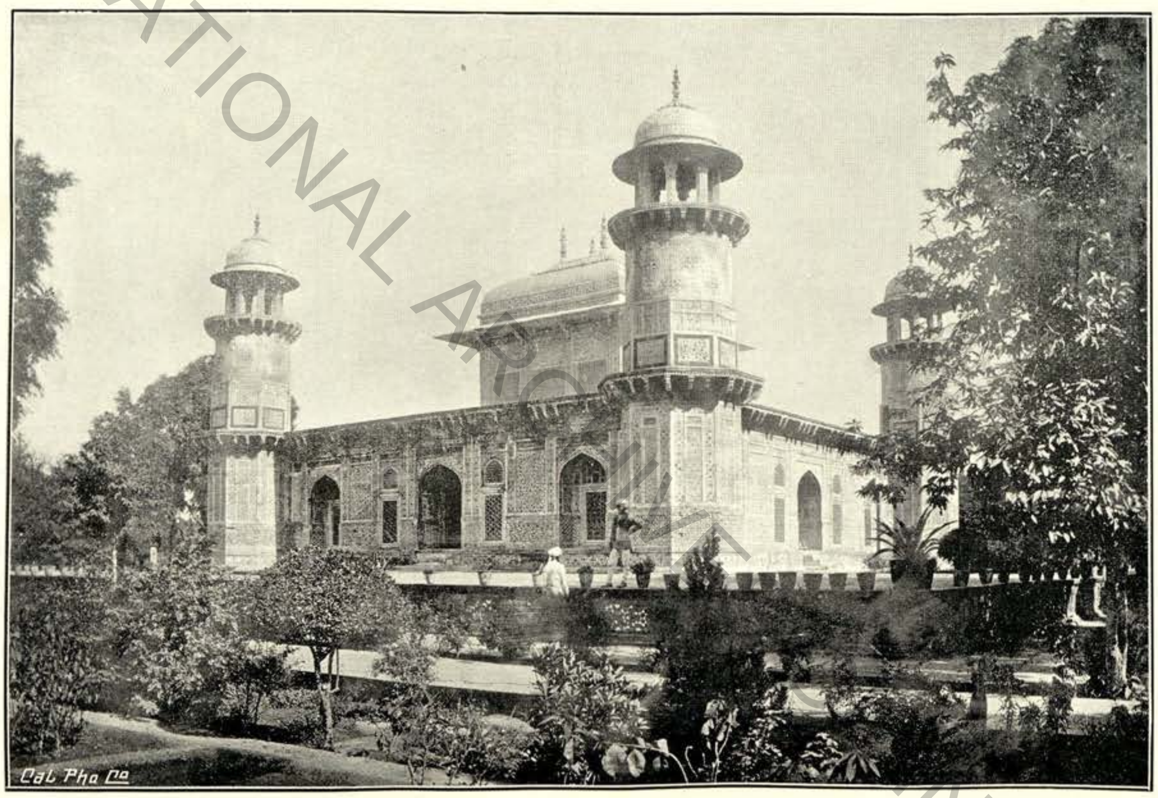


Photo. by Bourne and Shepherd, Calcutta.

مقبره اعتماد الدوله - آگره

منڈی ہے۔

آگرہ میں کئی ہوٹل اور سرائے ہیں۔ ایک سرائے آگرہ فورٹ سٹیشن سے ۳ یا ۴ سَو گز کے فاصلہ پر ہے۔ جس کو لالہ کشن داس سراؤگی کی سرائے کہتے ہیں۔ سواری سٹیشنوں پر اور شہر میں ہر وقت ملتی ہے۔

آگرہ کے کئی سٹیشن ہیں۔ لیکن عمارات دیکھنے کے لئے آگرہ فورٹ سٹیشن پر اُترنا بہتر ہے۔

آگرہ سے ۲۰ میل کے فاصلہ پر فتح پور سیکری ہے۔ اکبر نے اپنے نئے دار الخلافہ کے لئے اسکو بسایا تھا۔ اب صرف کھنڈرات کا مجموعہ ہے۔ جو قابل دید ہیں۔ شیخ سلیم چشتی کا مزار جو اکبر کے مرشد تھے اسی جگہ ہے۔ خوبصورت عمارت ہے۔

الور

راجپوتانہ میں ریاست الور کا پایہ تخت اور راجپوتانہ مالوہ ریلوے کا سٹیشن۔ دہلی سے بفاصلہ ۹۸۔ اور بمبئی سے ۷۹۲۔ اور کلکتہ سے ۱۰۵۰۔ میل واقع ہے۔

سٹیشن سے شہر دو میل ہے۔ اور اُسکے پاس ایک قلعہ ہے جو ۱۲۰۰ فیٹ اونچا ہے۔ شہر کے چاروں طرف باغات اور بڑے بڑے

درخت ہیں۔ جن سے شہر کی خوبصورتی دوبالا ہوگئی ہے۔ قابل دید عمارات یہ ہیں۔

(۱) ہنے شاہ کا محل (۲) مہاراجہ سوائی بختاور سنگھ جی بہادر کی سمادہ یہ ہندوستانی صنعت کا اعلیٰ نمونہ ہے۔ اور اسکی بارہ دری سے نہایت خوشنما منظر دکھائی دیتا ہے (۳) مہاراجہ صاحب کا مشہور و معروف کتب خانہ جس میں مشرقی علوم کی بڑی بیش بہا کتابیں موجود ہیں (۴) سلحہ خانہ (۵) سلیسر جو شہر سے ۷ میل کے فاصلہ پر بڑی خوبصورت جھیل ہے (۶) مہاراجہ سوائی جے سنگھ جی بہادر کا دلفریب محل جو ایک پہاڑی پر بنا ہوا ہے اور لینسڈون محل کے نام سے موسوم ہے (۷) ڈائمنڈ جوبلی تالاب (۸) ہائی سکول (۹) کناٹ ہوس (۱۰) فور شاہ جی کی قبر (۱۱) کمپنی باغ (۱۲) فتح جنگ کا گنبد (۱۳) جگناتھ اور پانچ جینیوں اور سراوگیوں کے مندر۔ مہاراجہ صاحب کے محل کو دیکھنے کے لئے دیوان یا مہاراجہ صاحب کے سکرٹری کی اجازت لینی پڑتی ہے۔

شہر کے قریب ایک ڈاک بنگلہ اور ایک عمدہ وسیع سرائے جسکو موسرائے کہتے ہیں سٹیشن سے ایک میل کے فاصلہ پہ واقع ہیں۔ الور میں صرف یکہ کی سواری ملتی ہے گاڑی وغیرہ کی ریاست کی

طرف سے اجازت نہیں۔

بمبئی سے الور کا تیسرے درجہ کا کرایہ ۷۔ روپیہ ۱۰۔ آنہ اور دہلی سے ایک روپیہ ہے ؁

الہ آباد

بڑا سول اور ملیٹری سٹیشن ہے۔ دریائے گنگا اور جمنا کے مابین ایسٹ انڈین (یعنی بنگال لائن) پر کلکتہ سے ۵۱۴۔ اور بمبئی سے ۸۴۴ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ تیسرے درجہ کا کرایہ کلکتہ سے ۵ روپیہ ۱۔ آنہ اور بمبئی سے ۹۔ روپیہ ۱۔ آنہ ہے۔ ڈاک گاڑی میں بمبئی سے تیسرے درجہ کا کرایہ ۱۳۔ روپیہ ۱۳۔ آنہ لگتا ہے۔ الہ آباد گورنمنٹ صوبجات آگرہ اور اودہ کا صدر مقام ہے۔

سول سٹیشن اور چھاؤنی سے تھوڑے سے فاصلہ پر جہاں گنگا اور جمنا کا مقام اتصال ہے اکبر کا بنایا ہوا قلعہ ہے۔ اسکے اندر راجہ اشوک کا ستون ہے جو ۳۰ فیٹ اونچا ہے۔ اور ۲۳۰ برس قبل مسیح تیار ہوا تھا۔ اس ستون پر راجہ اشوک کے قوانین اور اس زمانہ کے واقعات کندہ ہیں۔

الفریڈ پارک جو ڈیوک ایڈنبرا کی ۱۸۷۰ء میں ہندوستان میں تشریف آوری کی یادگار میں تیار کی گئی تھی۔ اور ہندوستان میں سب سے خوشنما خیال کی جاتی ہے میکفرسن پارک سٹیشن کے قریب

خسروکا باغ و مقبرہ دیکھنے کے لائق ہیں۔ انکے علاوہ میور کالج۔ ہائیکورٹ ٹاؤن ہال وغیرہ بھی دلچسپ عمارتیں ہیں۔

الہ آباد میں کئی عمدہ ہوٹل اور سرائے ہیں۔ انکے علاوہ سٹیشن پر کھانے اور آرام کے کمرے ہیں۔ سٹیشن کے قریب لالہ بہاری لال کنج لال سنگمانیا کی بنائی ہوئی دھرم سالہ ہے جہاں ہر شے دستیاب ہوسکتی ہے۔ الہ آباد میں ہر وقت ہر قسم کی سواری ملتی ہے۔

ہندو لوگ الہ آباد کو پریاگ کہتے ہیں۔ اور تین متبرک دریاؤں یعنی گنگا۔ جمنا۔ اور سرسوتی کا مقام اتصال ہونے کے باعث نہایت مقدس مانتے ہیں۔ دسمبر۔ جنوری میں ماگھ میلہ ہوتا ہے۔ جس میں ڈھائی لاکھ کے قریب جاتری اشنان کرنے آتے ہیں۔ ماسوائے اسکے ہر بارھویں سال کمبھ کا میلہ ہوتا ہے۔ جس میں دس لاکھ کے قریب لوگ جمع ہوتے ہیں۔

امرتسر

بلحاظ آبادی و وسعت پنجاب میں دوسرے درجہ کا شہر دریائے بیاس اور راوی کے مابین لاہور سے ۳۲ میل اور دہلی سے ۳۱۷ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ اور نارتھ ویسٹرن ریلوے کی شاخ پٹھانکوٹ کا جنکشن ہے۔

امرتسر کی بنا گورو رامداس نے ۱۵۷۴ء میں ڈالی تھی۔ یہاں سب سے

بڑھ کر قابلِ دید دربار صاحب کی عمارت ہے۔ یہ چھوٹا مگر خوبصورت سُنہری مندر شہر کے وسط میں ایک تالاب کے اندر سنگ مرمر کے چبوترہ پر استادہ ہے عمارت بھی سنگ مرمر کی ہے اور گنبد پر سنہری پترہ منڈھا ہوا ہے درودیوار اندر باہر سے منقش اور نظر فریب ہیں۔ سکھ لوگ دربار صاحب کو بڑا مقدس مانتے ہیں اور اسکی زیبایش و امداد کے لئے روپیہ دینا کارِ خیر سمجھتے ہیں اندر پُرتکلّف فرش سے آراستہ ہے جسپر ایک طرف گرنتھ صاحب بہ تعظیم و تکریم رکھا رہتا ہے تالاب کے مشرق کی طرف دو مینار ہیں جنپر سے دربار صاحب کا نظارہ بہت دلکش معلوم ہوتا ہے تالاب کے ایک طرف کنارے سے صرف چند قدم کے فاصلہ پر گھنٹہ گھر بنا ہُوا ہے جو دربار صاحب کی خوشنمائی کو اور بھی بڑھا رہا ہے۔ علاوہ ازیں ہال بازار۔ ٹاؤن ہال۔ گورنمنٹ سکول۔ سنتوک سر (یہ ایک گہرا تالاب شہر کے اندر واقع ہے) قیصری باغ۔ رام باغ اور خالصہ کالج بھی ایک سیّاح کے لئے بہت کچھ دلچسپی کا سامان لئے ہوئے ہیں۔ قیصری باغ میں گورنمنٹ سکول کے متصل ایک خوشنما مقام پر حضور ملکہ معظمہ سابقہ قیصرہ ہند کی سالم سنگین تصویر سنگ مرمر کے چبوترے پر استادہ ہے۔ جس کی ساخت میں مغربی صناعی کے جوہر دکھائے گئے ہیں۔

یہ شہر پنجاب میں سب سے بڑی تجارت گاہ ہے۔ یہاں کی شال اور قالین بہت مشہور ہیں اونی و ریشمی کپڑے اور زردوزی کے بھی بڑے بڑے کارخانے ہیں۔ ہر سال اپریل اور نومبر کے مہینوں میں دو بڑی مذہبی میلے یعنی بیساکھی اور دیوالی خوب ہی دھوم دھام کے ہوتے ہیں ہر دو میلوں پر بہت بڑا ہجوم ہوتا ہے اور دونو موقعوں پر مال مویشی کی منڈیاں لگتی ہیں

سٹیشن پر مکلف ویٹنگ روم اور ریفریشمنٹ روم ہیں ان کے سوائے شہر میں کئی ایک سرائیں دھرم سالے اور ہوٹل ہیں۔ سواری ہر وقت ملتی ہے۔ ایک سرائے سٹیشن سے تقریباً دو فرلنگ کے فاصلے پر ہال بازار میں میاں محمد شاہ کی بنوائی ہوئی ہے وہاں پر مسلمان قیام کر سکتے ہیں

امرتسر لاہور سے ۳۲ میل ہے تیسرے درجہ کا کرایہ ۹ر لگتا ہے۔

املوتہ

یہ گاؤں ریاست جیند کی تحصیل دادری میں بی بی اینڈ سی آئی ریلوے کی شاخ بھٹنڈا فاضلکا کے چرخی دادری سٹیشن سے چار میل کے فاصلے پر واقع ہے۔

اس گاؤں میں ہر سال ماہ ستمبر کے دوسرے ہفتے میں چودہ دن تک ایک بڑی بھاری مویشی کی منڈی لگتی ہے جسمیں تقریباً دو ہزار لوگ اور پندرہ ہزار مویشی جمع ہوتے ہیں۔ اسی قسم کی منڈی بھدوانے

میں سال میں دو دفعہ لگتی ہے جو چرخی دادری سے گیارہ میل پر واقعہ ہے اور جہاں ہریانہ کے عمدہ نسل کے مویشی فروخت کے لئے لائے جاتے ہیں۔ البوتہ میں سرائے یا دھرم سالہ تو کوئی نہیں مگر منڈی کے موقع پر عارضی ڈیرے لگا لئے جاتے ہیں۔ بھدوانے میں ایک سرائے اور ایک دھرم سالہ بھی ہے۔

چرخی دادری سٹیشن ریواڑی سے پینتیس میل اور دہلی سے اسّی میل کے فاصلے پر ہے جہاں سے اسکا جدا جدا تیسرے درجہ کا کرایہ پونے چھ آنہ اور ساڑھے چودہ آنہ لگتا ہے ؞

اناسو مودرام پیت

یہ گاؤں احاطہ مدراس کے ضلع نیلور میں واقع ہے۔ یہاں پر ایک خوبصورت مسجد بنی ہوئی ہے۔ جو اس تمام علاقہ میں سب سے زیادہ پُرانی ہے۔ ماہ جولائی میں خواجہ رحمت اللہ صاحب کے عرس کی تقریب میں اس مسجد میں ہر سال بڑا مجمع ہوتا ہے اور عرصہ نو دن تک رہتا ہے۔ مسجد کے متعلق نو گاؤں وقف ہیں جن کے امین پیرزادگان کہلاتے ہیں ؞

انبالہ شہر

صوبہ پنجاب کا ضلع و چھاؤنی لاہور سے بفاصلہ ۱۸۲ میل اور

دہلی سے ۱۶۷ میل واقع ہے۔ انبا نامی راجپوت نے اسکو چودھویں صدی میں آباد کیا تھا۔ یہ شہر (اُسوقت گاؤں تھا) سنہ ۱۸۳۴ء یا سنہ ۱۸۳۵ء میں سرکار انگریزی کے قبضہ میں آیا۔ پُرانی بستی کے بازار تنگ و تیرہ ہیں لیکن جدید بستی جو چھاؤنی کی طرف ہے کشادہ ہے اور سڑکیں عمدہ ہیں یہاں روئی بیلنے اور دبانے اور شیشے کے کارخانے ہیں چھاؤنی میں دو کلیں آٹا پیسنے کی ہیں۔ دوسوتی۔ دریاں۔ اناج۔ یہاں سے باہر جاتا ہے اور انگریزی کپڑا۔ لوہا۔ نمک۔ اُون اور ریشم باہر سے آتا ہے۔ وِکٹوریہ میموریل ہال۔ ہندو ہال۔ واٹر ورکس دیکھنے کے لائق ہیں۔

شہر سے چار میل جنوب مشرق کی طرف چھاؤنی ہے۔ اس میں توپخانہ۔ دیسی پیدل اور سوار پلٹنوں کی رجمنٹیں رہتی ہیں چھاؤنی کی درمیانی سڑک پر دو رویہ پیپل کے بڑے بڑے سایہ دار درخت لگے ہیں۔ کلب۔ ہسپتال۔ جذام خانہ۔ مشن سکول۔ عدالت مجسٹریٹی تحصیل۔ ہوٹل۔ ڈاک بنگلہ۔ تار گھر۔ ڈاکخانہ موجود ہیں۔

شہر کے سٹیشن پر یکے۔ اور چھاؤنی کے سٹیشن پر گاڑیاں سواری کے لئے ملتی ہیں۔ شہر کے سٹیشن کے پاس ہی ایک عمدہ پختہ سرائے ہے۔ جو مائی گوپال کی سرائے کہلاتی ہے۔

لاہور سے انبالہ شہر تک تیسرے درجہ کا کرایہ ۲۔ روپیہ ۲؍ ۳۔ پائی

اور دہلی سے ۱۰ روپیہ ۱۵ آنہ ۳ پائی لگتا ہے ۔

اندور

ریاست اندور کا پایہ تخت دریائے کان کے بائیں کنارہ پر واقع ہے۔ مہاراجہ صاحب اور ریذیڈنٹ اس جگہ رہتے ہیں۔ یہ شہر زمانہ حال کا ہی بنا ہوا ہے اہلیہ بائی نے بسایا تھا۔ سطح سمندر سے دو ہزار فیٹ اونچا ہے۔ اور ایک صحت افزا مقام پر واقع ہے۔ یہاں کی قابل دید عمارات یہ ہیں۔

لال باغ جس میں موسم گرما کا محل اور چڑیا خانہ ہیں۔ مارکٹ۔ روئی کے کارخانے وغیرہ۔ شہر کے مغرب کی طرف شکار گاہ ہے جسمیں سدھے ہوئے چیتوں سے شکار کیا جاتا ہے۔ ریذیڈنسی کی خوب صورت پتھر کی عمارت ایک پارک میں ہے۔ راجکمار کالج جس میں والیان ریاست و رؤسا کے لڑکے تعلیم پاتے ہیں ریذیڈنسی کے علاقہ میں بنا ہوا ہے مہاراجہ صاحب کا محل سٹیشن سے ایک میل کے فاصلہ پر ہے

اندور میں دو سرائے ہیں ایک تو سٹیشن کی پچھلی طرف تقریباً ۵۰۰ گز کے فاصلے پر ہے اور دوسری اندور شہر میں سٹیشن کے سامنے ۴ یا ۵ منٹ کی مسافت پر واقع ہے۔ سٹیشن کے پاس ہی ریاست کی طرف سے ایک عالیشان دھرم سالہ بن رہا ہے جو عنقریب تیار ہو جاویگا۔

اندور بمبئی سے بذریعہ جی آئی پی اور بمبئی بڑودہ ریلوے براستہ کھنڈوہ ۷۰۰۔۴ میل ہے۔ تیسرے درجہ کا کرایہ ڈاک گاڑی میں ۶ روپیہ ۶ آنہ ۹ پائی اور سواری گاڑی میں ۴۔ روپیہ ۹۔ ۶ پائی لگتا ہے۔

اوچ

تحصیل احمد پور۔ ریاست بہاولپور۔ پنجاب میں ایک پرانا قصبہ ملتان سے ۷۰ میل کے فاصلے پر دریائے پنجند کے مشرقی کنارہ پر واقع ہے۔ نارتھ ویسٹرن ریلوے کی لاہور۔ کراچی لائن پر احمد پور سٹیشن سے ۱۴ میل ہے۔ کہتے ہیں اوچ اسی مقام پر واقع ہے۔ جہاں سکندر اعظم نے پنج ند پر ایک شہر آباد کیا تھا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ وہی قصبہ ہے جس کو رشید الدین نے اُن چار ریاستوں میں سے جو کیند بن کفند کے ماتحت تھیں ایک کا دارالخلافہ لکھا ہے۔ اوچ کو محمود غزنوی اور محمد غوری نے فتح کیا تھا۔ اور نصیر قباچہ کی حکومت میں یہ شمالی سندھ کا ایک بڑا مشہور شہر تھا۔ بہت سے انقلابات کے بعد اکبر کے زمانہ میں مستقل طور پر سلطنت مغلیہ میں شامل کیا گیا۔ مسلمانوں کا اس سرزمین کو عزت کی نگاہ سے دیکھنا اس قصبہ کی قدامت اور اُن نامور اشخاص کی جائے ولادت ہونے کی شہادت ہے جن کا تذکرہ اسلامی تواریخ میں ہے۔

اپریل کے دوسری ہفتہ میں پیر سید جلال کی یادگار میں یہاں ایک بڑا میلہ لگتا ہے جس میں ۱۰ ہزار کے قریب ہندو اور مسلمان جمع ہوتے ہیں گو اس مقام پر کوئی سرائے نہیں لیکن زائرین کو اوچ کے باشندے رہنے کے لئے مکانات دیدیتے ہیں جن کا کرایہ ایام میلہ کے لئے ۶ یا ۷ روپیہ ہوتا ہے۔ احمدپور سے ٹٹو اور اونٹ سواری کے لئے ملتے ہیں

یہاں کھجوریں کثرت سے ہوتی ہیں اور اُنکے پتّوں کے پنکھے عُمدہ بنتے ہیں۔

احمد پور لاہور سے ۳۰۱ میل اور تیسرے درجہ کا کرایہ ۳۔ روپیہ ۸۔ آنہ ۶۔ پائی ہے *

اوچپ پولی

اس سٹیشن سے سوا میل شمال کی طرف مسلمانوں کی ایک مشہور و معروف مسجد ہے جہاں ہر سال ماہ ستمبر کی بارہ تیرہ اور چودہ کو نگور قادر شاہ کا عرس ہوتا ہے۔ جس میں ہزارہا مریدان درگاہ دور دور سے آتے ہیں۔ یہ گاؤں سوتھ انڈین یعنے جنوبی ہندوستان ریلوے لائن پر واقع ہے اور سٹیشن سے بہت دُور نہیں سٹیشن کے شمال میں ڈیڑھ میل کے فاصلے پر سمندر لہریں مارتا ہے۔ یہاں کی خاص پیداوار تمر ہندی ناریل اور تمباکو ہیں۔

اوجپ پولی مدراس نہج جنکشن سے چار سَو ستائیس میل
پرواقع ہے۔ تیسرے درجے کا کرایہ چار روپیہ بارہ آنے لگتا ہے۔

اودے پور

راجپوتانہ میں ریاست میواڑ یا اودے پور کا دارالحکومت ہی۔
اودے پور چتور گڈھ ریلوے اس کو چتور گڈھ سے ملاتی ہی۔ اسجگہہ
راجپوتانہ مالوہ ریلوے بھی آملتی ہے۔ شہر اسکے محل اور عجیب و غریب
جھیل کا ہندوستان میں نہایت ہی خوشنما و دلکش نظارہ ہے۔
جب اکبر نے ۱۵۶۹ء میں چتور گڈھ کو فتح کیا تو مہارانہ اودے سنگھ
نے یہاں آکر پہاڑوں میں جائے پناہ بنائی۔ جسکے اِردگِرد ایک شہر
بس گیا۔ اس کا نام مہارانہ نے اپنے نام پر اودے پور رکھا۔ ۱۵۷۶ء یعنی
مہارانہ پرتاب سنگھ کے عہد حکومت میں اودے پور کچھ عرصہ کے لئے مغلیہ
افواج کے ہاتھ آگیا تھا۔ لیکن ۱۵۸۶ء میں پھر راجپوتوں کے قبضہ میں
آگیا۔ ۱۷۶۹ء میں مرہٹوں نے مہاراجہ سندھیا کے ماتحت اس شہر پر
حملہ کیا۔ لیکن دیوان امرچند نے کچھ حصہ علاقہ کا دیکر اسکو بچا لیا۔
جگناتھ جی کا مندر جسکے اِردگرد امرا کے عالی شان محل بنے ہوئے
ہیں۔ نارنج اور لیموں کے باغات ملی پربت۔ رزیڈنٹ صاحب کی
کوٹھی مہاراجہ صاحب کے محل دیکھنے کے لائق ہیں۔

سٹیشن کے پاس ایک ہوٹل ہے۔ اور دو میل کے فاصلہ پر شہر کے قریب دیسی مسافروں کے لئے عمدہ سرائے اور دھرم سالہ ہیں سٹیشن پر اور شہر میں تانگے اور بیل گاڑیاں سواری کے لئے مل سکتی ہیں۔

اودے پور بمبئی سے براستہ چتوڑ گڈھ ۵۹۵ میل ہے۔ تیسرے درجہ کا کرایہ ۶ روپیہ ۳-۶-پائی لگتا ہے ۔

اورنگ آباد سید

ممالک متحدہ کے ضلع بلند شہر میں ایسٹ انڈین ریلوے پر بلند شہر سے دس میل اور کلکتہ سے ۸۶۶ میل کے فاصلہ پر قصبہ اور سٹیم سٹیشن ہے۔ ۱۷۰۴ء میں سید عبدالعزیز نے اورنگ زیب کی اجازت سے گرد نواح کے مفسد جرولیوں کو نکال کر اسکی بنیاد ڈالی اور اس قصبہ کا نام اپنے مربّی اورنگ زیب کے نام پر رکھا۔ سیّد عبدالعزیز کی قبر پر ہر سال ایک میلہ لگتا ہے۔

بلند شہر میں یکہ وغیرہ کی سواری اورنگ آباد کے لئے ملتی ہے کلکتہ سے بلند شہر تک تیسرے درجہ کا کرایہ ۷۔ روپیہ ۱۲ آنہ لگتا ہے۔

اوکھلہ

یہ سٹیشن دہلی سے نو میل کے فاصلے پر ہے اور اسکا نام اس دریا اور گاؤں کے نام پر ہے جو نہر آگرہ و دہلی کے سر پر واقع ہیں۔ نہر ہذا

سٹیشن سے دو میل پر دریائے جمنا سے نکالی گئی ہے۔ اس جگہ پر جمنا میں ایک نفیس بند لگا ہوا ہے جسکے ذریعہ سے موسم گرما میں جمنا کا سارا پانی نہر کی طرف پھیر دیا جاتا ہے۔ اسی جگہ میدان کو ایک چھوٹی سی پارک (سیرگاہ) کی صورت میں بنا دیا گیا ہے سٹیشن کے قریب ہی کالکاجی کے مندر ہیں۔ جہاں ہر سال بے شمار جاتری جاترا کو آتے ہیں۔ قطب مینار اس جگہ سے صاف دکھائی دیتا ہے۔ جسکے گرد شاہی محلوں اور مزاروں کے بکھرے ہوئے آثار کھنڈرات کا ایک ایسا دلچسپ مجموعہ بناتے ہیں جس کی نظیر ہندوستان بلکہ دنیا بھر میں شاید ہی مل سکتی ہے۔

یہاں مندر کے جاتریوں کے واسطے دھرم سالے موجود ہیں دہلی سے اوکھلہ کا تیسرے درجے کا کرایہ دو آنے ہیں۔

ایلورہ

قلمرو نظام کے ضلع حیدرآباد دکن میں اورنگ آباد سے ۱۳ میل اور دولت آباد سے ۷ میل کے فاصلے پر ایک گاؤں ہے۔ اسکے گرد فصیل بنی ہوئی ہے۔ اور اندر ایک مسلمان بزرگ کا مزار ہے۔ جسکی نسبت سارے دکن میں مشہور ہے کہ اسکی زیارت سے تمام امراض دور ہو جاتے ہیں۔ یہاں کئی پہاڑی غار و کہنے مندر ہیں۔ جنکے سبب یہ گاؤں دور دور

تک مشہور ہے۔ یہ غار تین حصوں پر منقسم ہیں۔ ایک بدھ لوگوں کا۔
دوسرا برہمنوں کا۔ اور تیسرا جینیوں کا۔ ان میں علی الترتیب ۱۲۔ ۱۷۔
اور ۵ مندر ہیں۔ بڑا مندر کیلاس کے نام سے نامزد ہے۔ فرگسن صاحب لکھتے ہیں
کہ اس عمارت کی ساخت ایسی خوشنما اور عجیب و غریب ہے کہ دیکھنے والے
متحیّر ہو جاتے ہیں۔ اس حیرت انگیز عمارت کی لمبائی اندر سے ۲۴۷
فیٹ اور چوڑائی ۱۵۰ فیٹ بعض بعض جگہ بلندی سو فیٹ ہے۔ کہتے
ہیں کہ یہ اور دیگر مندر ایلورہ کے بانی اور ایلچپور کے راجا ایڈو نے آٹھویں
صدی میں صحت یابی کے شکریہ میں بنوائے تھے۔ مندر ایک ۲۷۶ فیٹ
لمبے اور ۱۵۴ فیٹ چوڑے صحن میں بنا ہوا ہے۔ غرض یہ مندر عجائبات
روزگار میں سے ہیں اور دیکھنے کے لائق ہیں۔

دولت آباد نظام ریلوے کا سٹیشن سکندرآباد سے ۳۲۶ میل کے
فاصلہ پر واقع ہے۔ تیسرے درجے کا کرایہ سکندرآباد سے دولت آباد تک
۳۔ روپیہ ۶ / لگتا ہے۔

دولت آباد کے سٹیشن ماسٹر کو ۲۴ گھنٹے پیشتر اطلاع دینے سے
ایلورہ کے غار دیکھنے کے لئے تانگے بہ کرایہ دس روپیہ فی تانگہ مل سکتے ہیں
سٹیشن کے قریب ایک آرام گاہ ہے۔ جہاں ایک روپیہ فی یوم
کرایہ لیا جاتا ہے۔ ایلورہ میں بھی ایک ڈاک بنگلہ اور ایک آرامگاہ ہے۔

ڈاک بنگلہ میں ٹھہرنے کے لئے اورنگ آباد کے تعلقدار کی اجازت لینی پڑتی ہے۔

ایلیفنٹا

شہر بمبئی سے ۷ میل کے فاصلے پر بندرگاہ بمبئی میں ایک ٹاپو ہے۔ جس کا گردہ پانچ میل ہے۔ اس میں دو لمبی لمبی پہاڑیاں ہیں جن کو ایک تنگ گھاٹی ایک دوسرے سے جدا کرتی ہے۔ ٹاپو کے جنوب کی طرف جہاں پہلے پرانا لنگر گاہ تھا۔ کسی زمانے میں ایک پتھر کا ہاتھی بنا ہوا تھا۔ اسی سبب سے اس ٹاپو کا نام اہل پرتگال نے ایلیفنٹا رکھدیا تھا۔

شائقین اپالو بندر سے دخانی کشتیوں میں بیٹھکر یہاں پہنچ سکتے ہیں۔ ایلیفنٹا اپنے غاروں کے مندروں کے سبب مشہور ہے۔ ان عجیب و غریب غاروں میں سے چار مکمل ہیں۔ پانچواں بڑا غار اب مٹی وغیرہ سے پُر ہو گیا ہے۔ ان میں سے سب سے بڑا غار مغربی پہاڑی میں واقع ہے۔ لنگر گاہ سے اسکے دروازہ تک ایک پیچیدہ اور تقریباً تین چوتھائی میل لمبا راستہ جاتا ہے۔ یہ غار سخت چٹان کو کاٹ کر نہایت خوبی کے ساتھ بنایا گیا ہے۔ اور طول و عرض میں تقریباً ۱۳۰ فیٹ اور بڑے بڑے ستونوں پر قائم ہے۔ چٹان پر قسم قسم کے پھولدار درخت اور

بیلیں اُگی ہوئی ہیں۔ اس مندر میں نہایت عجیب اور غریب قابل دید تری موتی یعنی تین سر کی مورتی ہے۔ یہ مورتی۔ برہما (پیدا کرنیوالا) وشنو (فنا کرنیوالا) اور شو (محافظ) کو ظاہر کرتی ہے۔ مندر میں اور بھی بہت سی سنگتراشی کی بنی ہوئی مورتیں ہیں *

ایمن آباد

یہ قصبہ صوبۂ پنجاب کے تحصیل و ضلع گوجرانوالہ میں واقع ہے۔ گو اب ایک ادنیٰ جگہ ہے۔ لیکن ضلع میں سب سے پرانا قصبہ ہے۔ گو اسکے پرانے تاریخی حالات قلمبند نہیں کیئے گئے۔ آئین اکبری میں لکھا ہے کہ یہ ایک بڑے محال کا صدر مقام تھا۔ شاہی وقتوں کی اسلامی عمارات کے پانچ نمونے خستہ حالت میں ابتک موجود ہیں۔ یہاں ایک سربرآوردہ کھتری خاندان کی جائے سکونت ہے۔ گرو بابا نانک صاحب نے بھی یہاں قیام فرمایا تھا۔ یہاں سکھوں کا ایک مندر بھی ہے جسے روڑی صاحب کہتے ہیں۔

ایمن آباد میں بیساکھی کا میلہ اپریل میں بڑے زور شور سے دو دن تک لگتا ہے۔ جسمیں بیس ہزار آدمی کے قریب مختلف مقامات سے آتے ہیں۔ اس موقع پر مال منڈی بھی لگتی ہے۔

یہ قصبہ سٹیشن سے تین میل کے فاصلے پر ہے یکے اور ٹمٹمیں سواری

کے لیئے ملتی رہیں۔ دھرم سالے اور سرائے ویسی مسافروں کے لیئے موجود ہیں۔ امین آباد نارتھ ویسٹرن ریلوے پر لاہور سے چونتیس میل ہے اور تیسرے درجہ کا کرایہ ساڑھے چھ آنہ ہے۔

ردیف ب

بابا بڈن یا چندرا درونا

ریاست میسور کے ضلع کڈور میں گھوڑے کے نعل کی شکل کا ایک پہاڑی سلسلہ ہے۔ ہندوستان میں سب سے پہلے قہوے کی کاشت یہاں شروع ہوئی تھی۔ کہا جاتا ہے کہ قریب دو سو سال گذرے ایک مسلمان ولی مکہ سے یہاں کافی کا پودہ لائے تھے۔ اُنہیں کے نام پر اس پہاڑ کا نام پر اس پہاڑ کا نام رکھا گیا تھا۔ اُنکی میت کوہ کے جنوب کی طرف غار میں ایک مسلمان قلندر کے زیر حفاظت رکھی ہوئی ہے۔ جو غار سے تقریباً ایک میل کے فاصلہ پر موضع اتیگنڈی میں رہتا ہے۔ ہندو لوگ بھی اسکی ویسی ہی تعظیم کرتے ہیں جیسا کہ مسلمان۔ کیونکہ وہ اسکو دتاتریا کا تخت خیال کرتے ہیں۔

اسی پہاڑی سلسلہ میں ایک مقام کلھٹی ہے۔ جہاں یورپین موسم گرما میں آکر رہتے ہیں۔ یہاں سنکونا کی کاشت کا تجربہ بھی کیا گیا تھا۔ مشرق کی طرف پہاڑیوں کے دامن میں دو مصنوعی جھیلیں ہیں۔

قریب ترین ریلوے سٹیشن کڈور سدرن مرہٹا ریلوے پر واقعہ ہے۔ جہاں سے یہ مقام ۲۰ میل ہے۔ کڈور میں بابا بدن پہنچنے کے لئے بہلیاں ملتی ہیں۔

کڈور ریلوے سٹیشن سے تقریباً دو فرسنگ کے فاصلہ پر ایک ڈاک بنگلہ۔ اور پہاڑی کے اوپر دیسی مسافروں کے لئے کئی قیامگاہ ہیں۔ کڈور سٹیشن پونہ سے ۴۹۸ میل ہے تیسرے درجہ کا کرایہ ڈاک گاڑی میں ۶۔ روپیہ ۸ آنہ اور سواری گاڑی میں ۵ روپیہ۔ ۳۔ ۳۔ پائی لگتا ہے۔

باسرہ

یہ گاؤں صوبہ بنگال کے ضلع چوبیس پرگنہ میں کلکتہ سے بیس میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ اس جگہ کی شہرت ایک فقیر مبارک غازی کے نام کی بدولت ہے جو ایک شیر پر سوار ہو کر جنگل میں پھرا کرتے تھے۔ اور جن سے تمام جنگلی جانور ڈرتے تھے۔ اُس زمانہ میں جب کہ یہ فقیر یہاں مقیم تھے۔ باسرہ بالکل جنگل کے وسط میں واقع تھا مبارک غازی کی یادگاریں اُن تمام دیہات میں جو سندر بن کے قریب جوار میں آباد ہیں۔ متبرک مقامات بنے ہوئے ہیں۔ کوئی لکڑہارا اس فقیر کی منت مانے بغیر جنگل میں نہیں جاتا۔ بہت سے فقیر

جو اپنے آپ کو مبارک غازی کی اولاد بتاتے ہیں اُن چڑھاووں پر
جو مبارک غازی کی چوکیوں پر چڑھائے جاتے ہیں گذارہ کرتے ہیں۔
جنگل میں جہاں لکڑی کاٹنی ہوتی ہے۔ یہ فقیر سب سے پہلے اُس موقع
پر جاتے ہیں۔ اور تین روز تک فاقہ سے رہتے ہیں۔ ان ایام میں
مبارک غازی اُنہیں خواب میں دکھائی دیتے ہیں۔ اور چند درختوں
کی شاخیں توڑ کر حلقہ بندی کر دیتے ہیں کہ اُس حلقہ کے اندر ہی اندر
لکڑیاں کاٹی جاویں۔ اسکے بعد دعا مانگی جاتی ہے۔ اور چڑھاوے
چڑھائے جاتے ہیں۔ اور لکڑہاروں کو ہدایت کی جاتی ہے کہ حلقہ زدہ
حد سے باہر نہ جاویں۔ جب کشتی لکڑیوں سے بھر جاتی ہے تو دوبارہ
چڑھاوا چڑھایا جاتا ہے۔ اور ایک یا دو روپیہ فقیر کو دئے جاتے ہیں
بڑی عجیب بات یہ ہے کہ شیر جو اُن جنگلوں میں کثرت سے ہیں ان
لکڑہاروں پر کبھی حملہ نہیں کرتے۔ حالانکہ لکڑہاروں کے پاس سوائے
کلھاڑی کے اپنی حفاظت کے لئے اور کوئی ہتھیار نہیں ہوتا۔
کلکتہ سے سندر بند تک سٹیمر یعنی دخانی جہاز جاتے ہیں مسافروں
کو کلکتہ میں آرمینین گھاٹ سے سوار ہونا چاہیئے۔

بورننگ پیٹ

مدراس ریلوے کی بنگلور شاخ پر مدراس سے ۶۷ امیل کے

فاصلے پر واقع ہے تیسرے درجہ کا کرایہ مدراس سے یہاں تک ۱۔روپیہ ۱۴ آنہ لگتا ہے۔ضلع کولر کے صدر مقام کے لئے جو یہاں سے ۱۲ میل شمال کی طرف ہے یہ ریلوے سٹیشن ہے۔ اور کولر کے سونے کی کانوں کی لائن کا جنکشن ہے۔سٹیشن کے قریب ہی قصبہ بورنگ پیٹ ہے۔ جس کا نام میسور کے پہلے چیف کمشنر بورنگ صاحب کے نام پر رکھا گیا ہے۔تھوڑا ہی عرصہ ہوا یہ قصبہ محض ریگستانی ویرانہ تھا۔ لیکن اب بڑی سرسبز اور ترقی پذیر حالت میں ہے۔ اور تجارت کا مرکز ہے۔ہر جمعہ کو بورنگ پیٹ میں اور ہر جمعرات کو کولر میں میلے ہوتے ہیں ضلع کولر کی آبادی ۵۱۹۰۳۰ ہے۔

سٹیشن کے قریب ہی دیسی لوگوں کے لئے ایک عمدہ چتّرم یعنی قیام گاہ ہے۔

بائی کلا بمبئی

مالابار۔ کمبالا۔ بریچ کنڈی۔ مہالکشمی۔ اور مزاگون کے مسافروں کو اسی سٹیشن پر اُترنا چاہئیے۔ وکٹوریہ باغات۔ جو سٹیشن سے تھوڑے ہی فاصلہ پر واقع ہیں۔ قابل دید ہیں ان میں ایک عمدہ عجائب خانہ۔ چڑیا گھر۔ اور البرٹ کا بُت ہیں عجائب خانہ کے نزدیک پلٹن کا باجا اکثر بجا کرتا ہے۔ وکٹوریہ ٹکنیکل انسٹیٹوٹ بھی سٹیشن کے

قریب ہی ہے۔

سواری ہر وقت ملتی ہے۔

بائی کلاجی۔ آئی۔ پی کے وکٹوریہ ٹرمنیس سٹیشن سے تین میل کے فاصلے پر ہے۔ تیسرے درجہ کا کرایہ ۴ پیسے لگتا ہے۔

بجنور

قصبہ اور ضلع بجنور کا صدر مقام۔ دریائے گنگا کے بائیں کنارہ سے ۳ میل اور اودھ روہیلکھنڈ ریلوے کے نگینہ سٹیشن سے ۱۹۔ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ شہر صاف وستھرا ہے۔ اسکے وسط میں ایک چوڑی پختہ سڑک بنی ہوئی ہے جسکے دونو طرف عمدہ بدرروئیں ہیں۔ یہاں کی چینی مشہور ہے اور اُسکی بڑی تجارت ہوتی ہے۔ زنار۔ چاقو۔ سوتی کپڑے بنتے ہیں۔

بجنور سے ۶ میل جنوب کی طرف دارانگر میں ہر سال نومبر میں گنگا اشنان کا میلہ ہوتا ہے جو ۵۔ روز تک جاری رہتا ہے چالیس ہزار کے قریب ہندو لوگ اس میلہ میں آتے ہیں۔

بجنور اور دارانگر میں سرائے ہیں۔ اور بجنور میں شفا خانہ کے سامنے ڈاک بنگلہ ہے۔ نگینہ سٹیشن پر میل کارٹ۔ یکتے وغیرہ سواری کے لئے ملتے ہیں۔ کرایہ بجنور تک ۶ سے ۸۔ آنہ تک میل کارٹ میں اور ۴ سی

۶ر آنہ تک یکہ میں فی کس لگتا ہے۔ بجنور سے دارانگر تک بیل گاڑیاں جاتی ہیں۔

نگینہ۔ سہارنپور سے ۷۳ میل ہے۔ تیسرے درجے کا کرایہ ۱۵ر لگتا ہے ؀

بیرور

سدرن مرہٹا ریلوے کی شموگا شاخ کا مقام اتصال اور کوہستان بابا بُدن کے لیئے ریلوے سٹیشن ہے۔ یہ کوہستانی سلسلہ گھوڑے کے نعل کی شکل کا ہے۔ اور میسور میں یہ ہی جگہ ہے جہاں سب سے پہلے بابا بُدن صاحب نے قہوہ کی کاشت شروع کی تھی۔ انکا مزار ایک غار میں ہے۔ جو جنوبی ہندوستان کا مکہ تصوّر کیا جاتا ہے۔ مسلمان لوگ کثرت سے زیارت کے لئے آتے ہیں۔ ہندو لوگوں کے نزدیک بھی یہ مقام ویسا ہی متبرک ہے کیونکہ وہ اسکو دتا تریت کا تخت کہتے ہیں۔ ان کے خیال کے مطابق اُس کا اسی غار میں سے جہاں وہ زمانہ سلف میں غائب ہوا تھا۔ دوبارہ ظاہر ہونا۔ وشنو کے آخری اوتار اور ست جگ کا نشان ہوگا۔

فروری۔ مارچ میں بابا بُدن کے مزار پر ہر سال عرس ہوتا ہے۔ جب دو ہزار کے قریب مسلمان زیارت کے لئے آتے ہیں۔ اس پہاڑی

کو جاتے ہوئے راستہ میں نِروانا سوامی کا مٹھ آتا ہے۔ یہاں بھی جنوری کے مہینہ میں ہندوؤں کا بڑا بھاری میلہ ہوتا ہے۔ ہزاروں لوگ دُور دُور سے اس موقع پر آتے ہیں۔

برور سے بابا بُدن ۳۰ میل کے فاصلہ پر ہے۔ بیل گاڑیاں سواری کے لئے بکرایہ دس روپیہ فی گاڑی ملتی ہیں۔ پہاڑی کی چوٹی پر انگریزوں کے لئے بنگلہ اور دیسیوں کے لئے کئی مسافرخانے ہیں۔ جہاں آخر الذکر بغیر کرایہ کے ٹھہر سکتے ہیں۔

برور مدراس سے ۳۵۱ میل۔ بمبئی سے ۶۱۳½ میل اور کلکتہ سے ۱۳۱۴½ میل ہے۔ تیسرے درجہ کا کرایہ علی الترتیب ۳ روپیہ ۱۰ آنہ ۹ پائی۔ ۶ روپیہ ۹ آنہ ۶ پائی اور ۱۵ روپیہ ۱۵ آنہ ۶ پائی ہے۔

بُرہان پور

گریٹ انڈین پننشولا ریلوے پر ممالکِ متوسط کا ایک قصبہ سٹیشن سے تین کوس کے فاصلہ پر ہے۔ سنہ ۱۴۰۰ء میں ناصر خاں نے جو خاندیش کے خاندان تارِک کا پہلا خود مختار بادشاہ تھا۔ اِسکی بنیاد ڈالی تھی۔ اس شہر نے بہت سے تاریخی انقلاب دیکھے ہیں۔ آب رسانی کے وسائل سے جنکی ساخت میں اعلیٰ صنعت پائی جاتی ہے شہر میں کثرت سے مُصفّا پانی پہنچایا جاتا تھا۔ گرد نواح میں آٹھ

رجباہوں کے نشان ابتک باقی ہیں۔

یہاں پر دو خوبصورت مسجدیں ہیں۔ جنکے مینار ریل سے مسافروں کو دکھائی دیتے ہیں۔ پادلیشہ کے قلعہ کے کھنڈرات میں ترکی وضع کا ایک حمام جو محل کی بیگمات کے واسطے بنایا گیا تھا ابتک موجود ہے۔ اسکی چھتیں گنبددار مثمن اور فرش سنگ مرمر کا ہے اور اسکی کرسی دریا سے ۸۰ فیٹ کے قریب اونچی ہے۔ جہاں سے دریائے تاپتی کا جو محل کی دیواروں کے نیچے بہتا ہے۔ بڑا دلکش نظارہ حاصل ہوتا ہے۔ لال باغ جو بادشاہ برہان پور کو بہت ہی پسند تھا۔ ریلوے سٹیشن سے چند منٹ کا راستہ ہے۔

جنوری سے اپریل تک اور اگست سے اکتوبر تک مسلمان اولیاؤں کے مزاروں پر میلے وغیرہ ہوتے رہتے ہیں۔ جن میں سب سے بڑا ہر گت شاہ بخاری کے مزار پر ہوتا ہے جس پر ۸ سے دس ہزار تک لوگ جمع ہوجاتے ہیں۔

سونے چاندی کی تارکشی۔ کمخواب۔ ریشم پر تمامی کا کام اور موٹی قسم کے کپڑے یہاں بنتے ہیں۔

سٹیشن پر ویٹنگ روم ہیں۔ اور قریب ہی ایک سرائے ہے۔ سٹیشن کے پاس روئی صاف کرنے اور دبانے کے کارخانے ہیں۔ شہر میں بھی روئی صاف کرنے کے کارخانے ہیں۔

برہان پور بمبئی سے ۳۱۰ میل اور دہلی سے ۶۴۷ میل ہے۔

تیسرے درجہ کا کرایہ ڈاک گاڑی میں ۴ روپیہ ۱۴ آنہ اور ۸۔ روپیہ ۶ آنہ۔ اور سواری گاڑی میں ۳۔ روپیہ ۴ر اور ۶۔ روپیہ ۱۲ر آنہ لگتا ہے +

بڑاپنڈ

یہ گاؤں صوبہ پنجاب کے ضلع جالندہر میں نارتھ ویسٹرن ریلوے کے گرایہ ریلوے سٹیشن سے تین میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ ماہ فروری میں سخی سرورصاحب کی یادگار میں جن کو عام لوگ لگا ہے والہ پیر کہتے ہیں۔ چونکی پیر کا بڑا بھاری میلہ ہوتا ہے۔ تقریباً بیس ہزار ہندو اور مسلمان اس میں آتے ہیں۔

گرایہ سٹیشن سے بڑاپنڈ کو یکہ کی سواری ہر وقت مِل سکتی ہے۔ سٹیشن کا فاصلہ لاہور سے ۱۰۱ میل اور کرایہ ایک روپیہ تین آنہ۔ اور دہلی سے ۲۴۹ میل اور کرایہ دو روپیہ دس آنہ ہے +

بڑودہ

ریاست بڑودہ کا راجدھانی ہے۔ یہاں کے مہاراجہ صاحب کو گائکوار کہتے ہیں۔ بڑودہ میں قابل دید مقامات یہ ہیں۔ نظر باغ محل مکن پور محل اور سونے اور چاندی کی توپیں علاوہ بریں کئی ایک نئی عمارات دیکھنے کے لائق ہیں۔ مثلاً کالج۔ کچہری۔ لیڈی ڈفرن ہسپتال وغیرہ جنکے باعث شہر کی خوبصورتی دوبالا ہو گئی ہے۔ نیا راج محل پینتالیس لاکھ

روپیہ کے خرچ سے تیار ہوا تھا۔ یہ جگہ انگریزی پارک (سیرگاہ) کی وضع کی خوبصورتی کا جامہ پہن کر احمد آباد تک اسی طرح چلی گئی ہے۔

بڑودہ میں ہندوؤں کے مندر بکثرت ہیں۔ جنمیں سے نہایت قابل دید وتھل مندوی سوامی نرائن مندوی اور کھنڈوبا کے ہیں۔ اس شہر کے قرب جوار میں چند عجیب و غریب چشمے بھی ہیں۔ جو دیکھنے سے تعلق رکھتے ہیں۔ اُن میں سے بعض پانچسو سال کے پُرانے ہیں اور گول کنوؤں کی شکل میں سطح تک گیلری دار کمروں سے گھرے ہوئے ہیں۔ باقیماندہ کے گرد کھلی بارہ دریاں ہیں۔

بڑودہ کا رنگیلیہ درخواست دینے پر دیکھا جا سکتا ہے۔ جواہرات جو مہاراجہ صاحب درباری موقعوں پر پہنتے ہیں۔ نہایت ہی بے بہا ہیں انمیں سے ایک ۵۰۰ ہیروں کا کنٹھ ہے۔ جسکے ہیرے بڑی بڑی مقدار کے ہیں۔ موتیوں کا قالین جو دس فیٹ لمبا اور ۶ فیٹ چوڑا ہے۔ بالکل موتیوں کی لڑیوں کا بنا ہوا ہے۔ اور تین سال میں تیس لاکھ روپیہ کی لاگت سے تیار ہوا تھا۔

بڑودہ کے لوگ کشتی کے بڑے شوقین ہیں۔ ملک کے دور دراز حصّوں سے پہلوان آکر یہاں نوکری کرتے ہیں۔

سٹیشن پر عمدہ آرام گاہ ہے۔ کھانے کا سامان بھی ہے۔ سٹیشن سے

ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر مسافروں کے واسطے ڈاک بنگلہ ہے۔ شہر میں بہت سے دھرم سالے ہیں۔ سواری ملتی ہے۔ سٹیشن کے پاس بھی ایک دھرم سالہ ہے۔ بمبئی سے بڑودہ ۲۴۸ میل اور دہلی سے ۱۰۲ میل ہے۔ تیسرے درجے کا کرایہ علی الترتیب ۲ روپیہ ۱۳ آنہ اور ۵ روپیہ ۸ آنہ لگتا ہے۔

بکسیرا

تعلقہ الہ یار جو تاند ضلع حیدر آباد سندھ میں حیدر آباد سے اٹھارہ میل جانب مشرق ایک گاؤں ہے۔ اس جگہ چار مزار ہیں۔ جنہیں مسلمان بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ انمیں سے ایک شیخ بنا پوترا صاحب کا ہے جو پانچسو برس کا پرانا بیان کیا جاتا ہے۔ اور دوسرا افضل شاہ صاحب کا چارسو سال کا۔ ان مزاروں پر سال میں دو دفعہ میلے لگتے ہیں جبکہ ہزارہا مسلمان زیارت کے لئے جمع ہوتے ہیں۔ حیدر آباد سے لاہور تک تیسرے درجہ کا کرایہ ۷ روپیہ ۴ آنہ ۶ پائی ہے۔

بگا شیر

صوبہ پنجاب کی تحصیل مظفر گڈہ میں ایک گاؤں ہے جو مظفر گڈہ سے بفاصلہ ۴ میل اور ریلوے سٹیشن سے ۳½ میل واقع ہے بگا شیر جانے کے لئے ریلوے سٹیشن پر ٹمٹمیں ملتی ہیں۔ ہر سال ماہ جولائی

ہیں ہر پیر کے دن یہاں ایک مسلمان ولی کی یادگار میں ایک بڑا میلہ ہوتا ہے جس میں گرد ونواح کے دیہات سے تقریباً تین ہزار زمیندار شامل ہوتے ہیں۔

بگا شہر میں کوئی سرائے وغیرہ نہیں۔ لوگوں کو میدان میں ڈیرے لگانے پڑتے ہیں۔ نارتھ وسٹرن ریلوے کے لالہ موسیٰ جنکشن سے مظفر گڈہ ۲۳ میل پر واقع ہے۔ اور کرایہ درجہ سوم کا مبلغ ۱۵؍ ہے۔

بگھیرہاٹ

احاطہ بنگال کے ضلع کھلنا میں ایک گاؤں اور بگھیرہاٹ سب ڈویژن کا صدر مقام ہے۔ یہاں سے تھوڑے فاصلہ پر مغرب کیطرف خان جہاں کی مشہور عمارات کے چند کھنڈرات ہیں۔ اور ۳ میل آگے بڑھکر عالیشان شصت گنبد یعنی ۶۰ گنبد والی عالیشان مسجد ہے۔ بگھیرہاٹ سے قریب ۱½ میل کے فاصلہ پر خان جہاں کا مقبرہ ہے۔ جہاں ہر سال مارچ۔ اپریل کے مہینوں میں پورے چاند کے موقع پر ایک میلہ لگتا ہے۔ مقبرہ ایک پشتہ پر بنا ہوا ہے۔ اور اُسکے گرد دُہرہ احاطہ ہے۔ اور اُسکا گنبد ۴۷ فیٹ بلند ہے۔ زائرین سال کے اور حصوں میں بھی آتے ہیں۔

کھلنا سے بگھیرہاٹ براستہ تری ۲۲ میل ہے کشتیاں ۲ روپیہ

سے ۳ روپیہ تک مسافروں کو بگھیرہاٹ لیجانیکے لئے کھلنا میں ملتی ہیں۔
بگھیرہاٹ میں زائرین کے لئے کوئی قیام گاہ نہیں لیکن کہتے ہیں کہ لوگ میلے کے موقع پر اپنی اپنی جھونپڑیاں بنالیا کرتے ہیں۔
کھلنا ایسٹرن بنگال سٹیٹ ریلوے کا سٹیشن کلکتہ سے ۱۰۹ میل ہے تیسرے درجے کا کرایہ ۱۔ روپیہ ۶ آنہ ۹۔ پائی لگتا ہے +

بلڑی

یہ گاؤں تعلقہ گونی ضلع حیدرآباد سندھ مین یا دین حیدرآباد کوٹری ریلوے کے سٹیشن ٹانڈو محمد خاں سے بیس میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔
اس گاؤں میں ایک بڑے مسلمان بزرگ شاہ کریم کی خانقاہ ہے جنکی بابت بیان کیا جاتا ہے کہ وہ امام حسینؑ کی اولاد میں سے تھے۔ انکی یادگار میں یہاں ہر سال ماہ جنوری میں ایک بڑا میلہ جو دس دن تک رہتا ہے ہوا کرتا ہے۔ اس میلے میں تقریباً دس ہزار لوگ دور و دراز کے مختلف مقامات سے آتے ہیں۔ یہ گاؤں ایک ماہی گیر کی بیوی بلڑی کے نام سے نامزد ہے جو شاہ صاحب کی پکّی مریدہ تھی۔ یہاں زائرین کی رہائش کے لئے کئی سرائیں موجود ہیں۔
ٹانڈو محمد خاں حیدرآباد سے بائیس میل کے فاصلے پر ہے۔
تیسرے درجے کا کرایہ موازی ۸/ ہے۔ ٹانڈو محمد خاں میں اونٹ اور

بہلیوں کی سواری مل سکتی ہے ؂

بلگرام

صوبہ اودھ کے ضلع ہردوئی کی تحصیل بلگرام کا سب سے بڑا قصبہ ہردوئی سے بفاصلہ ۱۵ میل جانب جنوب واقع ہے۔ کہتے ہیں کہ ایک مسلمان ولی نے جس کے مزار کی عمارت نواح میں مسلمانوں کی سب سے پرانی عمارت ہے اپنی کرامت کے زور سے ایک دیو بیل نامی کو ہلاک کیا تھا اور اس واقعہ کی یادگار میں یہ جگہ بیلگرام یا بلگرام کہلانے لگی۔ اس قصبہ میں پتھر کی مورتیں۔ ہندوؤں کے ستونوں وغیرہ کی چوٹیوں کے ٹکڑے پائے جاتے ہیں۔ پتھر کے ٹکڑے اور کنکر سری نگر کے قدیم قلعہ اور مندر اور ساگر تال کے خیال کئے جاتے ہیں۔

یہاں پر اناج کی بڑی بھاری منڈی ہے۔

یہ قصبہ کئی ایک مسلمان شاعروں۔ مورّخوں۔ اور اعلیٰ انگریزی حکام کی جائے ولادت ہونے کے باعث بھی بہت مشہور رہا ہے۔

نومبر میں رام لیلہ کا میلہ یہاں پر بڑی دھوم دھام سے ہوتا ہے جس میں ۱۵۔ ہزار کے قریب لوگوں کا ہجوم ہوتا ہے۔

بلگرام میں ایک بنگلہ اور ایک سرائے ہے۔

ہردوئی جو اودھ رہیلکھنڈ کا سٹیشن ہے۔ سہارنپور سے ۵۹۷ میل

اور مغل سرائے جنکشن سے ۱۶۲ میل ہے۔ تیسرے درجہ کا کرایہ علی الترتیب ۲۔ روپیہ ۹۔ آنہ ۹۔ پائی اور ۲۔ روپیہ ۱۰ر آنہ لگتا ہے ؀

بمبئی

یہ عظیم الشان شہر مغربی ہندوستان کا سب سے بڑا بندرگاہ اور احاطہ بمبئی کا دار الخلافہ ہے۔ اور روئی کی تجارت کا مرکز ہے جو روز بروز ترقی پر ہے۔

یہ شہر گورنمنٹ پرتگال کی طرف سے ۱۶۶۱ء میں انگلستان کے بادشاہ چارلس ثانی کو اُسکی ملکہ کیدرین اوبراگنزا کے جہیز میں ملا تھا۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ بادشاہ کو اس دُور و دراز مقبوضہ سے چنداں فائدہ نہیں ہُوا۔ کیونکہ اُسنے ۱۶۶۸ء میں اس شہر کو دس پونڈ طلائی سالانہ پر ایسٹ انڈیا کمپنی کو اجارہ پر دیدیا۔ ۱۷۷۳ء میں بمبئی گورنر جنرل کے ماتحت کردیا گیا۔ اور اس وقت سے احاطہ کہلانے لگا۔ مرہٹوں کی پہلی لڑائی (۱۷۷۴ء سے ۱۷۸۲ء) اور بہت سے اَور انقلابات کے بعد سرکار انگریزی کا اس پر پختہ قبضہ ہوگیا۔

شہر بمبئی جزیروں کے ایک مجموعہ پر آباد ہے۔ جو بشکل جزیرہ نما شمالاً جنوباً چلے گئے ہیں۔ موقع محل کے سبب جو تجارتی فوائد اسکو حاصل ہیں۔ نیز نظر فریب منظر کے لحاظ سے بمبئی مشرق میں اپنا ثانی نہیں

رکھنا۔ شاندار و خوشنما بندر شہر کے مشرقی کنارے کے ساتھ ساتھ
چلا گیا ہے۔ جس میں سفید بادبانوں والی کشتیاں کثرت سے پڑی ہوئی
بہت خوبصورت معلوم ہوتی رہیں۔ یہ بندر دخانی جہازوں کے لئے بڑی
محفوظ پناہ گاہ ہے۔ شہر کے اس حصہ میں آبادی بھی بڑی گنجان ہے۔
بمبئی کے نواح میں الیفنٹا کے مشہور و معروف غار نہایت ہی دلچسپ
اور قابل دید ہیں۔ مزاگون یا اپالو بندر اور بالرڈ پیئر سے جو ٹکسال کے
قریب ہے دخانی کشتیوں میں سوار ہو کر۔ تقریباً ایک گھنٹہ میں وہاں
پہنچتے ہیں بسین میں اہل پرتگال کے پرانے قلعوں وغیرہ کے کھنڈرات
بھی دیکھنے کے قابل ہیں۔ تھانہ سے بسین تک بحری سفر نہایت
فرحت بخش ہوتا ہے۔ آتے ہوئے راستہ تبدیل کرنا ہو تو بمبئی بڑودہ
لائن پر بسین روڈ سٹیشن سے ریل میں بیٹھکر بمبئی آسکتے ہیں۔ کنیری
کے نہایت دلچسپ غار جھیل تلسی کے ۲ میل شمال کی طرف واقع ہیں
وہاں آسانی سے پہنچ سکتے ہیں۔ وہار اور تلسی جھیلیں جن سے بمبئی
میں آب رسانی ہوتی ہے بمبئی سے بذریعہ سواری دو گھنٹہ کی مسافت
پر سالسٹے پہاڑیوں کے دامن میں ایک نہایت پر فضا مقام پر واقع
ہیں۔ خاص بمبئی میں قابل دید مقامات یہ ہیں۔
(۱) نیچرل ہسٹری سوسائٹی کا عجائب گھر (۲) پونا کا لائٹ ہاؤس

اسکو دیکھنے کے لئے پورٹ افسر سے ٹکٹ لینا پڑتا ہے (۳) کلابہ کا میموریل (یادگار) گرجا۔ جو افغانستان کی لڑائی کے مقتولوں کی یادگار میں تعمیر کیا گیا تھا صبح سے شام تک کھلا رہتا ہے (۴) ٹون ہال میں رایل ایشیاٹک سوسائٹی کی بمبئی شاخ کا کتب خانہ اور عجائب گھر صبح ۹ بجے سے ساڑھے چھ بجے شام تک کھلے رہتے ہیں۔ سوسائٹی کے ممبر کی سفارش سے دیکھنے کی اجازت ہو سکتی ہے (۵) ایلفنسٹون سرکل میں ٹون ہال کے قریب شاہی ٹکسال ہر روز کھلی رہتی ہے۔ افسر ٹکسال کی اجازت سے دیکھ سکتے ہیں (۶) چرچ گیٹ سٹریٹ میں سینٹ ٹامس کا گرجا۔ بڑا ڈاکخانہ۔ دفاتر بارک ماسٹری (۷) فورٹ میں الفنسٹون باغ۔ (۸) ایسپلینیڈ میں آرتھر کرافورڈ کا مارکیٹ (۹) اپالو سٹریٹ میں گورنمنٹ کے ڈاک یارڈ (یعنے جہاز گودام) اور فیکٹری۔ داروغہ کھاٹک کو درخواست کرنے پر پیر اور جمعرات کے دن دیکھنے کی اجازت ملتی ہے۔ (۱۰) ایسپلینیڈ میں تار گھر (۱۱) میور روڈ میں سکرٹیریٹ دفاتر و ہائی کورٹ (۱۲) ایسپلینیڈ میں بوئم کا بنایا ہوا بادشاہ کا بحالت سواری بت اور نوبل کا بنایا ہوا قیصرہ وکٹوریہ کا بت (۱۳) ایسپلینیڈ میں راجابائی کا یونیورسٹی مینار اور کتب خانہ سیسون میکینک انسٹیٹیوٹ اور سر کاوس جی کا یونیورسٹی ہال (۱۴) ہاربنی روڈ میں گریٹ انڈین پےننشولا ریلوے کا وکٹوریہ

ٹرمینس سٹیشن (۱۵) چرچ گیٹ سٹیشن کے نزدیک بمبئی بڑودہ اور سنٹرل انڈیا ریلوے کے اعلیٰ دفاتر (۱۶) وکٹوریہ ٹرمینس کے مقابل میونسپل کمیٹی کے دفاتر (۱۷) پنجراپول یا بیمار جانوروں کا ہسپتال بھلیشوریں (۱۸) بائی کلامیں گرانٹ میڈیکل کالج اور جمسٹ جی جی جی بھائی کا ہسپتال گرانٹ میڈیکل کالج کے پرنسپل کی اجازت سے دیکھ سکتے ہیں (۱۹) پارل۔ اور وارلی کے مقام تاردیو میں تین سوت کاتنے کی کلیں (۲۰) فریر روڈ میں پرنسز اور وکٹوریہ ڈاکس (کھاڑی) (۲۱) چوپٹی میں ٹاور اوف سائلنس یعنی خاموشی کا مینار۔ پارسی پنچایت کے سکرٹری سے دیکھنے کے لئے ٹکٹ ملتے ہیں (۲۲) مالابار پہاڑیوں کا حوض وغیرہ۔ پارل بھی قابل دید جگہ ہے کیونکہ یہاں بمبئی بڑودہ اور سنٹرل انڈیا اور گریٹ انڈین پننشولا ریلوں کے انجنوں کے بڑے بڑے کارخانے ہیں۔ اول الذکر بائیں طرف اور آخرالذکر دائیں طرف واقع ہیں۔ دائیں طرف فاصلہ پر گورنمنٹ ہوس اور رومن کتھیلک خانقاہ بھی دکھائی دیتی ہیں۔

بمبئی طاقت بخش بحری ہوا کی وجہ سے جو یہاں آتی رہتی ہے نہایت صحت بخش مقام ہے۔ گرم سے گرم مہینوں میں بھی یہاں گرمی کی شدّت نہیں ہوتی۔

ہندوستان کی سب سے بڑی بڑی ریلوں کا مقام اختتام ہے۔

گریٹ انڈین پننشولا ریلوے کا سب سے بڑا اسٹیشن بوری بندر میں وکٹوریہ ٹرمینس ہے اور بائی کلا کا اسٹیشن مالابار اور کمبالا پہاڑیوں کے لئے نزدیک ہے۔

بمبئی کلکتہ سے بذریعہ جی۔ آئی۔ پی ۱۳۴۹ میل ہے اور تیسرے درجہ کا کرایہ وکٹوریہ ٹرمینس سے تیرہ روپیہ تین آنہ ہے۔

بمبئی میں بہت سے ہوٹل اور دھرم سالہ ہیں اور ہر قسم کی سواری ہر وقت مل سکتی ہے۔

بمبئی سے دہلی ۹۵۷ میل۔ لکھنؤ ۸۸۵ میل۔ کلکتہ براستہ جبلپور ۱۳۴۹ میل اور لاہور ۱۳۰۶ میل ہے۔ تیسرے درجہ کا کرایہ ڈاک گاڑی میں ۱۱۔ روپیہ ۱۰ آنہ۔ ۱۳۔ روپیہ ۱۲ آنہ۔ ۱۶۔ روپیہ ۶ آنہ اور ۱۶ روپیہ ۵ آنہ اور سواری گاڑی میں ۱۰ روپیہ ۱ آنہ۔ ۱۰ روپیہ ۴ آنہ۔ ۱۳ روپیہ ۴ آنہ اور ۱۳۔ روپیہ ۹ آنہ لگتا ہے۔

بنگلور

یہ شہر مدراس ریلوے پر مدراس شہر سے قریب ۲۱۹ میل اور بمبئی سے ۹۲۰ میل کے فاصلہ پر ریاست میسور میں واقع ہے۔ یہاں کی آب و ہوا نہایت صحت افزا اور خوشگوار ہے۔ لیکن جون کے شروع میں موسم کسیقدر خشک و گرم ہوتا ہے۔ یہاں کا انتظام حکام انگریزی کے ہاتھ میں

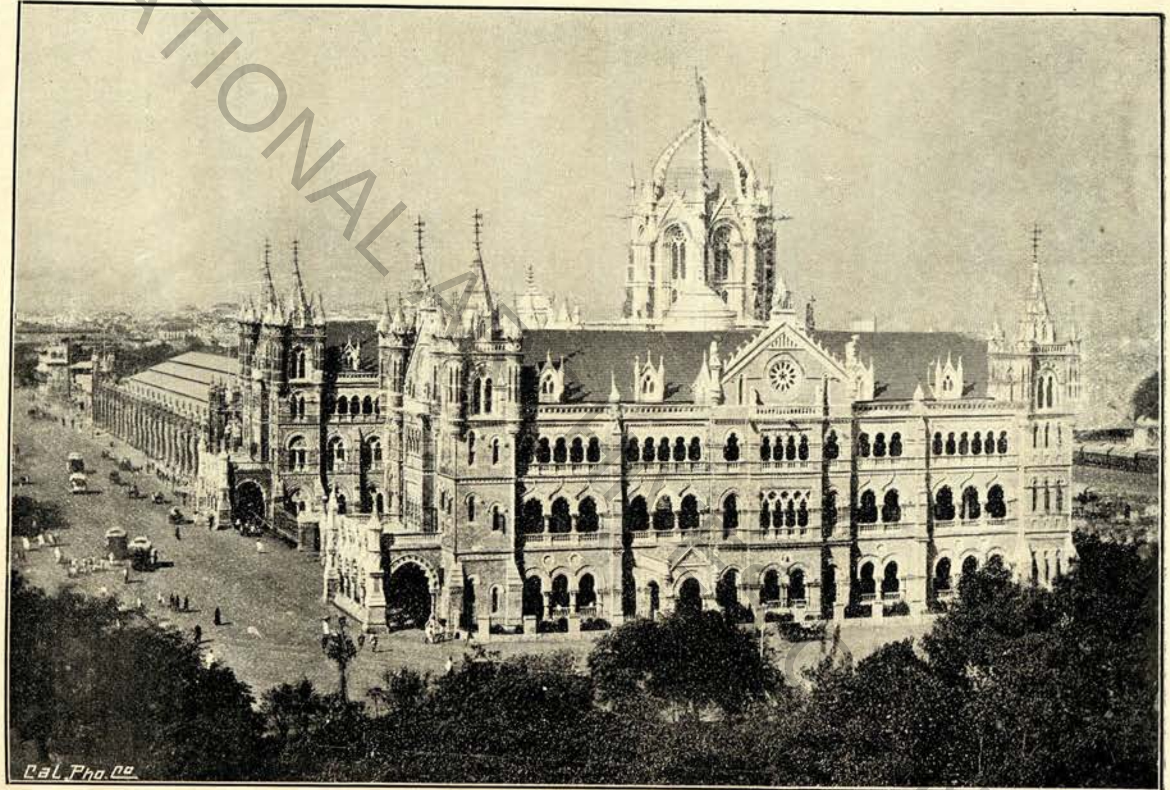


Photo. by Bourne and Shepherd, Calcutta.

وکٹوریا ٹرمینس سٹیشن - جي - آئي - پي ریلوے - بمبئی

ہے جو ریذیڈنٹ صاحب کے ماتحت کام کرتے ہیں۔

بنگلور میں قابل دید مقامات قلعہ۔ ریزیڈینسی۔ لال باغ اور گبن پارک ہیں۔ قلعہ کی بابت کہا جاتا ہے کہ ۱۵۳۷ء میں تعمیر ہوا تھا۔ ۱۶۳۸ء میں بنگلور کو بیجاپور کے ایک جنرل نے فتح کیا۔ ۱۷۵۸ء میں قلعہ حیدر علی کے ہاتھ آیا۔ اور ۱۷۹۱ء میں فتح سرنگاپٹم اور ٹیپو سلطان کی وفات پر اسکو انگریزی فوج نے تسخیر کیا اور ۱۷۹۹ء میں میسور کے قدیم خاندان ودیار کی اولاد میں سے ایک شخص کو دیا گیا۔

لال باغ بڑا پُر فضا باغ ہے۔ اور عام سیرگاہ ہے۔ گبن پارک میں لوگ کثرت سے شام کے وقت سیر کو جاتے ہیں۔ یہاں ہفتہ میں کئی مرتبہ انگریزی باجا بجا کرتا ہے اور بنگلور کے جیمخانہ کے کئی ایک قطعات لان ٹینس کھیلنے کے بنے ہوئے ہیں۔

بنگلور میں ۸ عمدہ ہوٹل اور بورڈنگ ہوس اور ۹ دیسی لوگوں کی قیام گاہ ہیں۔ انمیں سے ایک جو تھوٹا پہ چٹی کی جولتری کہلاتی ہے شہر کے سٹیشن سے تقریباً دو سو گز کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اور ایک اَور چھاؤنی کے سٹیشن سے نصف فرسنگ کے فاصلہ پر ہے۔ باقیماندہ شہر اور چھاؤنی کے سٹیشنوں سے تھوڑے فاصلے پر ہیں۔ بیل گاڑیاں اور یکے سٹیشنوں پر اور شہر اور چھاؤنی میں ملتے ہیں۔

مدراس سے بنگلور تک تیسرے درجہ کا کرایہ ڈاک گاڑی میں ۲-روپیہ ۱۴-آنہ اور سواری گاڑی میں ۲-روپیہ ۵-آنہ لگتا ہے۔

بوریولی یا دیسور

بمبئی بڑودہ اینڈ سنٹرل انڈیا یعنی بمبئی کی چھوٹی لائن پر سٹیشن ہے۔ مانٹ پزیر کے غار اور جیسوٹ لوگوں کی خانقاہ کے کھنڈر جو سولھویں صدی میں بنی تھی یہاں سے قریب ہیں۔ رومن کیتھلک فرقہ کے عیسائی یہاں جایا کرتے ہیں۔ کینیری کے مشہور و معروف غاروں کے مندر جنکی نسبت خیال کیا جاتا ہے کہ بدھ لوگوں نے کارلی سے نکالے جانے کے بعد نویں یا دسویں صدی میں بنائے تھے بوریولی سٹیشن سے ۴ میل کے فاصلہ پر ہیں۔ یہ مندر شمار میں سو سے زیادہ ہیں۔ اور پہاڑیوں کو کاٹ کر بنائے گئے ہیں۔ بڑا مندر ½۸۸ فیٹ لمبا اور ½۳۸ فیٹ چوڑا ہے۔ گنبد دار چھت ۵۰ فیٹ اونچی ہے اور ۳۴ ہشت پہلو ستونوں پر ایستادہ ہے۔ دربار مندر ½۹۶ فیٹ لمبا ½۴۲ فیٹ چوڑا ہے لیکن اسکی بلندی صرف ۹ فیٹ ہے۔ رنگ روغن کے نشان سب مندروں میں اور پختہ چبوتروں اور باغات کے نشان پہاڑی کے کئی حصوں میں ابتک موجود ہیں۔ علاوہ ان کے پانی کی نالیاں بھی ہیں۔ پہاڑی کی چوٹی سے دور دور تک کا نظارہ حاصل ہوتا ہے۔ بلکہ بمبئی کا شہر اور بندر جنوب کی طرف بسین شمال کی طرف

اور بحر ہند مغرب کی طرف دکھائی دیتے ہیں۔

سٹیشن پر ویٹنگ روم یعنی مسافر خانہ ہے۔ اور قریب ہی ایک دھرم سالہ ہے۔ بیل گاڑیاں کنیری کے غار دیکھنے کے لئے بکرایہ ۲ روپیہ فی گاڑی ملتی ہیں بوریولی بمبئی سے ۲۳½ میل ہے۔ تیسرے درجہ کا کرایہ ۴ر آنہ ۳ پائی لگتا ہے ۔

بہار

یہ قصبہ بنگال۔ ضلع پٹنہ میں بختیار پور بہار ریلوے پر بختیار پور سے ۱۸½ میل کے فاصلہ پر بہت بڑی تجارت کا مقام ہے۔ اس شہر میں ایک عالیشان سرائے قابل دید ہے جو تھوڑا ہی عرصہ ہوا ہندو اور مسلمان زائرین کے لئے بنائی گئی تھی۔

دریا کے جنوبی کنارہ پر جناب شاہ مخدوم صاحب مرحوم کا مزار ہے جہاں ہر سال بڑا بھاری میلہ ہوتا ہے اور بیس ہزار سے بھی زیادہ مسلمان زیارت کے لئے جمع ہوتے رہیں۔ شہر کے اندر اور بھی بہت سے مزار اور مساجد ہیں۔ بختیار پور سے درجہ سوم کا کرایہ پونے پانچ آنہ ہے ۔

بہرائچ

صوبہ اودھ کے ضلع بہرائچ میں سب سے بڑا شہر اور بنگال نارتھ ویسٹرن ریلوے کی نیپال گنج شاخ کا سٹیشن ہے۔ یہاں سب سے بڑھکر

قابل دید جگہ مسعود صاحب کا مزار ہے جو بڑے بہادر اور صاحب کرامت بزرگ ہوئے ہیں۔ مزار کے اخراجات بزرگ موصوف کے چند خادموں کی اولاد کے ذمہ ہیں۔ مارچ کے مہینہ میں یہاں پر ایک بڑا میلہ لگتا ہے جس میں تقریباً ڈیڑھ لاکھ ہندو اور مسلمان جمع ہوتے ہیں۔ اس موقع پر مسعود صاحب کے چیدہ مریدوں کے مزاروں کی بھی زیارت کی جاتی ہے۔ بہرائچ میں ایک مشہور خانقاہ بھی ہے جس کو ملتان کے کسی مسلمان بزرگ نے ۱۶۲۰ء میں قائم کیا تھا۔

دولت خانہ جو کبھی خوبصورت عمارتوں کی قطار تھی نواب آصف الدولہ نے تعمیر کرایا تھا۔ اب یہ سب عمارتیں شکستہ حالت میں ہیں۔ بہرائچ میں مویشی منڈی بھی ہر سال لگتی ہے۔ انگریز اور دیسی مسافروں کے آرام کے لئے یہاں ایک ڈاک بنگلہ اور ایک سرائے ہے۔

بہرائچ گونڈا جنکشن سے ۳۸ میل ہے۔ تیسرے درجہ کا کرایہ ۶ آنہ ۳ پائی لگتا ہے۔

بھکر

ضلع شکارپور میں سکھر اور روڑی کے درمیان دریائے سندھ میں ایک بڑا مستحکم ٹاپو ہے اسکے شمال کی جانب تھوڑے ہی فاصلہ پر

خواجہ خضر (یا جند پیر) کا چھوٹا سا ٹاپو ہے جس میں ایک بڑی مقدس خانقاہ ہے۔ جنوب کی طرف ایک اور چھوٹا سا ٹاپو سپ بیلا کے نام سے مشہور ہے جسمیں چند اور مقدس مزار ہیں۔ ان ٹاپوؤں میں ہر سال مارچ۔ اپریل اور دسمبر کے مہینوں میں چیتی چند بیساکھی اور پوہی چاند کے مشہور میلے ہوتے ہیں جن میں جدا جدا اٹھارہ ہزار۔ نو ہزار اور تین ہزار کے قریب لوگوں کا مجمع ہوتا ہے۔

یہ سارا کا سارا ٹاپو ایک قلعہ سے گھرا ہوا ہے جس کی دیواریں دُہری ہیں اور جو دریا پر سے دیکھنے سے بڑا مستحکم اور خوشنما معلوم ہوتا ہے۔ مسلمانوں کے زمانے میں یہ ٹاپو خاصی مفید پناہ گاہ سمجھی جاتی تھی ان ٹاپوؤں میں جانے کے لئے نارتھ وسٹرن ریلوے پر سکھر کا اسٹیشن سب سے نزدیک ہے جو لاہور سے ۴۹۰ میل کے فاصلہ پر ہے اور جس کا تیسرے درجہ کا کرایہ مبلغ ۵ہر ہے۔ کرایہ کی گاڑیاں سٹیشن پر دستیاب ہوتی ہیں۔ سکھر میں کئی سرائیں اور دھرم سالے موجود ہیں اور سٹیشن پر ایک ڈاک بنگلہ بھی ہے مگر ٹاپوؤں میں کوئی قیام گاہ نہیں ٭

بھوانند پور

احاطہ بنگال ضلع دیناج پور۔ پرگنہ سالباڑی میں ایسٹرن بنگال سٹیٹ ریلوے پر رانی سنکائیل پولیس سٹیشن سے ۸ میل اور دریائے

کولاٹ سے ایک میل مغرب کی طرف ایک گاؤں ہے۔ یہ مقام نیک مرد میلے کی وجہ سے جو ایک مسلمان بزرگ کی یادگار میں ہوتا ہے۔ بہت مشہور ہے۔ ان بزرگوار کا مزار آم کے درختوں کے ایک جھنڈ میں ایک چٹائی کے جھونپڑے میں بنا ہوا ہے میلہ بنگالی سال کی پہلی تاریخ مطابق ۱۰۔ یا ۱۱۔ اپریل سے شروع ہو کر ۶۔۷۔ روز تک رہتا ہے۔ اس موقع پر قریب ڈیڑھ لاکھ لوگ ملک کے تمام حصوں سے زیارت کے لئے جمع ہوتے ہیں۔ ایام میلہ میں بیل۔ پہاڑی ٹٹو۔ گھوڑے۔ ہاتھی اونٹ وغیرہ بیرونجات سے بکنے کے لئے آتے ہیں۔

بھوپال

پہلے یہ شہر راجہ بھوج کے نام پر جس نے اِسکی بنیاد ڈالی تھی۔ بھوج پال کہلاتا تھا۔ سطح سمندر سے سترہ سَو فیٹ اونچا ہے۔ اور ایک جھیل کے کنارے پر جو منبع دریائے بیتوا سے پانی کاٹ کر بنائی گئی ہے۔ ایک پُرفضا مقام پر واقع ہے۔ اسی نام کی ریاست کا دارالخلافہ ہے جس پر ہرہائنس جناب سلطان جہان بیگم صاحبہ حکمران ہیں بھوپال میں رہتی ہیں۔ گو شہر کی ساخت بے ڈھنگی ہے لیکن اِسکے نرالے اور تنگ بازار جن میں عالیشان خوبصورت حویلی برآمدہ دار مکانات ہیں نہایت خوشنما معلوم ہوتے ہیں۔ جامع مسجد جو شہر کے وسط میں ایک

بلند جگہ پر واقع ہے۔ قابل دید عمارت ہے۔ اس میں داخل ہونے کے لئے پتھر کی سیڑھیاں بنی ہوئی ہیں۔ اور اردگرد جوہریوں وغیرہ کی دُکانیں ہیں۔ شہر کے قریب ہی ایک پہاڑی کی چوٹی پر فتحگڈھ کا قلعہ ہے۔ جس پر سے شہر اور جھیل کا خوب نظارہ حاصل ہوتا ہے۔

سیاح اجازت لے کر ہر ہائنس کے باغات کی سیر کر سکتے ہیں۔

یہ سٹیشن بھوپال اجین ریلوے کا جنکشن ہے۔ اس لائن پر آنے جانے والوں کو گاڑی اسی جگہ تبدیل کرنی چاہئے سٹیشن پر ریفرشمنٹ اور ویٹنگ روم موجود ہیں۔ اور قریب ہی ایک ڈاک بنگلہ اور سرائے ہے جس کو سکندر سرائے کہتے ہیں سٹیشن پر یکّے بکرایہ ۴ر آنہ فی یکہ ملتے ہیں۔

بھوپال میں روئی دبانے اور نکالنے کی کلیں بھی ہیں۔

بھوپال بمبئی سے ۵۲۱ میل ہے۔ تیسرے درجے کا کرایہ ڈاک گاڑی میں ۸۔ روپیہ ۲ر آنہ۔ اور سواری گاڑی میں ۵۔ روپیہ ۱۰ر آنہ لگتا ہے۔

بھیت شاہ

احاطہ بمبئی۔ ضلع حیدرآباد سندہ کے تعلقہ حالہ میں ایک قصبہ ہے ۱۷۲۷ء میں شاہ عبداللطیف صاحب نے جن کی یادگار

میں ماہ فروری اور اپریل میں یہاں پر سالانہ میلے لگتے ہیں۔ اسکی بنیاد ڈالی تھی۔ ہر میلہ پر پانچ ہزار کے قریب مسلمان زائرین کا انبوہ ہوتا ہے۔ بھیت شاہ میں پیروں کے کئی ایک خاندان ہیں جو اس علاقہ میں بہت مشہور ہیں۔

یہاں سے قریب ترین سٹیشن اُڈیرو لال نارتھ ویسٹرن ریلوے پر لاہور سے بفاصلہ ۶۵۰ میل اور کراچی سے ۱۳۴ میل واقع ہے۔ تیسرے درجے کا کرایہ ۷۔ روپیہ ۱۰ آنہ۔ اور ۱۔ روپیہ ۹ آنہ ۳ پائی لگتا ہے۔

بھِڑی

صوبہ پنجاب کے ضلع گوجرانوالہ میں ایک گاؤں ہے۔ جو نارتھ ویسٹرن ریلوے کے سٹیشن گاجر گولہ سے ۵ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ مئی کے مہینہ میں یہاں شاہ رحمان صاحب کے مزار پر ہر سال عرس ہوتا ہے۔ جس میں گرد نواح کے اضلاع سے پانچ ہزار کے قریب لوگ جمع ہوتے ہیں۔

گاجر گولہ میں بھڑی کے واسطے کوئی سواری نہیں ملتی اور نہ بھڑی میں مسافروں کے لئے کوئی آرام گاہ ہے۔ لوگ خانقاہ میں یا میدان میں ٹھہرتے ہیں۔

گاجر گولہ لاہور سے ۹۱ میل ہے۔ تیسرے درجے کا کرایہ ایک روپیہ ایک آنہ لگتا ہے۔

بیانہ

آگرہ سے ۵۰ میل جنوب مغرب کی طرف ریاست بھرت پور میں ایک قدیم اور بڑا قصبہ ہے اس میں علاوہ بیشمار مندروں و پتھر کے بنے ہوئے گھروں کے ایک عجیب و غریب قلعہ بھی ہے جس کو بھیم لاٹ کہتے ہیں کسی زمانہ میں یہ قلعہ ہندوستان میں بڑا مستحکم خیال کیا جاتا تھا۔ اسکو ۱۰۴۰ء میں بڑے مسلمان فاتح محمود غزنوی کے بھتیجے سید سالار مسعود نے جادَن راجہ بجے پال سے جنگ کر کے فتح کیا تھا۔

اُس علاقے کے مسلمان لوگ بیانہ کو نہایت متبرک جگہ مانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر صحابہ کرام میں سے چند یہاں بھی شہید ہوتے تو یہ جگہ بلحاظ پاکیزگی اور تعظیم و تکریم کے مکہ سے بھی بڑھجاتی۔

اسی مقام پر بابر اور راودے پور کے راجپوت راجہ راناسانگا کے درمیان بڑی خونریز لڑائی ہوئی تھی۔

قریب ترین ریلوے سٹیشن بھرت پور میں بیل گاڑیاں سواری کے لئے ملتی ہیں۔

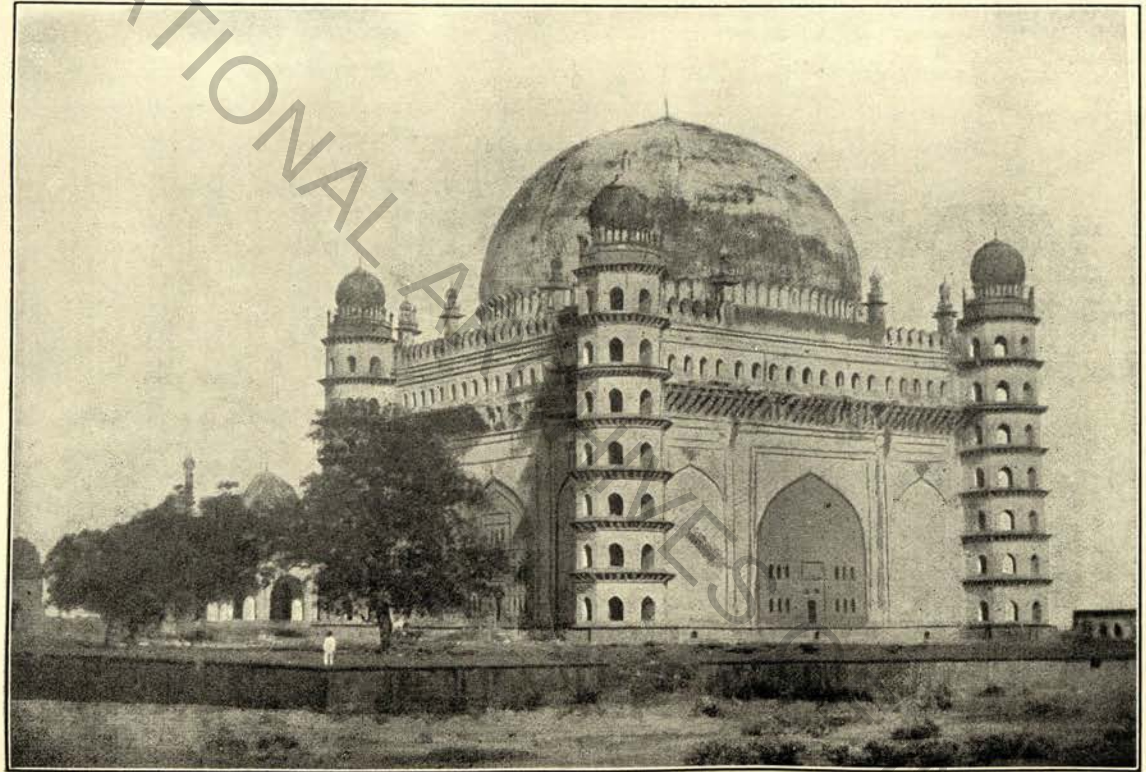
بھرت پور بمبئی سے ۸۱۵ میل اور دہلی سے براستہ باندی کوئی

۱۹۶ میل ہے تیسرے درجے کا کرایہ ، روپیہ ۱۲ آنہ اور ۲ روپیہ ۱ آنہ ۳ پائی لگتا ہے

بیجاپور

ضلع بیجاپور کا صدر مقام ہے۔ یہ شہر سنہ ۱۴۸۹ء سے سنہ ۱۶۸۶ء تک دکن کا دار الخلافہ تھا۔ خاندان عادلشاہی کے مسلمانوں کا بھی دار الامارت رہا ہے۔ جن میں سے مشہور (اگر ہم موجودہ عمارات پر کتبوں سے تاریخ اخذ کریں) یوسف عادل شاہ جس نے سنہ ۱۴۸۹ء سے سنہ ۱۵۱۰ء تک سلطنت کی اور ابراہیم عادلشاہ ثانی اور محمد عادلشاہ جو سنہ ۱۶۲۶ء سے سنہ ۱۶۵۶ء تک حکمران رہے ہوئے ہیں۔ مؤخر الذکر بادشاہ شہر کی خوبصورتی بڑھانے کے لئے اپنی کوششوں میں اسقدر مشہور تھا۔ کہ موجودہ باشندے اُن تمام عمارات کو اسی کی طرف منسوب کرتے ہیں جن کے بانیوں کا ٹھیک پتہ نہیں۔ اسکا شاندار مزار بولی گنبد پہلی بڑی عمارت ہے جس پر سٹیشن کی طرف سے جو آبادی کے جانب شرق واقع ہے۔ فصیل شہر میں داخل ہوتے وقت ہر شخص کی نظر پڑتی ہے۔ یہ گنبد ۱۹۸ فٹ اونچا ہے۔ اسکے گرد ایک چوطرفہ برآمدہ ہے۔ جس میں آواز بڑے زور سے گونجتی ہے۔ یہ مزار خوبصورتی کے لحاظ سے غالباً بیجاپور میں سب عمارتوں سے بڑھا ہوا ہے۔

عصر محل بھی محمد عادلشاہ نے ہی تعمیر کرایا تھا۔ جو خوبصورتی



بولي گمبذ - بیجاپور

میں دوسرے درجے کی عمارت ہے۔ اور سٹیشن سے بائیں طرف کو
تقریباً ایک میل کے فاصلہ پر واقع ہے تمام شاہی محلات میں سے صرف
یہی ایک عمارت ہے۔ جو مغلیہ خاندان کے بادشاہ شاہجہان کے ہاتھوں
تباہی سے بچی ہی۔ وہ بھی اس وجہ سے کہ اس میں جناب رسالت مآب
رسول خدا محمد مصطفےٰ صلعم کی ریش مبارک کے دو بال رکھے ہوئے تھے۔ جو
محمد صالح ہمدانی بیجاپور میں لائے تھے۔ موئے مبارک اب تک ایک شیشے
کی نلکی میں بند ہیں۔ جو ایک چھوٹے سے آبنوس کے سنہری صندوقچے
میں رکھے ہوئے ہیں۔ یہ صندوقچہ پھر ایک سیاہ لکڑی کے مضبوط بکس
میں بند ہے۔ اس طریق سے تبرک مذکور محفوظ ہے۔ یہاں ایک شاہی کتبخانہ
بھی تھا جن میں سے کچھ تو دیمک کا شکار بنا۔ اور کچھ مفلس و لالچی محافظوں
نے اُڑایا۔ باقیماندہ کتب ۱۸۵۳ء میں انڈیا آفس میں لندن بھیجدی گئیں۔
علی عادل شاہ ثانی کا مقبرہ جو بے سقف ہی رہگیا تھا۔ اس سڑک
پر جو سٹیشن سے شہر کو گئی ہے۔ داہنی طرف واقع ہے۔ اسکی نوک دار
محرابیں سنگ موسیٰ کی بنی ہوئی ہیں۔

دوسری عجیب عمارت شیر زہی برج ہے۔ اس کی وجہ تسمیہ
ہے۔ کہ اسپر دو شیروں کے بت بنے ہوئے ہیں۔ اسی جگہ بیجاپور کی بڑی
توپ رکھی ہوئی ہے۔ جس کا نام "مالک میدان" ہے۔ ۱۵۴۹ء میں

ایک ترکی افسر نے احمد نگر میں اسے ڈھالکر بنایا تھا۔ اسپر اسکے بانی محمد بن حسن رومی کا نام کندہ ہے۔ توپ پر دو اور کتبے ہیں۔ ایک جو مُنہ کے قریب ہے اورنگ زیب نے ۱۶۸۶ء میں اس شہر کی فتح پر لکھوایا تھا۔ بُرج کے پاس اوپاری مینار ہے۔ کہتے ہیں کہ جب علی عادل شاہ اوّل نے ۱۵۶۵ء میں تلی کوٹ کی لڑائی کے بعد وجایانگر کے حکمران شکست دی تو اس شہر کی فصیل بنانی شروع کی۔ اس فصیل کا ایک ایک حصّہ اپنے امراء میں تعمیر کے لئے تقسیم کر دیا۔ اُسوقت اس کا مشہور جرنیل حیدر خاں بلگام اور دھاروار کی فتوحات میں مشغول تھا۔ چونکہ اسکی واپسی پر یہ دیوار مکمل ہو چکی تھی۔ بادشاہ نے اس خیال سے کہ ایسے کار خیر میں شریک نہ ہونے کے سبب جرنیل مذکور کی دل شکنی ہو گی۔ اُسے ایک ایسا مینار تعمیر کرنے کا حکم دیا جو سب سے اونچا نکل جاوے۔ پس اُسنے یہ اوپاری برج بنایا۔

اس بُرج پر ایک بڑی توپ لم چھڑی یا دور پروانہ رکھی ہوئی ہے فصیل شہر کا محیط تقریباً ساڑھے چھ میل ہے۔ اس میں چار دروازے ہیں۔ اول بہمنی شمال میں۔ دوم اللہ پور شرق میں۔ سوم مکہ غرب میں اور چہارم فتح جنوب میں۔ چھٹے دروازے کا نام منگولی تھا۔ لیکن اورنگ زیب نے اسکا نام شہر کی فتح کی یادگار میں باب الفتح رکھدیا۔

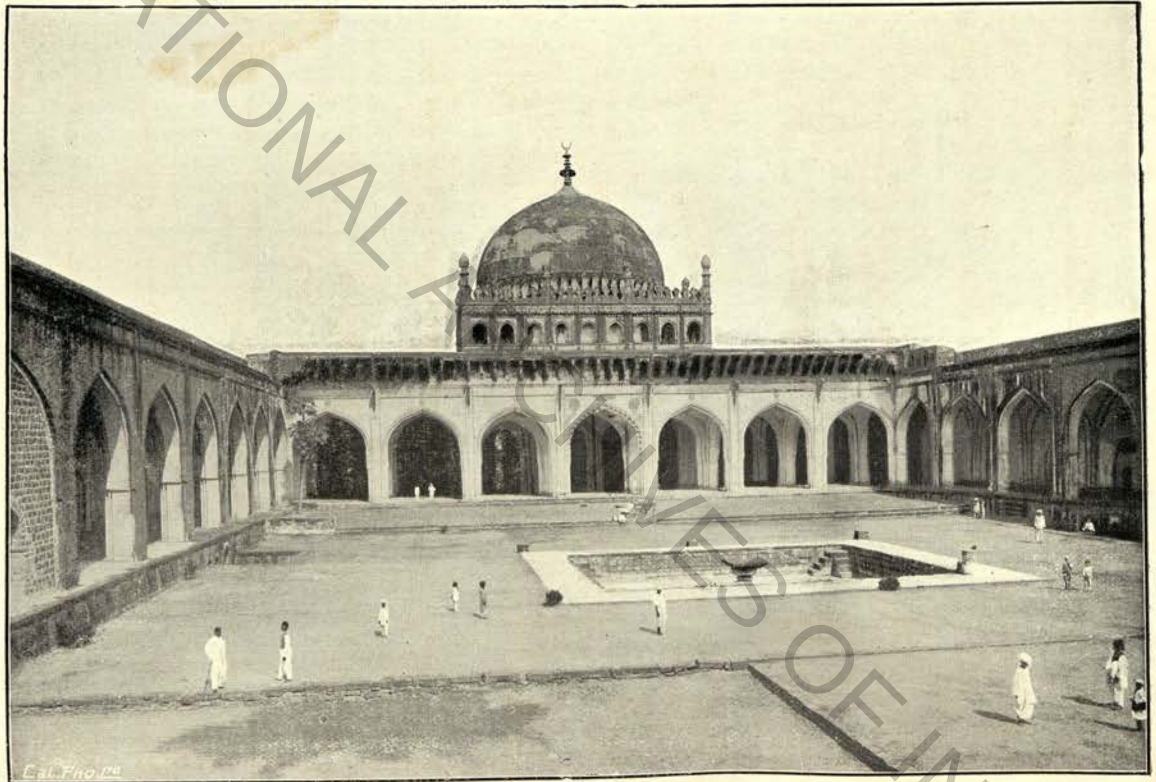
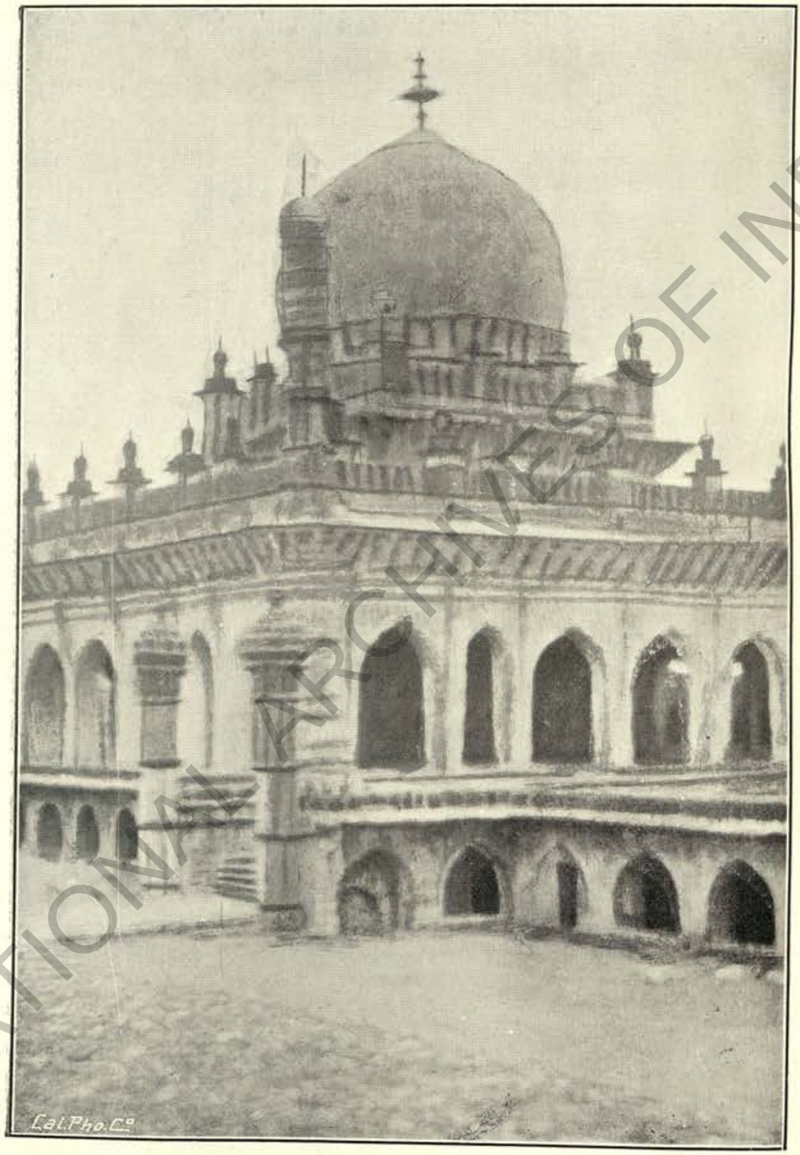


Photo. by Bourne and Shepherd, Calcutta.

جامع مسجد - بیجاپور



ابراهیم کا روضہ - بیجا پور

کیونکہ اسی دروازے کی طرف سے وہ شہر میں بحیثیت فاتح داخل ہوا تھا۔ اِس دروازے پر دو نہایت مستحکم برج لنڈا قصاب اور فرنگی برج تھے۔ برج لنڈا قصاب پر سے بیجاپور کا عجیب نظارہ دکھائی دیتا تھا۔ زہرہ دروازہ کے باہر جو بجائے مکہ دروازے کے بنایا گیا تھا ابراہیم عادلشاہ ثانی کا مقبرہ اور مسجد ایک ہی چبوترے پر ہیں اور دونو شہر کی خوبصورت ترین عمارات میں سے ہیں۔

بیجاپور اپنے تمام بادشاہوں میں سے عادل شاہ اول کا زیادہ تر ممنون احسان ہے۔ کیونکہ اس بادشاہ نے تورِوی واٹر ورکس شہر کی آب رسانی کے لئے بنائے تھے۔ اُنکے نشانات مغرب کی طرف اب تک باقی ہیں۔

شہر پناہ کے باہر دوسری قابل دید عمارتیں مہتر محل اور جامع مسجد ہیں۔ اول الذکر کی وجہ تسمیہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ ابراہیم اوّل کو جذام ہوگیا تھا۔ اور اسے ایک نجومی نے یہ بتایا کہ جب بادشاہ کل صبح باہر نکلیں تو جو شخص سب سے پہلے سامنے آئے۔ اُسے بہت سا روپیہ خیرات میں دیں۔ دوسرے دِن صبح کو جب بادشاہ باہر نکلا تو خاکروب سامنے آگیا۔ جسے بادشاہ نے نجومی کے کہنے کے مطابق بہت سا روپیہ دیا۔ مہتر یہ مال کثیر دیکھکر متحیر

ہو گیا۔ اور شکریہ میں ایک مسجد اور ایک ڈیوڑھی بنوادی۔

یہاں کی جامع مسجد جو دکن کی مسجدوں میں سب سے بڑی ہے۔عادل شاہ اوّل نے ۱۵۵۷ء میں بنوانی شروع کی تھی مسجد اورنگ زیب اور مہاراجہ ستارا کے عہد میں بھی تکمیل کو نہ پہنچ سکی۔ اس مسجد کے صحن میں ممبر کے سامنے سنگ مرمر کا ایک چبوترہ ہے۔ جس پر کھڑے ہو کر موذّن اذان دیتا ہے۔کیونکہ موذّن کے لئے کوئی مینار نہیں ہے۔

آرک قلعہ یا سورج گڈھ ایک بڑا قلعہ ہے۔جسکے اندر نہایت اعلیٰ صنعت کی عمارتیں اور باہر کی جانب خندق ہے۔ٹیورنیر کا بیان ہے کہ اس خندق میں اسقدر مگرمچھ اور گھڑیال تھے۔کہ کوئی شخص اسے عبور کرنے کی جرات نہیں کرسکتا تھا۔اندرونی عمارات حسب ذیل ہیں۔چینی محل جو اب کچہری کے کام آتا ہی۔ست منزلی جس کی پہلے سات منزلیں تھیں۔لیکن تین منزلیں گر گئی ہیں۔ آنند محل یا تاج محل۔جس میں اب سول سرجن رہتا ہے۔گوگن محل یا دیوان عام۔

بیجاپور میں دیسیوں کے لئے دھرم سالہ ریلوے سٹیشن سے بفاصلہ تقریبًا ڈیڑھ میل اور انگریزوں کے لئے ڈاک بنگلہ قریب

ایک میل ہے۔ گاڑی کے وقت سٹیشن پر اور شہر میں تانگے کی سواری ملتی ہے۔ سٹیشن سے مسافر خانہ اور ڈاک بنگلہ تک کرایہ فی تانگہ آٹھ آنہ لگتا ہے۔ اور تمام دن کے لئے دو روپیہ۔

بیجاپور میں۔ روئی۔ غلہ۔ السی۔ وغیرہ کی تجارت ہوتی ہے۔ جیل خانہ میں قالین اور قسم قسم کا بید کی لکڑی کا کام ہوتا ہے۔ شہر میں دیسی جوتیاں بنتی ہیں۔

بیجاپور بمبئی سے براستہ ہوٹگی جنکشن ۳۵۰ میل ہے۔ تیسرے درجے کا کرایہ ڈاک گاڑی میں ۵ روپیہ ۲ آنہ ۹ پائی اور سواری گاڑی میں ۴ روپیہ ۱۰ آنہ ۹ پائی لگتا ہے۔

بیرام گھاٹ

برار۔ ضلع ایلچپور کے کرنجہ گاؤں کے علاقہ میں ایلچپور سے ۱۴ میل مشرق کی جانب واقع ہے۔ ہندو اور مسلمان اسکو نہایت مقدس مقام مانتے ہیں۔ ہر سال اکتوبر کے مہینے میں یہاں بڑا بھاری میلہ ہوتا ہے جس میں پچاس ہزار کے قریب لوگ جمع ہوتے ہیں۔ اس موقع پر ایک ٹیلے کے سامنے ہزاروں جانور قربان کئے جاتے ہیں ہندو ٹیلے کے ایک طرف ہوتے ہیں۔ اور مسلمان دوسری طرف۔ ایک حیرت انگیز اور مسلم امر اس مقام کی نسبت یہ ہے کہ اگرچہ ہزاروں

جانور قربان کیے جاتے ہیں۔ لیکن ایک بھی مکھی نظر نہیں آتی۔
کرنجہ گریٹ انڈین پننشولا یعنی بمبئی کی بڑی لائن کے مرتضےٰ پور
سٹیشن سے ۲۱ میل ہے۔ اور امراوتی سٹیشن سے ۳۴ میل۔ تانگے اور
بیل گاڑیاں ہر دو سٹیشنوں پر ملتی ہیں۔
مرتضیٰ پور بمبئی سے ۳۸۶ میل ہے۔ تیسرے درجے کا کرایہ بذریعہ
ڈاک گاڑی ۶۔ روپیہ ایک آنہ اور بذریعہ سواری گاڑی ۴۔ روپیہ
ہے۔ امراوتی بمبئی سے براستہ بڈنیرا جنکشن ۴۱۹ میل ہے۔ تیسرے
درجے کا کرایہ ڈاک گاڑی میں ۶۔ روپیہ ۸ر ۳ پائی اور سواری گاڑی
میں ۴۔ روپیہ ۱۰ر آنہ ۳۔ پائی لگتا ہے۔

بیگم کوٹ

صوبہ پنجاب کے ضلع و تحصیل لاہور میں ایک گاؤں ہے۔
جو نارتھ ویسٹرن ریلوے کے شاہدرہ سٹیشن سے بفاصلہ ۳ میل واقع
ہے۔ اس جگہ ایک مسلمان بزرگ دلاور شاہ صاحب کا مزار ہے۔
جس پر ہر سال جون کے مہینہ میں میلا ہوتا ہے۔ چار پانچ ہزار لوگ
جمع ہوتے ہیں۔ شاہدرہ سے بیگم کوٹ کو ٹمٹمیں جاتی ہیں۔
لاہور سے شاہدرہ ۳۔ میل ہے۔ تیسرے درجے کا کرایہ ۹ پائی
ہے۔ لاہور سے شاہدرہ کو گاڑیاں بھی جاتی ہیں۔

ردیف پ

پاک پٹن

پنجاب کے ضلع منٹگمری میں قصبہ اور میونسپلٹی ہے۔ جو منٹگمری سے ۲۹ میل جنوب کی طرف واقع ہے۔ زمانہ قدیم میں یہ قصبہ اجودھن کہلاتا تھا۔ ڈیرہ غازیخاں اور ڈیرہ اسمٰعیل خاں کی سڑکیں یہاں آکر ملتی ہیں مسلمان فتاح محمود غزنوی اور تیمور اور ابن بطوطہ سیاح نے ستلج کو اسی مقام پر عبور کیا تھا۔ قصبہ کا موجودہ نام پاک پٹن یعنی پاک گھاٹ حضرت فریدالدین صاحب کی وجہ سے ہے۔ یہ بزرگ شمالی ہندوستان میں ولی کامل ہوئے ہیں۔ وہ اپنی کرامات و پُرتاثیر تقریر کے زور سے تمام جنوبی پنجاب کے لوگوں کو دائرہ اسلام میں لے آئے تھے۔ ہندوستان کے تمام حصوں بلکہ افغانستان اور وسط ایشیا سے لوگ انکے مزار کی زیارت کو آتے ہیں اور محرم الحرام کے دنوں میں تقریباً ساٹھ ہزار زائرین کا ہجوم ہوتا ہے۔ مزار کے قریب ایک کنواں ہے۔ جس میں چھوٹا سا دروازہ ہے۔ جس کا نام بہشتی دروازہ ہے۔ محرم کی دسویں تاریخ کو سہ پہر کے وقت اس دروازے سے گذرنے کی رسم ادا کیجاتی ہے۔ جو شخص اسمیں سے گذر جاتا ہے۔ گویا وہ بہشت کا

مستحق ہو جاتا ہے۔ مزار کی آمدنی پیر صاحب موصوف کی اولاد کو
ملتی ہے جو پاکبازی میں بڑے مشہور ہیں۔

یہ بڑا تجارتی قصبہ ہے۔ اور دلکش جگہ میں واقع ہے۔ لکڑی کی
چیزیں یہاں خوبصورت بنتی ہیں۔ غلہ وغیرہ باہر جاتا ہے اور
چینی اور گوڑ باہر سے آتا ہے۔

منٹگمری میں یکہ کی سواری ملتی ہے۔ پاک پٹن تک دو روپیہ
فی کس کرایہ لگتا ہے۔ پاک پٹن میں ایک سرائے اور ایک ڈاک بنگلہ
یورپین اور ہندوستانی مسافروں کے قیام کے لئے ہے۔

نارتھ ویسٹرن ریلوے کا منٹگمری سٹیشن پاک پٹن سے قریب
ترین سٹیشن ہے۔ جسکا فاصلہ لاہور سے ۱۰۴ میل ہے۔ تیسرے درجہ کا
کرایہ ۱۔ روپیہ ۳ر آنہ ۶۔ پائی لگتا ہے۔

پانڈیچری

جنوبی ہندوستان میں۔ ساحل کارومنڈل پر فرانسیسی
لوگوں کی سب سے بڑی بستی ہے۔ جو انگریزوں اور فرانسیسیوں میں
لڑائیوں کے سبب سے آجتک مشہور ہے۔ اِس مشہور و معروف مقام کے
مفصل واقعات درج کرنے کی اس کتاب میں گنجائش نہیں۔

یہاں گورنمنٹ ہوس۔ پیرش چرچ (گرجا) فارن مشن چرچ۔

دو پگوڈے (مندر) فرانسیسی جنرل ڈوپلے کا بُت۔ لائٹ ہوس (یعنی رہنمائے جہازرانان) باغات۔ کارخانے۔ ٹون ہال وغیرہ قابل دید ہیں۔ پانڈے چری میں دو ہوٹل ہیں۔

پانڈے چری سوتھ انڈین ریلوے کی ویلوپورم۔ پانڈیچری شاخ پر مدراس بیچ جنکشن سٹیشن سے ۱۲۵ میل کے فاصلہ پر واقع ہے تیسرے درجے کا کرایہ ڈاک گاڑی میں ۱۔ روپیہ ۱۱ر آنہ اور سواری گاڑی میں ۱۔ روپیہ ۶ر آنہ لگتا ہے ؞

پتور

صوبہ برار ضلع اکولا۔ بالا پور تعلق میں اکولا سے ۱۸ میل جاب جنوب ایک قصبہ ہے۔ اسکے مشرق کی طرف ایک پہاڑی کے پہلو میں چٹان کو کاٹ کر بنائی ہوئی بدہ لوگوں کی ایک خانقاہ ہے۔ یہاں پر ہندو اور مسلمانوں کے دو متبرک مقامات بھی ہیں جہاں لوگ کثرت سے آتے ہیں۔ ہندؤں کا میلہ جنوری۔ فروری میں ایک مہینہ تک ہوتا ہے اور مسلمانوں کا میلہ جو شیخ بابو کے مزار پر ہوتا ہے صرف ۳ دن رہتا ہے۔

اکولہ بذریعہ جی۔ آئی۔ پی۔ ریلوے بمبئی سے ۳۶۳ میل ہے۔ ڈاک گاڑی میں تیسرے درجے کا کرایہ ۵۔ روپیہ ۱۱ر آنہ۔ اور سواری گاڑی میں ۳۔ روپیہ ۱۳ر آنہ لگتا ہے۔ اکولہ میں سٹیشن کے پاس ایک بنگلہ

اور ایک سرائے ہے۔ سواری ملتی ہے +

پٹنہ یا عظیم آباد

احاطہ بنگال میں ضلع پٹنہ کا بڑا شہر اور ایسٹ انڈین ریلوے کا سٹیشن دریائے گنگا کے بائیں یا جنوبی کنارہ پر کلکتہ سے بفاصلہ ۳۳۲ میل واقع ہے۔

پٹنہ بڑا پورانا شہر ہے۔ قدیم زمانہ میں یہاں پاٹلی پتر۔ یا پالی بوتر آباد تھا۔ جس کا ذکر یونانی مورخ میگا تھنز نے بھی کیا ہے جو تقریباً ۳۰۰ سال قبل مسیح سلیوکس نکیٹر کی طرف سے سفیر ہو کر چندر گپت کے دربار میں آیا تھا۔ وایا پران کے مطابق پاٹلی پتر یا کسما پورا اجاتا سترو کے پوتے یود یا سوا نے آباد کیا تھا۔ اجاتا سترو گوتم بدھ مذہب کے بانی کا ہمعصر تھا اسکا انتقال ۵۴۳ قبل مسیح ہوا۔ میگا تھنز لکھتا ہے کہ اس زمانہ میں پاٹلی پترا شہر کی لمبائی قریب دس میل اور چوڑائی قریب دو میل تھی شہر کے چاروں طرف ۳۰ ہاتھ گہری خندق تھی۔ اور فصیلوں پر ۵۷۰ برج اور ۶۴ پھاٹک تھے۔ شہر کا گردہ ۲۴ میل تھا۔ چین کے مشہور جاتری ہیون سنگ نے بھی اس شہر کا ذکر کیا ہے۔ مسلمانوں کے عہد حکومت میں اس شہر کا نام اورنگ زیب کے پوتے عظیم کے نام پر جو اس جگہ کا حاکم تھا عظیم آباد ہو گیا۔

سب سے بڑھکر مسلمانوں کی زیارت گاہ شاہ ارزانی صاحب کا مزار ہے۔ جو بجانب مغرب سواد شہر میں واقع ہے۔ انکا انتقال ۱۰۳۲ سنہ ہجری میں ہوا تھا۔ ذیقعد کے مہینے میں اس مقام پر ایک سالانہ میلہ لگتا ہے۔ جو تین روز تک رہتا ہے اور جس میں پانچہزار کے قریب ہندو اور مسلمان زیارت کے لئے جمع ہوتے ہیں۔ مزار کے قریب ہی کربلا ہے جہاں محرّم کے موقع پر ایک لاکھ کے قریب لوگ آتے ہیں۔ پاس ہی ایک تالاب بھی ہے۔ جس کو بزرگ مذکور نے اپنے ہاتھوں سے کھودا تھا۔ اس تالاب پر بھی سال میں ایک مرتبہ لوگ کثرت سے جمع ہوتے ہیں۔ اسکے علاوہ شیر شاہ کی مسجد جو غالبًا شہر میں سب سے پُرانی ہے۔ اور سب سے خوبصورت سیف خاں کا مقبرہ بھی قابل دید ہیں۔

یہاں سکھوں کی بھی ایک جائے پرستش ہے۔ جو ہر مندر کہلاتی ہے۔ سکھوں کے آخری گرو۔ گوبند سنگھ صاحب یہاں پیدا ہوئے تھے۔ جس سبب سے اس جگہہ کی شہرت دور دور تک ہے۔

سوتی کپڑے۔ سرسوں۔ نمک۔ سجّی۔ چینی۔ اناج۔ چاول وغیرہ باہر جاتے ہیں۔ اور تمباکو۔ ناریل مصالح۔ سرسوں۔ روئی وغیرہ باہر سے آتی ہیں۔

پٹنہ میں تین دھرم سالے ہیں۔ ان میں سے ایک لالہ گورکھ رائے

سرائوگی کی بنائی ہوئی سٹیشن کے پاس ہی ہے۔ دوسری لالہ اننت لال اگروال کی بنائی ہوئی جسکا نام منگل تالاب ہے سٹیشن سے آدھے میل کے فاصلہ پر ہے۔ اور تیسری پٹنہ کے مارواڑیوں کی بنائی ہوئی سٹیشن سے ایک میل کے فاصلے پر چوک میں واقع ہے۔

پٹنہ کلکتہ سے ۳۳۲ میل ہے۔ تیسرے درجے کا کرایہ ۳۔ روپیہ ۱۱ آنہ ۳۔ پائی لگتا ہے۔

پلول

پنجاب کے ضلع گورگانوں میں قصبہ اور میونسپلٹی۔ اور تحصیل پلول کا صدر مقام ہے۔ یہ بہت پرانا قصبہ ہے۔ پنڈت لوگ اسکو قدیم زمانہ کے اپلوا سے تعبیر دیتے ہیں۔ جس کا مہابھارت میں تذکرہ ہے اور کہتے ہیں کہ یہ مقام پانڈو کی سلطنت کے اندر پرست کا حصہ تھا۔ اور راجہ بکرماجیت نے جو ۵۷ برس مسیح سے پہلے ہوا ہے اسکو دوبارہ بسایا تھا۔

پلول ضلع گورگانوں میں دوسرے درجے کا قصبہ ہے۔ اسکے بڑے بڑے بازاروں میں پتھر وغیرہ کا فرش لگا ہوا ہے۔ اور پانی کے نکاس کا انتظام اچھا ہے۔ قصبہ کے باہر متھرا کی سڑک پر ایک خوبصورت گنبددار مزار ہے۔ جس کو ایک فقیر نے بنوایا تھا کہتے ہیں کہ اس فقیر کا دستور تھا کہ قلعہ سلیم گڈہ کی تعمیر کے لئے جو گاڑیاں آگرہ سے پتھر لیکر اس رستہ

سے دہلی کو جاتی تھیں۔ انہیں سے ہر ایک سے ایک ایک پتھر بطور محصول لیا کرتا تھا۔ پلول میں تحصیل۔ تھانہ۔ اور ڈاک خانہ ایک ہی مکان میں ہیں۔ یہاں کئی سرائے۔ ٹوَن ہال۔ دو روئی اوٹنے اور صاف کرنے اور دو روئی دبانے کے کارخانے۔ ڈسٹرکٹ بورڈ و زنانہ مشن کے شفاخانے اور مدرسے ہیں۔ روئی۔ غلہ۔ ایکھ کثرت سے پیدا ہوتی ہے۔

اس جگہ سے ایک میل کے فاصلے پر سلامت پور عیسائیوں کا گاؤں ہے۔ جس کو پادریوں نے حال ہی میں بسایا ہے۔ اس گاؤں میں ایک چھوٹی سی منڈی بھی ہے۔

پلول سے ۲۴ میل کے فاصلے پر سوہنہ گاؤں ہے۔ جہاں چار گرم پانی کے قدرتی چشمے ہیں کہتے ہیں کہ ان میں نہانے سے جلد کی بیماریاں دور ہو جاتی ہیں۔ سیکڑوں لوگ گرد نواح سے آتے ہیں۔

گورگانو پلول سے ۴۱ میل ہے۔ اور یہاں سے سوہنہ تک جو گورگانو اور پلول کے بیچوں بیچ ہے۔ پکی سڑک بنانے کی تجویز ہے۔

پلول دہلی سے بذریعہ جی۔ آئی۔ پی ریلوے ۳۷ میل ہے۔ تیسرے درجے کا کرایہ ڈاک گاڑی میں نو آنہ اور سواری گاڑی میں ۸۔ آنہ لگتا ہے۔

پونا

یہاں ایس۔ایم ریلوے کا جی۔آئی۔پی ریلوے کے ساتھ جنکشن ہے۔مسافروں کو لائن کے علیحدہ علیحدہ ہو جانے کی وجہ سے یہاں گاڑی بدلنی پڑتی ہے۔پونا دکن کا ایک مشہور اور تجارتی شہر ہے۔اور دریائے مولا کے جنوب کی طرف دریائے مولا اور موتھا کے مقام اتصال سے تھوڑے فاصلہ پر واقع ہے۔یہاں کی آب وہوا معتدل اور جون سے ستمبر تک خوشگوار رہتی ہے۔بارش کی اوسط ۲۹-انچ ہے۔موسم برسات میں گورنمنٹ بمبئی کے دفاتر وہاں چلے جاتے ہیں۔افواج بمبئی کا صدر مقام بھی یہی ہے۔شہر کی آبادی قریباً ایک لاکھ کے ہے جس میں ہندؤں کا حصہ بہت زیادہ ہے۔یہ شہر پیشواؤں کے عہد حکومت میں پایہ تخت تھا یہاں کی بڑی بڑی دستکاریاں یہ ہیں مٹی کی مورتیں۔دھات کے برتن۔ریشمی کپڑا۔اور کمخواب۔پربتی جو شہر کے جنوب مغرب کی طرف اسی نام کی پہاڑی پر ایک ہندؤں کا مندر ہے قابل دید ہے۔اس شہر میں پہلے پیشواؤں کا ایک عشرت گاہ محل بنا ہوا تھا جو اب بطور ٹون ہال استعمال ہوتا ہے۔پونا میں بہت سے عیسائی فرقوں کے گرجے اور مفصلۂ ذیل سرکاری عمارات ہیں۔کونسل ہال۔دکن کالج۔سول انجنیرنگ کالج۔یرودو واسنٹرل جیل۔فنانس بلڈنگ۔سیسون ہسپتال

اور ڈاکخانہ۔ گورنمنٹ ہوس اور بوٹانیکل گارڈن سٹیشن سے چار میل پر گنیش کھنڈ میں ہیں۔ کرکی کا مشہور فوجی مقام جو احاطہ بمبئی میں رائل آرٹلری (شاہی توپخانہ) کا صدر مقام ہے سٹیشن سے چار میل ہے۔ بارود کے وسیع کارخانے اور اوزار سازی کے کارخانہ جو احاطہ بمبئی میں سامان جنگ بہم پہنچاتے ہیں سٹیشن سے ساڑھے چار میل ہیں ج دریائے سولا اور موتھا کے کنارے پر جو بند لگایا گیا ہے۔ اور جہاں ایک عمدہ آبشار۔ خوبصورت پل اور خوشنما باغ دیکھنے کے لائق ہیں۔ کرک وسلا واٹر ورکس جو شہر اور چھاؤنی کو پانی بہم پہنچاتے ہیں اور بڑے قطعات زمین کو شاداب کرتے ہیں۔ پونا سے دس میل پر ہیں سنگھ گڈھ اور پورندھر کے قلعے جو پونا سے دس اور بیس میل کے فاصلے پر واقع ہیں۔ بطور صحت بخش مقامات کے استعمال ہوتے ہیں۔ شہر کے اندر بھدوراپیٹ میں ایک ٹکٹ گھر ہے۔ جہاں سے اس لائن اور دیگر متعلقہ لائنوں کے سٹیشنوں کے لئے ہر کلاس کے ٹکٹ مل جاتے ہیں۔ پونا اور سرور کے درمیان ہر روز ڈاک تانگہ چلتا ہے۔ سٹیشن پہ انتظار کمرے اور ناشتا کرنے کے کمرے ہیں اور سٹیشن کے نزدیک ہی ایک ہندو ہوٹل ہے۔

پونا بمبئی سے بذریعہ جی۔ آئی۔ پی ریلوے ۱۱۹ میل ہے اور

تیسرے درجے کا کرایہ ۱۔ روپیہ ۱۴ر آنہ لگتا ہے۔

پیران کلیر

ضلع سہارنپور میں اودھ اور روہیلکھنڈ ریلوے کے رُڑکی ریلوے سٹیشن سے چھ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ یہاں صابر شاہ صاحب جو بڑے مشہور اور کامل ولی ہوئے ہیں۔ اور اُنکے ماموں امام شاہ صاحب کے مزار ہیں۔ صابر شاہ صاحب کے مزار کو مسلمان نہایت ہی مقدّس مانتے ہیں۔ اور اس میلہ پر جو یہاں ہر سال مئی کے مہینے میں ہوتا ہے اور کئی دِن رہتا ہے ۴۴ ہزار کے قریب لوگ دُور دراز سے آتے ہیں۔

ریلوے سٹیشن پر بمبو کارٹ فٹن گاڑیاں یکّے اور بیل گاڑیاں کرایہ پر ملتی ہیں۔ اور میلے کے موقع پر ریلوے حکام کشتیاں مہیّا کرنے کے لئے خاص انتظام کرتے ہیں۔

اس مقام پر کوئی دھرم سالہ یا سرائے مسافروں کے اُترنے کے لئے نہیں ہے۔ امیر لوگ خیمے ساتھ لاتے ہیں۔ اور غریب باغوں میں اُترتے ہیں۔

رُڑکی سہارنپور سے ۲۲۔ لاہور سے ۲۶۰۔ دہلی سے ۱۳۴۔ اور لکھنؤ سے ۳۰۰ میل ہے۔ اور تیسرے درجے کا کرایہ علی الترتیب ۴ر ۳۔ روپیہ ۱ر ۳۔ پائی۔ ۱ روپیہ ۹ر ۶ پائی اور ۲ روپیہ ۱۳ر ۳۔ پائی ہے۔

پیرو

ملک سندھ میں نارتھ ویسٹرن ریلوے کی شاخ کوٹری۔ بدین کے پیرو لہساڑی سٹیشن سے ۴ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ ایک مسلمان پیر شاہ تریل کے مزار پر ہر سال فروری کے مہینے میں یہاں ۶۔ دِن تک میلہ ہوتا ہے۔ جس میں بہت لوگ آتے ہیں۔ اِس جگہ کوئی سرائے نہیں۔ زائرین مزار کے پاس میدان میں ٹھہرتے ہیں۔

پیرو لہساڑی کوٹری جنکشن سے ۶۱ میل ہے۔ تیسرے درجے کا کرایہ ۱۱ر آنہ ۶ پائی لگتا ہے۔

پیرو لہساڑی

نارتھ ویسٹرن ریلوے کی کوٹری۔ حیدرآباد۔ بدین شاخ کا سٹیشن کوٹری سے بفاصلہ ۶۱ میل واقع ہے۔ تیسرے درجے کا کرایہ ۱۱ر آنہ ۶۔ پائی لگتا ہے۔

ہر سال فروری کے مہینے میں ایک مسلمان بزرگ شاہ غوریو کے مزار پر ایک ہفتہ تک میلہ ہوتا ہے۔ پانچہزار کے قریب لوگ اس میلہ میں آتے ہیں مقام میلہ سٹیشن سے ۲ میل کے فاصلے پر ہے۔ زائرین کو بیل گاڑیاں اور اونٹ سواری کے لئے کرایہ پر مل سکتے

ہیں میلے کے دنوں میں لوگوں کے آرام کے لئے عارضی جھونپڑیاں بنا دیجاتی ہیں ۔

پشاور شہر

پنجاب کے شمال مغربی سرحدی صوبہ کا دارالخلافہ نارتھ ویسٹرن ریلوے کا سٹیشن لاہور سے ۲۸۸ میل شمال کی طرف دریائے باڑا کے بائیں کنارے پر واقع ہے ۔ تیسرے درجے کا کرایہ ۳ ۔ روپیہ ۶ آنہ ہے ۔ پچھلے زمانے میں پشاور سلطنت گندہارا (قندھار) کا دارالخلافہ تھا ۔ اور بُدھ مذہب کے زمانہ میں یہ شہر بڑی رونق پر تھا ۔ اب بھی اُس زمانے کی یادگار کئی عمارتیں موجود ہیں ۔ شہر کے اِرد گرد ایک کچّی فصیل ہے جو جرنل ایوٹیبل نے سکھوں کے عہد میں تعمیر کرائی تھی ۔ شہر پناہ کے باہر شمال کی طرف ایک مستطیل قلعہ بنام بالا حصار ہے ۔ اس شہر کے سولہ دروازے ہیں ۔ جو سرِ شام ہی سے بند کر دئے جاتے ہیں ۔ اُسوقت توپ چلتی ہے ۔ تاکہ عوام الناس کو معلوم ہو جائے کہ راستے بند ہو گئے ۔ پشاور تاریخی واقعات کے لحاظ سے بھی بہت مشہور ہے ۔

شہر کا بڑا بازار قصّہ خوانی ۵۰ فیٹ چوڑا ہے ۔ اُس میں پکّا فرش لگا ہوا ہے ۔ کاروبار کے وقت یہاں عجیب دِلکش نظارہ ہوتا ہے ۔

پشاور میں کنویں بکثرت ہیں۔ اور ایک پختہ نہر شہر میں سے گذرتی ہے۔ اسلئے پانی بافراط ملتا ہے۔

پشاور کی مسجدیں نہایت خوبصورت ہیں۔ اور شہر کے باہر عمدہ میووں کے باغات ہیں۔ مکڑی بازار میں جھنڈے کا میلہ سخی سرور صاحب کی یادگار میں ہر سال جنوری کے مہینے میں لگتا ہے۔ اس میلے پر اکثر اوقات تین چار ہزار آدمی جمع ہو جاتے ہیں۔ کاکا صاحب کے مزار پر بھی ایک میلہ رجب کے مہینے میں لگتا ہے۔ اس پر بھی لوگ کثرت سے آتے ہیں۔ بیر بابا صاحب کا مزار بھی مشہور ہے۔

شہر پشاور پنجاب۔ افغانستان اور وسط ایشیا کے درمیان تجارت کا بڑا مرکز ہے۔ یہاں سے گیہوں۔ گھی۔ چاے۔ اور انگریزی اسباب کثرت سے باہر جاتے ہیں۔ اور بخارا اور کابل سے نقرئی تاریں لیس کمایا ہوا چمڑا گدے۔ پوستینیں۔ اونی چغے اور طرح طرح کے میوے یہاں آتے ہیں۔

شہر میں سرائے ہے۔ سواری ملتی ہے۔

چھاؤنی شہر سے دو میل مغرب کی طرف واقع ہے ٭

پھپھوند

ممالک متحدہ کے ضلع اٹاوہ میں قصبہ اور تحصیل کا صدر مقام ہے

اٹاوہ شہر سے ۳۶ میل اور پھاپھوند ریلوے سٹیشن سے ۶ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ یہاں پر اینٹوں کے بنے ہوئے چند عمدہ اور وسیع مکانات اور بارونق بازار ہیں۔ زمانۂ حال کا بنا ہوا ایک چوک ہے جس کو ہیوم گنج کہتے ہیں۔ قصبے کے چاروں طرف بڑے بڑے تالابوں اور مندروں کے کھنڈرات پڑے ہیں۔ اس جگہ ایک مسلمان ولی شاہ بخاری کے مزار پر ہر سال میلہ لگتا ہے۔ جس میں دس ہزار کے قریب لوگ جمع ہوتے ہیں۔

اس قصبہ میں ایک خوبصورت سرائے ہے۔

پھاپھونڈ کلکتہ سے بذریعہ ایسٹ انڈین ریلوے ۵۸۰ میل ہے۔ تیسرے درجے کا کرایہ ۶۔ روپیہ ۲ آنہ ۳۔ پائی لگتا ہے۔

ردیف ت

تاندو محمد خاں

ملک سندھ۔ ضلع حیدرآباد کے تاندو محمد خاں سب ڈویژن کا صدر مقام ہے۔ اور حیدرآباد شہر سے ۲۲ میل کے فاصلہ پر نہر گونی کے داہنے کنارہ پر واقع ہے۔ کہتے ہیں اسکی بنیاد میر محمد خاں تل پور شہوانی نے ڈالی تھی۔

ٹانڈو محمد خاں میں ایک مسلمان بزرگ نذر محمد صاحب کا مزار ہے
جس کو اس علاقے کے لوگ نہایت تعظیم و تکریم کی نظر سے دیکھتے ہیں
اِس بزرگ کے گڈرئے بہت معتقد تھے۔ کیونکہ جب کوئی بھیڑ یا بکری
کھوئی جاتی تھی تو وہ اُسکا ٹھیک پتا بتا دیا کرتے تھے۔ اور یہ بھی یقین
کیا جاتا ہے کہ یہ بزرگ اندھا پن اور اور مہلک امراض سے لوگوں
کو اچھا کر سکتے تھے ستمبر کے مہینے میں ہر سال اُنکے مزار پر ۸۔ دِن
تک میلہ ہوتا ہے جس میں پانچ ہزار کے قریب لوگ آتے ہیں۔

ٹانڈو محمد خاں میں دودو وچر کا بھی مندر ہے۔ کہتے ہیں کہ
دودو وچر لوگوں کے دلوں کا حال بتا دیتے تھے اور اسی طرح اور
بہت سے معجزے اُن سے ظہور میں آئے۔ اسی وجہ سے وہ تمام
ضلع حیدر آباد میں مشہور ہیں۔

یہاں پر عام لوگوں کے لئے ایک سرائے اور انگریزوں کے
لئے پبلک ورکس ڈیپارٹمنٹ کا ایک بنگلہ ہے۔ گاڑیاں اور اونٹ
سٹیشن سے شہر کو جانے کے لئے کرایہ پر ملتے ہیں۔

ٹانڈو محمد خاں نارتھ ویسٹرن ریلوے کی حیدر آباد۔ کوٹری۔
بدین شاخ پر کوٹری جنکشن سے ۲۸ میل کے فاصلہ پر سٹیشن ہے۔
کوٹری سے تیسرے درجہ کا کرایہ یہانتک ۵ آنہ ۳۔ پائی لگتا ہے ۔

ترقی پور

صوبہ پنجاب کے ضلع شاہپور تحصیل بھیرہ میں گاؤں ہے۔ جولائی کے مہینے میں سلطان ادہم کے مزار پر جس کو لوگ بہت عزت وتوقیر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ بڑا بھاری میلہ ہوتا ہے۔ تقریباً دس ہزار آدمی میلے میں جمع ہوتے ہیں۔ یہ میلہ ایک دن رہتا ہے۔ بھیرہ سے یہاں تک ٹمٹم سواری کے لئے ملتی ہیں۔

بھیرہ لاہور سے براستہ لالہ موسے ۱۴۵ میل ہے اور تیسرے درجے کا کرایہ ایک روپیہ ۱۱ر آنہ ہے۔

ترچناپلی

احاطہ مدراس کے ضلع ترچناپلی کا صدر مقام ہے۔ اور دریائے کاویری کے داہنے کنارہ پر واقع ہے۔ یہ شہر تواریخی واقعات کے لحاظ سے نہایت دلچسپ مقام ہے۔ کیونکہ سیکڑوں محاصرہ وغیرہ دیکھ چکا ہے۔

قلعہ جو دریا کے جنوب کی طرف ایک میل کے فاصلہ پر ہے۔ چھاؤنی۔ اور چند موضع جو حدود میونسپل کمیٹی میں ہیں۔ ترچناپلی میں شامل ہیں۔ قلعہ کی دیواریں گرادی گئی ہیں۔ لیکن شہر جو انکے اندر آباد تھا۔ ابتک قلعہ کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ تاکہ شہر اور چھاؤنی میں تمیز ہوسکے۔ شہر کے شمال کی طرف ترچناپلی پہاڑی

ہے۔ جسکی چوٹی بڑے بازار سے ۲۶۰ فیٹ اونچی ہے۔ اس پہاڑی پر شوجی کا مندر ہے۔ اگست کے مہینے میں یہاں میلہ ہوتا ہے جسمیں ہزاروں ہندو جاتری آتے ہیں۔ پہاڑی کی چوٹی سے دریا اور ہرے ہرے پتوں میں چھپے ہوئے سری رنگم جزیرہ کا بڑا دلکش نظارہ دکھائی دیتا ہے۔ پہاڑی کے دامن میں دو بڑے کالج ہیں۔ سٹیشن کے مغرب کی طرف دارہ یور مقام ہے جو کسی زمانے میں بڑی رونق پر تھا۔ اور چولا خاندان کے راجوں کا دارالحکومت تھا۔ شہر کی آبادی نوّے ہزار ہے اور اس لحاظ سے یہ اس حاطہ میں مدراس شہر سے دوسرے درجے پر ہے۔ یہاں کے چرٹ اور زیورات دور دور تک مشہور ہیں۔

ترچناپلی جنکشن سٹیشن یا چھاؤنی سٹیشن سے چند قدم کے فاصلے پر سینٹ جان گرجا ہے۔ جس میں کلکتہ کے لاٹ پادری ہیبر صاحب جن کا ۲۶ء ۱۸ میں یہاں انتقال ہوا۔ مدفون ہیں کلکٹر اور ضلع کے مجسٹریٹ کی کچہریاں اور سوتھہ انڈین ریلوے کے اعلےٰ دفاتر چھاؤنی میں ہیں۔ جنوب کی طرف ایک وسیع میدان دو سرخ پتھر کی پہاڑیاں ہیں۔ جن میں سے ایک کو سنہری چٹان اور دوسری کو فقیر کی چٹان کہتے ہیں۔ جب کلائو اور لارنس جنوبی

ہندوستان میں لڑ رہے تھے تو انگریزی اور فرانسیسی افواج کا فقیر
کی چٹان پر مقابلہ ہوا تھا۔

سٹیشن پر سونے کی جگہ مل جاتی ہے۔ اور انگریز اور یوریشین مسافروں
کے لئے کھانے کے کمرے بھی موجود ہیں دیسیوں کے ہوٹل کا انتظام
ایک برہمن کے سپرد ہے۔ سٹیشن سے پون میل کے قریب میونسپل
کمیٹی کا بنگلہ بھی ہے۔ جس میں ایک خانساماں بھی رہتا ہے۔

ترچناپلی شہر چھاؤنی سے ۲½ میل ہے۔

یہ چھاؤنی سٹیشن مدراس بیچ سے ۲۵۱ میل اور شہر کا سٹیشن
۲۵۴ میل ہے۔ تیسرے درجے کا کرایہ ۲- روپیہ ۱۳ آنہ اور ۲- روپیہ
۱۴ آنہ لگتا ہے۔

تغلق آباد

سٹیشن سے تغلق آباد کے حیرت انگیز و قابل دید کھنڈرات دو یا
تین میل کے فاصلے پر ہیں۔ انہی کی وجہ سے سٹیشن کا نام بھی تغلق آباد
رکھا گیا ہے۔ یہ کھنڈرات ریل سے مغرب کی طرف دو یا تین میل پھیلے
ہوئے دکھائی دیتے ہیں قطب مینار ان سب سے پرے ہے۔

شہر اور قلعہ تغلق آباد غیاث الدین تغلق نے ۱۳۲۱ء اور ۱۳۲۳ء
کے درمیان آباد و تعمیر کئے تھے۔ اسکا مقبرہ موجودہ دہلی کے باہر نہایت

ہی خوبصورت بنا ہوا ہے۔ تغلق آباد سے ۵ میل مغرب کی طرف پرانی دہلی کے کھنڈرات ہیں جس کو پرتھوی راج رائے پتھورا چوہان خاندان کے آخری راجہ نے آباد کیا تھا۔ اسی نے غالباً ۱۱۸۰ء میں محمد بن سام اور شہاب الدین غوری کے حملوں سے بچاؤ کے لئے لال کوٹ بنایا تھا۔ ۱۱۹۳ء کے قریب قطب الدین ایبک نے دہلی کو فتح کیا۔ اور مسلمانوں کے شہر دہلی کی بنیاد ڈالی۔ ۱۲۰۶ء میں محمد بن سام کی وفات پر قطب الدین ایبک ہندوستان کا خودمختار بادشاہ بن گیا۔ اور خاندان غلاماں قائم کیا۔

قطب مسجد۔ قطب مینار۔ الٰہی دروازہ۔ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے مزار دیکھنے کے قابل ہیں۔

تغلق آباد ممبئی سے بذریعہ جی۔ آئی۔ پی ریلوے ۹۴۵ میل اور دہلی سے ۱۲ میل ہے۔ تیسرے درجے کا کرایہ ڈاک گاڑی میں ۱۱ روپیہ۔ اور ۳ آنہ۔ اور سواری گاڑی میں ۹ روپیہ ۷ آنہ اور پونے تین آنہ لگتا ہے۔

نمن چیرلا

مدراس ریلوے پر شہر مدراس سے ۲۷۴ میل ایک سٹیشن ہے۔ مدراس سے یہاں تک تیسرے درجے کا کرایہ ڈاک گاڑی میں

۳-روپیہ ۹ر آنہ۔ اور سواری گاڑی میں ۲-روپیہ ۴ ار آنہ لگتا ہے۔

بماہ اپریل گنتا کل میں مستان اوت کا عُرس ہوتا ہے جس میں بہت سے لوگ آتے ہیں۔

سٹیشن کے پاس ہی دیسیوں کے لئے چولتری یعنی آرامگاہ اور آر بتھناٹ کمپنی کا پریس ہے۔

ردیف ج

جالندھر شہر

ضلع اور قسمت جالندھر کا صدر مقام۔ اور نارتھ ویسٹرن ریلوے کا سٹیشن لاہور سے ۸۱ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ تیسرے درجے کا کرایہ ۱۵ر (پندرہ آنہ تین پائی) ہے۔ یہ بڑا پُرانا شہر ہے۔ کہتے ہیں سکندر اعظم کے حملہ سے پیشتر راجپوت خاندان کٹوچ کا دارالخلافت تھا۔ اس خاندان کا ذکر مہابھارت میں بہ تفصیل بیان کیا گیا ہے۔ قدیم شہر کی یادگار اب صرف ایک تالاب بنام دیوی تالاب باقی ہے۔ شہر میں ایک مسلمان بزرگ حضرت امام ناصرالدین صاحب کا مزار ہے جہاں ہر سال جون کے مہینے میں متواتر آٹھ روز تک بڑا بھاری میلہ ہوتا ہے جس میں چار ہزار کے قریب لوگ جمع ہوتے

ہیں۔ بڑے دِن کی تعطیلات میں اسی تالاب پر ایک ہندو سادھو
باوا ہربلّبھ کی یادگار میں جو علم موسیقی کا ماہر مانا جاتا ہے ایک جلسہ
سرود (ہربلّبھ کا گانا) منعقد ہوتا ہے۔ بڑے بڑے گوّیے ہندوستان
کے سب حصّوں سے اپنے اپنے جوہر دکھانے کے لئے آتے ہیں۔ یہ جلسہ
چار روز تک یعنی ۲۷۔ دسمبر لغایت ۳۰۔ دسمبر رہتا ہے اس میں سامعین
کا بڑا ہجوم ہوتا ہے۔ شہر میں ایک عالیشان سرائے اور کئی ایک
دھرم سالے ہیں اور ایک سرائے سٹیشن کے قریب جو حال ہی میں
تعمیر ہوئی ہے نہایت خوبصورت اور آرام دہ ہے۔

چھاؤنی شہر سے چار میل کے فاصلے پر ہے سواری ہر وقت ملتی ہے
یہاں درگا پوجا کا تیوہار بھی خوب دھوم دھام سے منایا جاتا ہے۔
میلے کی رونق مال مویشی کی منڈی کے باعث اور بھی دہ چند
ہو جاتی ہے یہ منڈی دور دور تک مشہور ہے۔ جالندھر میں ریشم کا
کام بہت ہوتا ہے اور آہنی قفل یہاں کی تجارت کا جزو اعظم ہے۔
شہر اور ضلع میں لکڑی کا کام نہایت خوبصورت تیار ہوتا ہے جس
کے سبب جالندھر ولایت تک مشہور ہے ×

جبل پور

جی۔ آئی۔ پی اور ایسٹ انڈین ریلوے کا جنکشن ہے سٹیشن پر

انگریزوں اور دیسیوں کے لئے ویٹنگ روم بنے ہوئے ہیں۔ اور قریب ہی ایک سرائے ہے۔ دیسیوں کی بستی سٹیشن سے ایک میل کے فاصلے پر ہے۔ اسکے اور چھاؤنی کے بیچ بیں سے ریل گذرتی ہے۔ سٹیشن پر شکرم۔ تانگے۔ یکّے وغیرہ سواری کے لئے ملتے ہیں۔

جبلپور میں۔ کمشنر۔ ڈپٹی کمشنر۔ اسسٹنٹ کمشنر۔ سپرنٹنڈنگ انجنیر اور افسران محکمۂ تار کے دفاتر و کچہریاں ہیں۔ انکے علاوہ پروٹسٹنٹ اور رومن کیتھلک عیسائیوں کے گرجے۔ دو سکول ایک کالج ہے۔ کالج میں وسط ہندوستان کے رئوسا اور راجگان کے بچے تعلیم پاتے ہیں۔ چھاؤنی میں۔ انگریزی اور دیسی پلٹنوں کی رجمنٹیں۔ توپخانہ۔ اور دیسی سواروں کا دستہ رہتا ہے۔

ٹھگی جیل اور صنعت وحرفت کے سکول میں نفیس خیمے۔ قالین اور موٹا کپڑا جو قیدی بناتے ہیں بکتا ہے۔ ماربل راکس (سنگ مرمر کی چٹانیں) کے لئے جو یہاں سے ۱۱ میل ہیں یہاں سواری ملتی ہے۔ جبلپور میں میکنن کی برِوری یعنی شراب خانہ۔ برن کمپنی کا کارخانۂ ظروف۔ گوکل داس کے بُننے اور کاتنے کے کارخانے۔ واٹر ورکس کا حوض جس سے شہر اور چھاؤنی کو پانی پہنچتا ہے موجود ہیں۔

جبلپور بمبئی سے ۶۱۶ میل اور کلکتہ سے ۷۳۳ میل ہے۔ تیسرے درجے کا کرایہ بمبئی سے سواری گاڑی میں ۶ روپیہ ۷ آنہ اور ڈاک گاڑی میں ۹۔ روپیہ ۱۰ آنہ ہے اور کلکتہ سے ۶۔ روپیہ ۱۲ آنہ ۳۔ پائی لگتا ہے۔

جلال پور

صوبہ پنجاب کے ضلع گوجرانوالہ۔ تحصیل حافظ آباد میں حافظ آباد سے ۱۶ میل کے فاصلے پر گاؤں ہے۔ فروری کے مہینے میں یہاں ایک مسلمان ولی کے مزار پر دو دن تک عرس ہوتا ہے۔ جس میں گردنواح سے چار ہزار کے قریب لوگ آتے ہیں۔

جلال پور میں ایک سرائے اور ایک دھرم سالہ ہے۔ سواری حافظ آباد سٹیشن پر ملتی ہے۔

حافظ آباد نارتھ ویسٹرن ریلوے کی کھانیوال۔ وزیر آباد شاخ پر سٹیشن ہے۔ اس کا فاصلہ لاہور سے ۱۰۰ میل ہے اور تیسرے درجے کا کرایہ ۱۔ روپیہ ۲ آنہ ۹۔ پائی لگتا ہے۔

جلگاؤں

جی۔ آئی۔ پی۔ اور جلگاؤں املنر شاخ کا مقام اتصال ہے قصبہ سٹیشن سے ایک میل کے فاصلے پر ہے۔ سٹیشن پر چھوٹا سا ویٹنگ روم بنا ہوا ہے۔ اور پاس ہی ایک بنگلہ اور سرائے ہے۔ دریائے گرنا شہر کے

مغرب کیطرف بہتا ہے اور اسپر سٹیشن سے ½ ۳ میل کے فاصلے پر پُل بنا ہوا ہے - ہر ہفتہ یہاں پر ایک عمدہ بازار لگتا ہے۔ جس میں خاندیش کے ہر حصے کی پیداوار آکر بکتی ہے سٹیشن سے دو میل جھیل مہرونی ہے - جلگاؤں تجارت کی بڑی منڈی ہے۔ اسمیں کئی روئی دبانے - روئی کاتنے اور کپڑا بُننے کے کارخانے ہیں۔ روئی اور کپڑا یہاں سے بکثرت باہر جاتا ہے

اجنٹا کے مشہور ومعروف غاروں کے مندر یہاں سے ۳۸ میل ہیں۔ اور بہ آسانی دیکھے جاسکتے ہیں۔ چھکڑے اور بیل گاڑیاں سواری کے لئے مالتدار جلگاؤں کو پیشتر لکھنے سے ملتی ہیں۔ کہتے ہیں یہ مندر دو ہزار برس کے پُرانے ہیں۔ انکے اندر نہایت نفیس رنگ وروغن کیا ہوا ہے۔ مندر دکھانے کے لئے رہنما اُسی جگہہ مل جاتے ہیں۔

جلگاؤں بمبئی سے ۲۶۱ میل ہے۔ تیسرے درجے کا کرایہ ڈاک گاڑی میں ۴ - روپیہ - ۱ ر آنہ اور سواری گاڑی میں ۲ روپیہ ۱۲ ر آنہ لگتا ہے۔

جون پور

اودھ رُہیلکھنڈ ریلوے پر مغل سرائے سے ۴۶ - سہارنپور سے ۴۹۴ - اور کلکتہ سے ۵۱۵ میل ہے - تیسرے درجے کا کرایہ ساڑھے نو آنہ ۔ ۔ ار - روپیہ - ۱۵ ر آنے ۹ پائی - اور چار روپیہ ۱۴ ر آنے ۶ - پائی

علی الترتیب لگتا ہے۔

جون پور بڑا پرانا شہر ہے۔ اس میں کسی زمانے میں بڑے بڑے ہندوؤں کے مندر اور بدھ لوگوں کے استھل دریائے گومتی کے کنارے پر تھے۔ اُنکے کچھ حصے مسلمانوں کے حملے تک موجود تھے۔ پھر یہ شہر مسلمانوں کی ایک زبردست سلطنت کا دارالسلطنت ہوا۔ قلعہ فیروز کے گرد جو ۱۳۷۶ء میں تعمیر ہوا۔ ایک سنگین دیوار کھچی ہوئی ہے۔ حمام جو ابراہیم جونپور کے سلطان اعظم نے بنوایا تھا۔ اور ابتک اُسکے نام کی یادگار ہے۔ ۱۴۲۰ء کے قریب بنا تھا۔ اٹالہ مسجد بھی ابراہیم ہی نے ۱۴۰۸ء میں بنوائی اب صرف اسکی ایک خوبصورت جالی باقی ہے۔ دریبہ کی مسجد ابراہیم کے دو افسروں نے بنوائی تھی اس میں گنبد دار دالان ہے اور اُسکے اطراف جونپوری طرز کے ہیں۔ شہر کے قریب ہی ابراہیم کی ایک اور مسجد ہے جسکی صرف نہایت خوشنما جالی ستونوں پر باقی ہے۔

لال دروازہ ۱۴۵۰ء میں ابراہیم کی ملکہ راضی بی بی نے بنوایا تھا۔ اب تک اچھی حالت میں ہے۔ حسن کی جامع مسجد ۱۴۷۰ء میں تعمیر ہوئی تھی۔ اُسکے مغرب کی طرف ایک چبوترہ ہے۔ اور باقی تینوں طرف گنبد دار دروازے ہیں۔ جن سے داخل ہوکر چوگوشہ مربع

گڑھن میں پہنچتے ہیں۔

شہر جونپور اب بھی بڑی تجارت گاہ ہے۔ یہاں کا عطر دور دور مشہور ہے۔ نیل بھی ایک انگریز کے زیر اہتمام کثرت سے بنتا ہے۔ لیکن کاغذ کی دستکاری اب معدوم ہو گئی ہے۔ ضلع کے لوگ سب کاشتکار ہیں اور غلہ وغیرہ یہاں سے باہر جاتا ہے۔

سٹیشن سے ایک میل کے فاصلے پر شہر کے وسط میں۔ ایک پختہ ایک خام اور ایک پہاڑ خان کی سرائے ہے۔ سٹیشن پر یکّہ اور گاڑیاں سواری کے لئے ملتی ہیں۔

جہاز گڈھ

صوبہ پنجاب ضلع رہتک میں قصبہ جھجر کے نزدیک چھوٹا سا قلعہ ہے کہتے ہیں اس قلعہ کو جارج ٹامس نامی ایک جنگی آدمی نے اٹھارہویں صدی میں بنایا تھا۔ اور اپنے نام پر اسکا نام رکھا اسکو لوگوں نے بگاڑ کر جہاز گڈھ کر لیا ہے۔ مارچ اور ستمبر کے مہینوں میں یہاں مال مویشی کی منڈی ایک ہفتہ تک لگتی ہے۔ تقریباً ۲۰ ہزار لوگ اور پچاس ہزار مویشی اس موقع پر آتے ہیں۔

نارتھ ویسٹرن ریلوے کی لاہور۔ بھٹنڈہ۔ رہتک دہلی شاخ پر سانپلہ سٹیشن یہاں سے ۱۸ میل ہے۔ مسافروں کو سانپلہ میں

سواری کے لئے بیل گاڑیاں کرایہ پر مل سکتی ہیں۔ رہتک میں بھی جو اسی لائن پر یہاں سے ۱۷½ میل ہے یکے ملتے ہیں۔

جہاز گڑھ میں سرائے یا دھرم سالہ کوئی نہیں۔ لوگ میدان میں ٹھہرتے ہیں۔ لیکن انگریزوں کے لئے ایک ڈاک بنگلہ ہے۔

لاہور سے سانپلہ ۲۶۸ میل ہے۔ تیسرے درجے کا کرایہ ۴۔ روپیہ ۲ر آنہ ۶۔ پائی لگتا ہے۔

جھنگی ماہنی شاہ

یہ مقام صوبہ پنجاب۔ ضلع ہوشیارپور تحصیل دوسویہ میں قصبہ دوسویہ سے تقریباً ۵ میل مغرب کی طرف ایک چھوٹا سا گاؤں ہے جہاں ماہ جیٹھ میں ایک مسلمان بزرگ ماہنی شاہ صاحب کی درگاہ پر بڑا بھاری میلہ لگتا ہے۔ جو قریباً ایک ہفتہ رہتا ہے۔ دور دور سے لوگ اس میلے میں آتے ہیں۔

یہاں پر عمدہ قسم کے چاول پیدا ہوتے ہیں۔

قریب ترین سٹیشن بیاس ہے۔ لیکن اچھی سواری جالندھر سٹیشن سے مل سکتی ہے۔ جالندھر لاہور سے ۸۱ میل ہے۔ اور تیسرے درجے کا کرایہ ۱۵ر آنہ ہے۔

دوسوہہ جالندھر سے بذریعہ یکہ ۳۵ میل کے قریب ہے۔

جے پور

ریاست جے پور یا امبر کا دارالحکومت اور ہندوستان کے شہروں میں سے نہایت خوشنما اور دلچسپ شہر ہے۔ اسکی لمبائی مشرق سے مغرب تک دو میل اور چوڑائی ایک میل ہے۔ گرداگرد پختہ دیوار کھچی ہوئی ہے۔ جس پر بلند برجیاں۔ اور بیچ بیچ میں محفوظ دروازے ہیں۔ بڑا بازار جو ۴۰ گز عریض ہے شہر کے اس سرے سے دوسرے سرے تک سیدھا چلا گیا ہے۔ اسے دیگر بازار قطع کرتے ہیں۔ ہر موقع تقاطع پر ایک خوبصورت چوک ہے۔

مہاراجہ صاحب کا محل شہر کے وسط میں ہے۔ اسکا حلقہ اور باغات آدھے میل تک چلے گئے ہیں۔ باغ فواروں۔ قسم قسم کے درختوں۔ پھولوں کے پودوں چبوتروں وغیرہ سے مزین ہے محل کے اندر دیوان خاص و عام اور سکھ نواس اعلےٰ درجے کے خوبصورت کمرے ہیں۔

دیگر قابل دید مقامات یہ ہیں پبلک (عام) باغات جو ستر ایکڑ تک پھیلے ہوئے ہیں۔ اور ڈاکٹر ڈی فے بیک کی تجویز کے مطابق ۴ لاکھ روپیہ کے خرچ سے تیار ہوئے ہیں۔ یہ باغات ہندوستان میں اپنا نظیر نہیں رکھتے۔ میو ہسپتال۔ البرٹ ہال۔ جس کو کرنل جیکب نے تجویز کیا تھا۔ اور جس میں جے پور کا عجائب گھر ہے۔ علاوہ

اِنکے آرٹ سکول۔ رصدگاہ۔ ٹکسال۔ ہوامحل۔ دورہ گلہ۔ رام نواس باغات۔ چڑیا گھر (یہاں مہاراجہ صاحب کا انگریزی باجا ہر پیر کے دن شام کو بجا کرتا ہے) کالج۔ سنٹرل جیل وغیرہ بھی دیکھنے کے لائق ہیں لیکن سب سے بڑھکر دلچسپ مقام امبر ہے جو پہلے ریاست کا دارالحکومت تھا۔ اور جے پور سے ۷ میل کے فاصلے پر پہاڑیوں کے بیچ میں ایک چھوٹی سی جھیل کے کنارہ پر آباد ہے۔ جھیل کے مغربی کنارے کی پہاڑی پر امبر کا خوشنما محل ہے۔

امبر اور مہاراجہ صاحب کے محل کو دیکھنے کے لئے ایجنٹ گورنر جنرل کی اجازت حاصل کرنی پڑتی ہے۔ درخواست ایک روز پیشتر کرنی چاہئے۔

یہاں ایک چھوٹا سا مندر بھی ہے۔ جس میں ہر روز کالی دیوی کو ایک بکری چڑھائی جاتی ہے۔ کہتے ہیں کہ پہلے آدمی کی قربانی کی جاتی تھی۔ لیکن اب اُس کے عوض میں بکری کی قربانی مقرر کر دی گئی ہے۔

جے پور تجارت کا مرکز ہے۔ یہاں پر راجپوتانہ۔ مالوہ اور جے پور سٹیٹ ریلوے کا جنکشن ہے۔ بمبئی یہاں سے ۶۹۹ میل ہے۔ اور دلی ۱۹۱ میل۔ تیسرے درجے کا کرایہ ۹۔ روپیہ ۱۵ آنہ اور ۲ روپیہ

لگتا ہے۔

جے پور میں رستم ہوٹل اور قیصر ہند دو ہوٹل ہیں۔ سواری اچھی مل جاتی ہے۔ عجائب گھر دیکھنے کے لئے کتاب عجائب گھر کے دروازے پر ملتی ہے۔

ردیف چ

چتوڑ گڈھ

راجپوتانہ مالوہ اور اودے پور۔ چتوڑ ریلوں کا جنکشن یعنی مقام اتصال ہے۔ اور ہز ہائنس مہاراجہ صاحب اودے پور کی ریاست میں نیمچ سے بفاصلہ ۳۵ میل اور اجمیر سے ۱۱۶ میل واقع ہے۔ مشہور و معروف قلعہ چتوڑ ایک علحدہ پہاڑی پر کھڑا ہے زمین سے ۵۰۰ فیٹ بلند ہے اور شمال و جنوب کی طرف تین میل سے زیادہ چلا گیا ہے۔ برہنہ پہاڑی پر پرانی مورچہ بندی اب تک باقی ہے۔ جو مغرب کی طرف بڑے دروازہ رام پول تک زمین سے ۳۰۵ فیٹ اونچی ہے تاریخ دانوں کے لئے یہ جگہ نہایت دلچسپ ہے۔ کیونکہ راجپوتوں کی دل ہلا دینے والی اور خونریز لڑائیاں آزادی کے لئے اسی جگہ ہوئی تھیں ۱۲۹۰ء میں خلجی کے عہد حکومت میں علاءالدین نے قلعہ چتوڑ کو تاخت و

تاراج کیا۔ اسی موقع پر جوہر کا واقعہ جانکاہ وقوع میں آیا۔ ہزاروں راجپوت عورتوں نے اپنی عفت کو بچانے کے لئے قلعہ کے اندر زمین دوز کمروں میں جل کر جان دے دی۔ انہی میں رانی پدمنی بھی تھی۔ جسکے غائبانہ عشق میں علاء الدین نے اِس قلعہ کا محاصرہ کیا تھا پہاڑی پر اب بھی بہت سے پُرانے مندر۔ تالاب اور مکانات قابل دید ہیں۔

چتوڑیہ یا چھوٹا چتوڑ پاس ہی پہاڑی کے جنوب کی طرف واقع ہے اور اگرچہ بظاہر صرف ایک ذراسی پہاڑی ہے اور دوسری پہاڑی سے ۱۵۰ فیٹ نیچی ہے۔ لیکن لڑائیوں کے موقعوں پر دشمنوں کے لئے موقع مفید ثابت ہوئی۔

پہاڑی سٹیشن سے دو میل کے فاصلے پر ہے۔ لیکن سٹیشن پر سانڈنیاں۔ بیل گاڑیاں۔ ٹٹو سواری کے لئے مل سکتے ہیں۔

سٹیشن کے قریب ہی اودے پور راج کا بنایا ہوا یورپین لوگوں کے لئے ڈاک بنگلہ ہے لیکن دیسی مسافروں کے لئے کوئی سرائے یا دھرم سالہ نہیں۔ لوگ سٹیشن کے پیچھے بازار میں خالی دوکانوں میں ٹھہرتے ہیں۔

چتوڑگڈھ اجمیر سے ۱۱۶ میل ہے۔ وہاں سے تیسرے درجے کا کرایہ ایک روپیہ ۳ آنہ لگتا ہے *

چنار

صوبہ آگرہ اور اودھ کے ضلع مرزا پور میں ایک قدیم قصبہ ہے۔ جو بنارس سے ۲۶ میل اور مرزا پور سے ۲۰ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ یہاں پر ایک پرانا قلعہ بھی ہے۔ جس نے بہت سے تاریخی انقلاب دیکھے ہیں۔ لیکن اب اسیران سلطانی کے لئے بندیخانہ کا کام دیتا ہے۔ مشرق کی جانب قریب ہی ایک مسلمان ولی کا مزار ہے۔ جن کی ولایت کا یہ کافی ثبوت ہے کہ جب اُن کو گرفتار کر کے دہلی لے گئے۔ تو ہر روز مغرب کی نماز کے وقت ہتھکڑیاں خود بخود انکے ہاتھوں سے گر جاتی تھیں۔ انتقال سے پیشتر انہوں نے اپنی جائے مدفن قائم کرنے کے لئے قلعہ پر سے جنگل کی طرف تیر پھینکا۔ چنانچہ انکا روضہ قلعہ سے تقریباً تیر کی زد پر واقع ہے۔ اردگرد مسلمانوں کے اور بھی مزار بن گئے ہیں۔ نیز ایک خوبصورت باغ بھی ہے جس میں ایک قبرستان ہے۔ ہر سال ہزارہا ہندو اور مسلمان۔ خاصکر اول الذکر آپ کے مزار کی زیارت کو آتے ہیں ہندو لوگ چاولوں کا چڑھاوا چڑھاتے ہیں اور منّت مانتے وقت ایک رسی کو جو مقبرہ کے اندر لٹکتی ہے گرہ دیتے ہیں۔

چنار میں دیسیوں کی ایک اعلیٰ علمی انجمن قائم ہے یہاں ایک

سرائے اور ڈاک بنگلہ بھی ہے۔

چنار ایسٹ انڈین ریلوے پر کلکتہ سے بفاصلہ ۴۲۹ میل واقع ہے۔ تیسرے درجے کا کرایہ ۴ روپیہ ۷ آنہ ۶ پائی لگتا ہے۔

چنا پٹنہ

یہ ایک بڑا قصبہ سدرن مرہٹا ریلوے پر واقع ہے۔ روغنی برتنوں کھلونوں اور گانے بجانے کے سازوں کے لئے عمدہ باریک آہنی تار کی ساخت کے لئے خاصکر مشہور ہے۔ اسکے شمال کی طرف دو مسلمان بزرگوں کے مزار ہیں۔ ان میں سے ایک ٹیپو سلطان کے مرشد کا ہے اور دوسرا حاکم بنگلور کا۔ یہ وہی شخص تھا جو انگریزی قیدیوں کے ساتھ جو سلطان ٹیپو کے ہاتھ آگئے تھے۔ نہایت رحمدلی سے پیش آیا تھا۔ اور اسی سبب سے مشہور ہوگیا تھا۔ یہاں ڈاک خانہ و سیونگ بنک اور تار کے دفاتر ہیں۔

چنا پٹنہ کا میسور سے فاصلہ ۱۵ میل ہے۔ اور تیسرے درجے کا کرایہ ڈاک گاڑی میں ۱۰ آنہ ۹ پائی۔ اور سواری گاڑی میں ساڑھے آٹھ آنہ لگتا ہے۔

چنیوٹ

صوبہ پنجاب کے ضلع جھنگ میں چنیوٹ تحصیل کا صدر مقام اور

دریائے چناب سے قریب دو میل جنوب کی طرف نارتھ ویسٹرن ریلوے کی وزیرآباد خانیوال شاخ کے سٹیشن چنیوٹ روڈ سے ۱۶ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ یہ قصبہ مسلمانوں کے شمالی ہند فتح کرنے سے پیشتر آباد ہوا تھا۔ مگر اٹھارھویں صدی کے وسط میں احمد شاہ دُرّانی کے حملوں اور ۱۸۴۹ء کے آپس کے جھگڑوں سے جبکہ یہاں پر دھڑہ بندیاں ہو رہی تھیں اس شہر کو بہت نقصان پہنچا۔ اب پھر چنیوٹ سرسبز حالت میں ہے۔ بہت سے مکانات عمدہ اینٹوں کے عالیشان اور وسیع بنے ہوئے ہیں۔ خاصکر خوجہ بیوپاریوں کے جنکی تجارت کی کوٹھیاں۔ امرتسر۔ کلکتہ۔ بمبئی۔ کراچی وغیرہ میں ہیں۔ یہاں ایک عالیشان مسجد ہے۔ جسے نواب سعداللہ خاں نے جو شاہجہان کے عہد سلطنت میں یہاں کا گورنر تھا۔ تعمیر کرایا تھا۔ ایک مسلمان بزرگ کا مزار بھی ہے۔ جس کو ہندو اور مسلمان دونو مقدس مانتے ہیں چنیوٹ میں لکڑی کا کام نہایت اعلیٰ قسم کا ہوتا ہے کہتے ہیں۔ کہ روضہ تاج محل کی تعمیر کے لئے بہت سے معمار اسی جگہ سے آگرہ گئے تھے۔ امرتسر کے دربار صاحب کا مستری بھی چنیوٹ ہی کا باشندہ تھا۔

یہاں سوٹا سوتی کپڑا بنتا ہے۔ اور اناج کی بڑی منڈی ہے۔ گھی لکڑی۔ ہڈیاں۔ سینگ۔ چمڑہ۔ اناج یہاں سے باہر جاتا ہے۔

یہاں پر ایک پُر فضا باغ ہے جو میوہ دار درختوں سے پُر ہے۔ گرد نواح کا نظارہ بڑا دلکش ہے۔

چنیوٹ روڈ سٹیشن پر ٹکے سواری کے لئے بکرایہ ۱۲ ر آنہ فی سواری ملتے ہیں۔

یہاں مسافروں کے واسطے ایک سرائے اور کئی دھرم سالے ہیں۔

چنیوٹ روڈ لاہور سے براستہ وزیرآباد ۱۴۶ میل ہے۔ تیسرے درجے کا کرایہ ایک روپیہ ۱۱ر آنہ ۶ پائی لگتا ہے۔

چھپّر

صوبہ پنجاب کی تحصیل وضلع لودھانہ میں گاؤں اور نارتھ ویسٹرن ریلوے کی دھوری۔ جاکھل شاخ پہ جاکھل جنکشن سے ۶۴ میل کے فاصلہ پر واقع ہے لودھانہ سے تیسرے درجے کا کرایہ سوا تین آنے اور جاکھل سے بارہ آنے لگتا ہے۔

اس گاؤں میں گوگے کا میلہ ستمبر کے مہینے میں ہوتا ہے جو تین روز تک جاری رہتا ہے۔ ۷۵ ہزار کے قریب لوگ اس میلہ میں آتے ہیں۔ اس علاقہ میں عوام الناس کا خیال ہے۔ کہ جو لوگ گوگے کی پرستش نہیں کرتے اُنکے بچے سانپ کے کاٹے سے مرتے ہیں۔ مندر کے اندر ایک سوراخ ہے جس میں سے سرد ہوا آیا کرتی ہے۔ مندر کا پجاری لوگوں

سے کہتا ہے کہ یہ گوگے کے رسانس کی ہوا ہے۔

گاؤں سٹیشن سے تقریباً ڈھائی میل کے فاصلے پر ہے۔ اور چونکہ یہاں سڑکیں نہیں اور نہ سواری ملتی ہے۔ لوگوں کو گاؤں تک پیدل جانا پڑتا ہے۔ گاؤں میں کوئی سرائے یا دھرم سالہ مسافروں کے ٹھہرنے کے لئے نہیں۔

ردیف ح

حالا

یہ گاؤں جس کو پہلے مرتضےٰ آباد کہتے تھے۔ حالا سب ڈویژن ضلع حیدر آباد سندھ۔ صوبہ بمبئی میں واقع ہے۔ جدید گاؤں ۱۸۰۰ء میں دریائے سندھ کی طغیانی کے باعث اصلی مقام سے ۴ میل کے فاصلے پر بسایا گیا تھا۔ پرانی عمارات میں سے جو اس گاؤں کے گردنواح میں کثرت سے پائی جاتی ہیں۔ ایک پیر صاحب کی مسجد اور مزار ہے۔ پیر صاحب ۱۶۰۰ء میں فوت ہوئے تھے۔ انکی یادگار میں ہر سال جنوری کے مہینے میں ایک میلہ ہوتا ہے۔ جس میں تقریباً پانچ ہزار مسلمان اس صوبہ کے تمام حصّوں میں سے جمع ہوتے ہیں۔ حالا مدت سے روغنی برتنوں اور کھپریلوں کے واسطے جو سندھ کی عمدہ مٹی میں ایک چمکدار مصالح ملا کر بنائے

جاتے ہیں ۔ مشہور ہے ۔ یہاں سوسی بھی بنتی ہے ۔ غلہ ۔ کپڑا ۔ گھی ۔ روئی اور چینی کی تجارت ہوتی ہے ۔

حالا میں سب جج ۔ مختیار کار کی کچہری ۔ ہسپتال ۔ اور ایک سرائے ہے ۔ سب سے نزدیک ریلوے سٹیشن اودیرو لال ہے ۔ جو نارتھ ویسٹرن ریلوے پر لاہور سے ۵۰۰ میل کے فاصلہ پر واقع ہے ۔ تیسرے درجے کا کرایہ لاہور سے اودیرو لال تک ۷ روپیہ ۱۰ آنہ لگتا ہے ۔

حیدرآباد دکن

ہندوستان کی سب سے بڑی ریاست نظام حیدرآباد دکن کا دارالخلافہ ہے ۔ ۱۵۸۹ء میں قطب شاہ محمد قلی نے اس شہر کو آباد کر کے گولکنڈہ سے اپنا دارالخلافہ یہاں تبدیل کیا ۔ حیدرآباد سطح سمندر سے ۱۷۰۰ فیٹ کی بلندی پر واقع ہے اور اسکا سٹیشن دریائے موسیٰ کے دائیں کنارے پر ہے ۔ شہر کے گرداگرد ایک فصیل ہے ۔ اور گرد و نواح کا نظارہ نہایت دلکش ہے ۔ شہر میں سنگ سرخ کی بہت سی چٹانیں ہیں ۔ جنمیں سے ایک نظارہ گاہ "ٹیپو" کے نام سے مشہور ہے جو زمین سے تقریباً ستر گز کی بلندی پر ہے اور جس کے اوپر کھڑے ہونے سے دور دور کی پرانی شاہی عمارات اور گرد نواح کا ملک میلوں تک صاف دکھائی دیتا ہے ۔ اس چٹان کے پاس ہی سیاہ پہاڑیوں کا ایک سلسلہ ہے

جن کی چوٹی پر سے دور دور کے مختلف مقامات نظر آسکتے ہیں۔

شہر کے کئی بازار اور انکے کئی دروازے ہیں۔ یہاں کے مکانات گو وسیع اور بلند ہیں مگر بہت شاندار نہیں۔ یہاں کے بعض مشہور اور قابل دید مقامات یہ ہیں۔

نظام صاحب کے محل۔ وزیر اعظم کے محل۔ پرانا محل شمس الامرا کا محل۔ رزیڈنسی۔ سر سالار جنگ کی بارہ دری۔ عاشور خانہ۔ مکہ مسجد۔ چار مینار۔ چار سو کھے حوض۔ باغ عامہ و دیگر مساجد وغیرہ۔ رزیڈنسی کی عمارت خاصی بلند اور نفیس عمارت ہے جو دریا کے کنارے گورنمنٹ ہوس کلکتہ کی نقل پر بنی ہوئی ہے

سکندر آباد کی عظیم الشان چھاونی شہر سے صرف پانچ میل کے فاصلے پر ہندوستان کی بہت بڑی چھاؤنیوں میں سے ہے سٹیشن کے قریب دریا پر تین عمدہ پل بندھے ہوئے ہیں۔

حیدر آباد میں ہر قوم و مذہب کے لوگ آباد ہیں۔ اسلامی ملکوں اور خاصکر عرب کے مسافر اس ریاست میں بکثرت پائے جاتے ہیں۔ اس شہر میں ہر سال نومبر کے مہینے میں گھوڑ دوڑ ہوا کرتی ہے جہاں ہزاروں شائقین جمع ہوتے ہیں۔

بمبئی سے حیدر آباد بذریعہ جی آئی پی اور نظام ریلوے ۴۹۱ میل

ہے۔ تیسرے درجہ کا کرایہ ڈاک گاڑی میں ۷۔روپیہ ۶۔ آنہ ۔ اور سواری گاڑی میں ۵ روپیہ ۲۔ آنہ لگتا ہے۔

ردیف خ

خوشاب

پنجاب کے ضلع شاہپور میں قصبہ اور تحصیل خوشاب کا صدر مقام ہے۔ یہاں سے اناج ۔ روئی ۔ اُن ۔ گھی اور دیسی کپڑا باہر جاتا ہے۔ اور انگریزی کپڑا ۔ خشک میوہ جات ۔ دھاتیں ۔ چنے و شیرہ باہر سے آتا ہے ۔ نمک کی بھی یہاں بڑی بھاری منڈی ہے۔

خوشاب میں ایک مسلمان ولی نذر دیوان حافظ صاحب کا مزار ہے جس پر ہر سال مارچ کے مہینے میں دو دن تک میلہ ہوتا ہے جس میں دو ہزار کے قریب زائرین جمع ہو جاتے ہیں کہتے ہیں کہ نذر دیوان حافظ صاحب نے اپنے زمانۂ حیات میں بہت سی کرامتیں دکھائی تھیں ۔ خوشاب میں دو سرائے ہیں۔ ایک ڈسٹرکٹ بورڈ کی بنائی ہوئی شہر کے باہر واقع ہے۔ اور دوسری جسکو لالہ رام رتن نے تعمیر کروایا ہے ریلوے سٹیشن کے قریب ہے۔ سٹیشن سے شہر جانے کے لئے ٹمٹمیں سواری کے لئے ملتی ہیں۔

خوشاب نارتھ ویسٹرن ریلوے کا اسٹیشن ہے۔ اور لاہور سے ۱۹۰ میل کے فاصلے پر واقع ہے لاہور سے تیسرے درجے کا کرایہ ۲ روپیہ ۲ لگتا ہے

خیر آباد

یہ بڑا قصبہ اودھ کے ضلع سیتاپور میں سیتاپور شہر سے جو کہ ضلع کا سول صدر مقام اور چھاؤنی ہے۔ ۵ میل جنوب مشرق کی طرف واقع ہے اور روہیلکھنڈ کماؤں ریلوے کا سٹیشن ہے۔ کہتے ہیں اسکی بنیاد ایک شخص خیرہ پاسی نے گیارہویں صدی کے آغاز میں ڈالی تھی۔ لیکن بعد میں ایک کایستھ خاندان نے اسپر قبضہ کرلیا۔ خیرآباد عظمت کے لحاظ سے اودھ میں ساتویں درجے پر ہے۔ اس میں علاوہ مسلمانوں کے متبرک اور خوبصورت مقامات مثلاً قدم رسول ؐ۔ امام باڑہ صحن دار مساجد کے چالیس مسجدیں اور تیس ہندؤں کے مندر ہیں۔ جنوری میں یہاں پر ایک بڑا بھاری میلہ ہوتا ہے۔ جو دس دن تک رہتا ہے اس میلہ میں ساٹھ ہزار کے قریب لوگ جمع ہوتے ہیں۔ ایک اور میلہ دسہرہ کے موقع پر ہوتا ہے۔ اس میں ۱۵ ہزار کے قریب لوگ آتے ہیں۔

خیرآباد میں سرائے بھی ہیں۔

خیرآباد سے لکھنؤ کا فاصلہ ½ ۱۵ میل اور تیسرے درجے کا کرایہ ساڑھے آٹھ آنے ہیں +

ردیف د

دادار

بمبئی بڑودہ اینڈ سنٹرل انڈیا ریلوے اور گریٹ انڈین پنینشولا ریلوے کا جنکشن ہے۔ بمبئی بڑودہ اینڈ سنٹرل انڈیا ریلوے کا سٹیشن گریٹ انڈین پنینشولا ریلوے کے سٹیشن سے چند قدم کے فاصلے پر ہے۔ دادار میں ظروف گلی کے کارخانے اور دھرابا غات دیکھنے کے قابل ہیں۔ ہر دو سٹیشنوں کے درمیان صرف ہندوؤں کے لئے ایک دھرم سالہ ہے۔ یہاں دو اونی کارخانے اور ایک کپڑا رنگنے کا کارخانہ ہے۔ دادار بمبئی کے وکٹوریہ ٹرمنیس سٹیشن سے بذریعہ جی۔ آئی۔ پی ۶ میل اور بذریعہ بمبئی بڑودہ اینڈ سنٹرل انڈیا ریلوے کے کلابہ سٹیشن سے ۸ میل ہے۔ تیسرے درجے کا کرایہ سوا آنہ اور ڈیڑھ آنہ لگتا ہے۔

دہلی

دریائے جمنا کے داہنے یا مغربی کنارے پر کلکتہ سے ۹۰۳ بمبئی سے ۹۵۷۔ اور آگرہ سے ۱۲۲ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ بی بی سی آئی ایسٹ انڈین۔ اودھ رہیلکھنڈ۔ جی۔ آئی۔ پی۔ اور نارتھ ویسٹرن ریلوں کا جنکشن یعنی مقام اتصال ہے۔ تیسرے درجہ کا کرایہ ترتیب وار

۸ روپیہ ۱- آنہ ۲- پائی - ۹ - روپیہ ۱۵/ آنہ اور ایک روپیہ ۹/ آنہ ہے۔ یہ شہر قدیم زمانے میں ہندوستان کا دار السلطنت تھا۔ اب صوبہ پنجاب میں ضلع و قسمت دہلی کا سول صدر مقام ہے۔ اصلی شہر دلی یا دلی پور کہلاتا تھا۔ اور اسکی بنیاد راجہ دلو نے موجودہ شہر سے ۵ میل کے فاصلے پر پچاس برس قبل از مسیح ڈالی تھی۔ لیکن ہندو اور مسلمان حکمرانوں کے وقت میں اسکی جگہ آٹھ مرتبہ تبدیل ہوئی کہ پہلے شہروں کے کھنڈرات شہر حال کے جنوب اور جنوب مشرق میں ۵۴ مربع میل تک پھیلے ہوئے ہیں۔ موجودہ دہلی جس کو شاہجہان نے بسایا تھا۔ اسکے نام پر شاہجہان آباد کہلاتا تھا۔ بارہویں صدی عیسوی تک یہ شہر ہندوؤں کے قبضے میں رہا۔ ۱۱۹۲ء میں قطب الدین محمد غوری کے نائب و بانی خاندان غلامان نے اسے فتح کیا۔ قطب الدین خود ۱۲۰۶ء میں بادشاہ ہوا اور لاہور میں اسکی تاج پوشی کی رسم ادا ہوئی اس شہر کے مشہور مینار یعنی قطب صاحب کی لاٹ کی بنیاد فتح دہلی کی یادگار میں اسی بادشاہ کے زمانے میں رکھی گئی تھی۔ اور اسکے جانشین کے عہد میں اختتام کو پہنچی۔ ۱۳۹۹ء میں امیر تیمور نے اس شہر کو فتح کیا۔ تاریخ فرشتہ میں لکھا ہے۔ کہ جنگ سے چند دن پہلے امیر تیمور نے ایک لاکھ قیدی جو اس سے پہلی لڑائیوں میں اسکے ہاتھ آئے تھے

قتل کرادئے۔ جس سے اُسکی حکومت کا سکّہ بیٹھ گیا۔ فتح دہلی کے بعد امیر تیمور نے شہنشاہ ہند کا لقب اختیار کیا اور لاہور میں اپنا ایک نائب چھوڑ کر واپس چلا گیا۔ لیکن اسکی حکومت شہر سے باہر صرف چند اضلاع تک محدود رہی اور ہندوستان کے اور علاقوں میں کئی ایک نائب السلطنت خود مختار حکومت کرتے رہے۔ سنہ ۱۴۵۰ء سے سنہ ۱۵۲۶ء تک لودھی افغان دہلی کے حاکم رہے۔ سنہ ۱۵۲۶ء میں بابر نے جو امیر تیمور کی پانچویں پشت میں تھا۔ دہلی پر چڑھائی کی اور ایک خوں ریز لڑائی کے بعد لودھی خاندان کے آخری بادشاہ کا پانی پت پر خاتمہ کر کے خاندان مغلیہ کی حکومت دہلی میں دوبارہ قائم کی اور باوجود سخت مخالفت کے تھوڑے ہی عرصہ میں دہلی کے ملحقات قدیمہ کو ماتحت کر لیا۔ سنہ ۱۷۶۰ء تک خاندان مغلیہ کا کم و بیش اقتدار قائم رہا۔ پھر سنہ ۱۸۵۷ء تک اس شہر نے بہت سے انقلاب دیکھے آخر ۱۸۵۷ء کے غدر میں باغی افواج سے سرکار انگریزی نے دہلی کو فتح کیا اور اُس دن سے اس شہر میں حیرت انگیز رونق اور ترقی ہو گئی۔ قطب صاحب کی لاٹ جسکا اوپر ذکر ہو چکا ہے دہلی سے ۱۱ میل کے فاصلے پر جانب جنوب واقع ہے۔ یہ مینار گاؤدم شکل کا ۲۳۸ فیٹ اونچا ہے اور ہندوستان کے سب میناروں سے بلند ہے۔ چوٹی پر چڑھنے کے لئے ۳۷۹ پتھر کی

سیڑھیاں بنی ہوئی ہیں۔ جہاں سے عجیب نظارہ دکھائی دیتا ہے۔
قطب صاحب کی لاٹ کے پاس ایک لوہے تانبے اور جست کا بنا ہوا
۲۳ فیٹ ۸ انچ اونچا ستون ہے۔ کہتے ہیں کہ سنہ ۳۱۹ء میں ہندوؤں
نے اسکو بنایا تھا۔ یہ ستون صرف ایک ٹکڑے کا بنا ہوا ہے۔ اور ہندوستان
کے عجائبات میں سے ہے اسکی بنیاد کے نیچے ایک پتھر گڑا ہوا ہے جسمیں
لوہے کی سیخیں ڈالکر اس ستون کو کھڑا کیا گیا ہے۔ بنیاد کی شکل گول
بیقاعدہ لٹو کی سی ہے ستون کا وزن ۱۷ ٹن یعنی تقریباً ۴۷۶ من اندازہ
کیا گیا ہے۔ اب اسکو فیروز شاہ کی لاٹ کہتے ہیں۔

لال قلعہ یا شاہی محل کے گرداگرد ڈیڑھ میل لمبی دیوار بنی ہوئی
ہے۔ اس قلعہ کی شان و شوکت زمانہ غدر کے بعد سے بہت سی جاتی
رہی ہے۔ تاہم قابل دید ہے۔ اس میں شاہان مغلیہ کا دیوان خاص
ہے۔ یہ ایک نہایت خوبصورت عمارت سنگ مرمر کی بنی ہوئی اور
اُسپر اعلےٰ درجے کی خوشنما پچیکاری کا کام کیا ہوا ہے۔ اسی دیوان
میں تخت طاؤس تھا۔ جس کو نادر شاہ دُرانی سنہ ۱۷۳۹ء میں ایران
لے گیا۔ تخت طاؤس کی قیمت تین کروڑ سے ۹ کروڑ روپیہ تک
اندازہ کی گئی ہے۔ دیوان خاص کے پاس ہی موتی مسجد ہے۔ یہ
اگرچہ چھوٹی ہے۔ لیکن نہایت خوشنما اور صنعت کا اعلیٰ نمونہ ہے۔

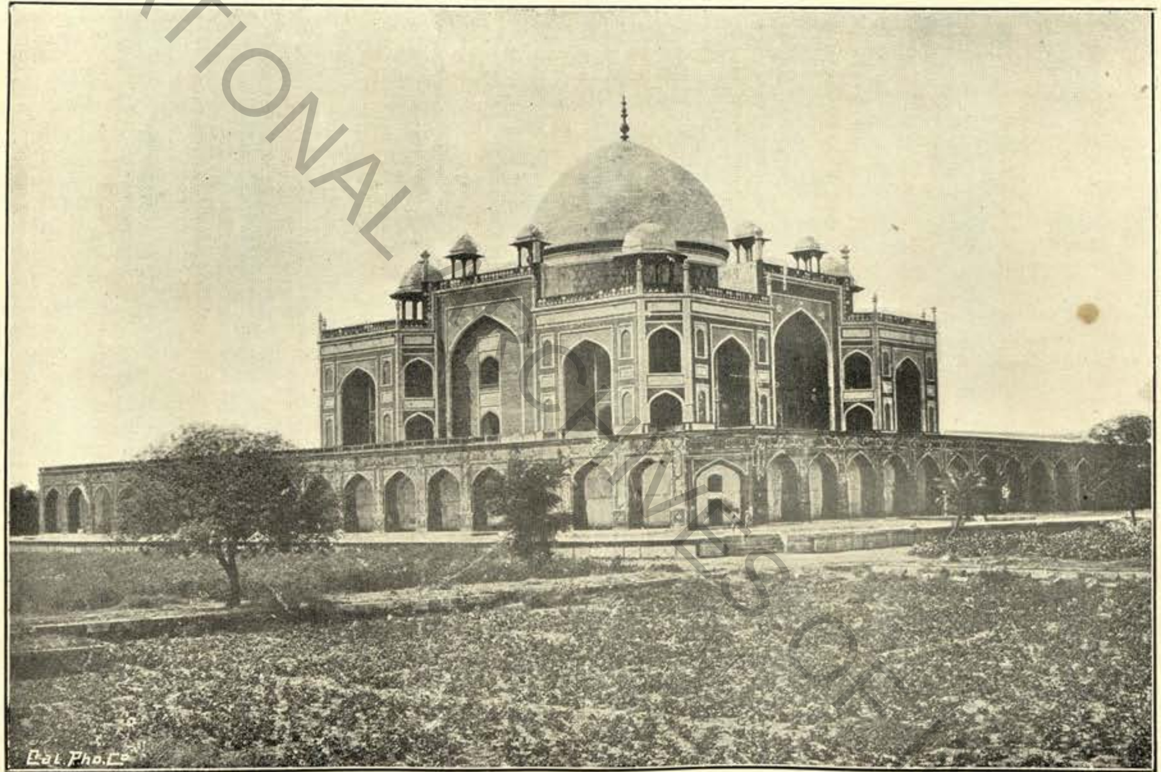


Photo. by Bourne and Shepherd, Calcutta.

مقبرہ ہمایون - دہلي

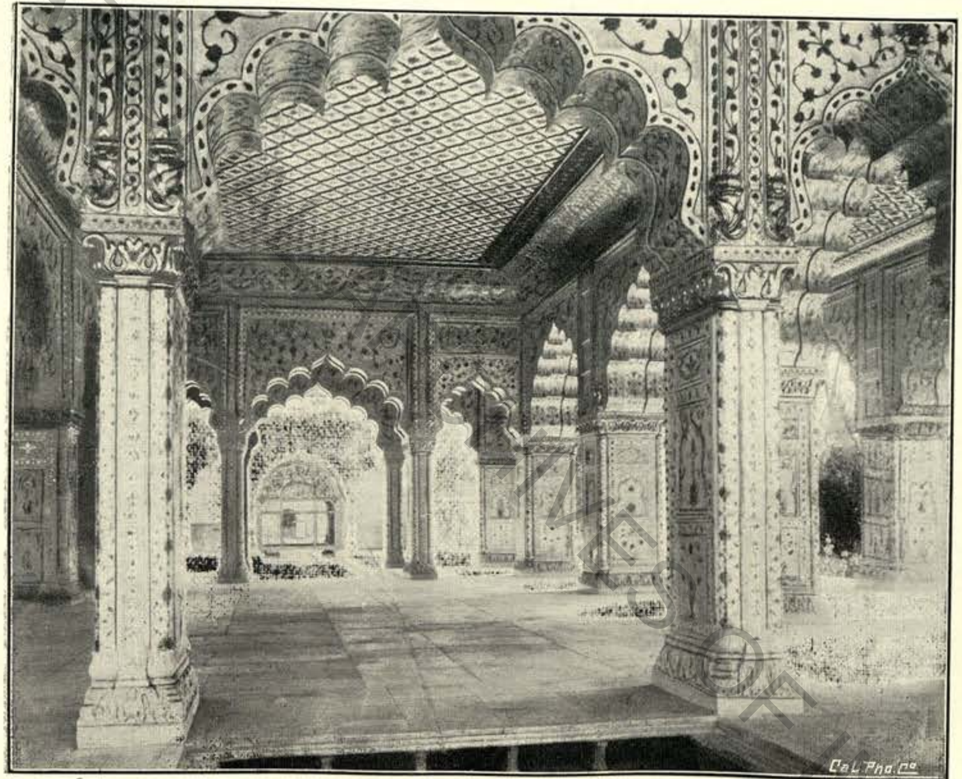


Photo. by Bourne and Shepherd, Calcutta

ديوان خاص - دهلي

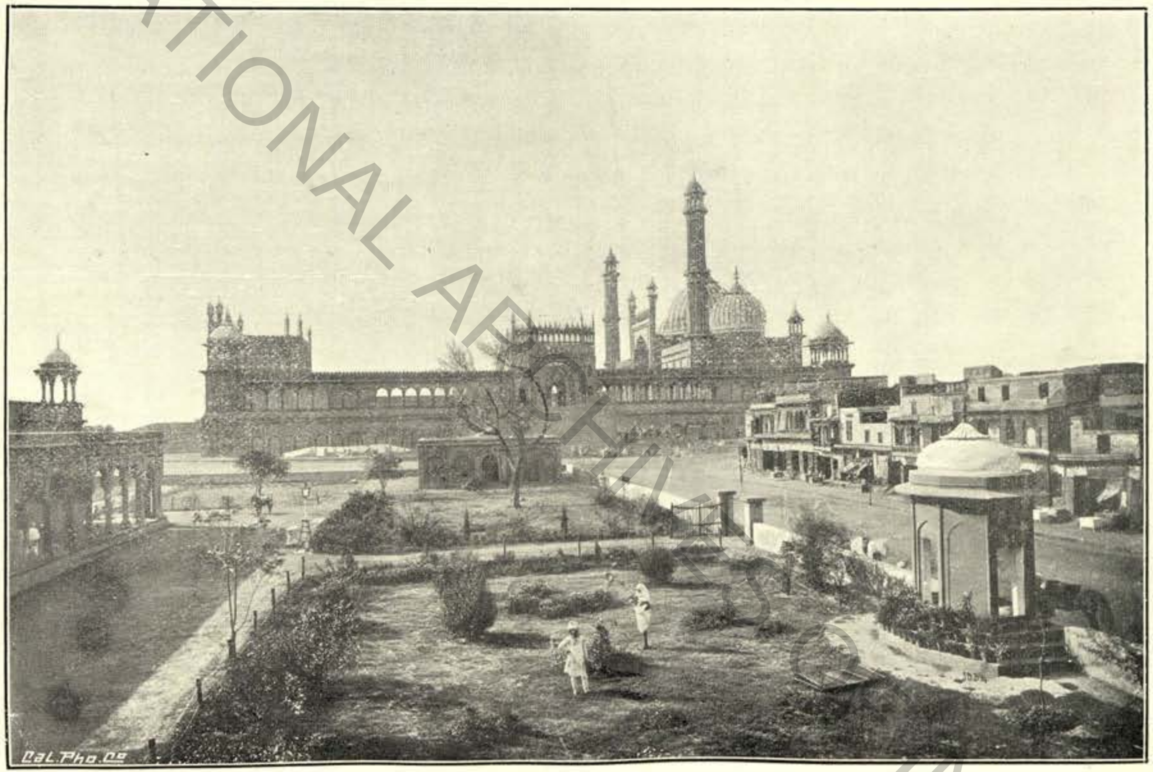


Photo. by Bourne and Shepherd, Calcutta.

جامع مسجد - دهلي

جامع مسجد جو ہندوستان بھر کی تمام مساجد سے زیادہ مشہور ہے کشمیری اور دہلی دروازوں کے درمیان واقع ہے۔ یہ مسجد ایک اونچی جگہ پر بنی ہوئی ہے۔ جس کو جھولا پہاڑی کہتے ہیں۔ مسجد کا طول ۲۰۰ گز اور عرض ۱۲۰ فیٹ ہے۔ اور اسکے تین عظیم الشان گنبد سفید سنگ مرمر کے بنے ہوئے ہیں۔ میناروں پر سے جو ۱۳۰ فیٹ اونچے ہیں شہر اور اُسکے قرب و جوار کا عجیب نظارہ دکھائی دیتا ہے۔

کمپنی باغ اور اُس میں عجائب خانہ بھی شہر میں قابل دید ہیں۔ شہنشاہ ہمایوں کا مقبرہ جس نے مغلیہ خاندان کی حکومت دوبارہ قائم کی تھی شہر سے دو میل کے فاصلے پر جنوب کی طرف واقع ہے۔ یہ مقبرہ سنگ سرخ کا ہے۔ اور اُس میں سنگ سفید سے پچہ کاری کی ہوئی ہے۔ مقبرہ کا گنبد سنگ مرمر کا ہے۔

شہر دہلی اور اُسکے نواح میں دیگر قابل دید مقامات حسب ذیل ہیں:۔

(۱) جی۔ آئی۔ پی ریلوے کے صدر سٹیشن کے سامنے مینارہ جو جنرل نکلسن اور اُسکے ہمراہیوں کی یادگار ہیں جو غدر ۱۸۵۷ء کے محاصرہ میں کام آئے تھے بنایا گیا تھا۔

(۲) ... جنگ ... کا مقبرہ۔ (۳) شاہی حمام۔ (۴) کالی مسجد

یہ نام اسواسطے رکھا گیا ہے کہ زمانے ورارو کے سبب اسکا رنگ سیاہ ہو گیا ہے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ افغانوں کی ابتدائی حکومت میں کسی افغان بادشاہ نے اسے تعمیر کرایا تھا۔ (۵) امیر خسرو مصنف باغ و بہار کا مقبرہ۔ (۶) نکلسن کا باغ اور انگریزوں کا قبرستان۔

دہلی کے شہر پناہ کا دور ۵½ میل ہے اور اُس میں دس دروازے ہیں۔ شہر میں ایک نہر جاری ہے۔ جو ۱۲۰ میل کے فاصلے سے دریائے جمن سے کاٹ کر لائی گئی ہے۔ شہر کے قریب دریا کا پانی اور کنووں کا پانی بالکل پینے کے قابل نہیں۔ اسلئے سرکار انگریزی نے کارخانہ آب رسانی بنا دیا ہے۔

چاندنی چوک خوبصورت اور دہلی کا خاص بازار ہے۔ جہاں پر مختلف قوموں اور مختلف لباسوں کے لوگ نظر آتے ہیں۔

دہلی سے ۱۱ میل کے فاصلے پر پرانی دہلی کے قریب مہرولی میں ایک نہایت قابل دید اور مہذب میلہ موسم برسات میں ہوتا ہے جسکو پھولوالوں کی سیر کہتے ہیں۔ دہلی اور دیگر مختلف مقامات سے بے شمار ہندو اور مسلمان سیر کرنے کے لئے جاتے ہیں۔

دہلی میں کئی روئی کاتنے کی کلیں اور دیگر اقسام کے کارخانے ہیں۔ یہ شہر زردوزی اور چاندی سونے کے کام کے لئے مشہور ہے۔

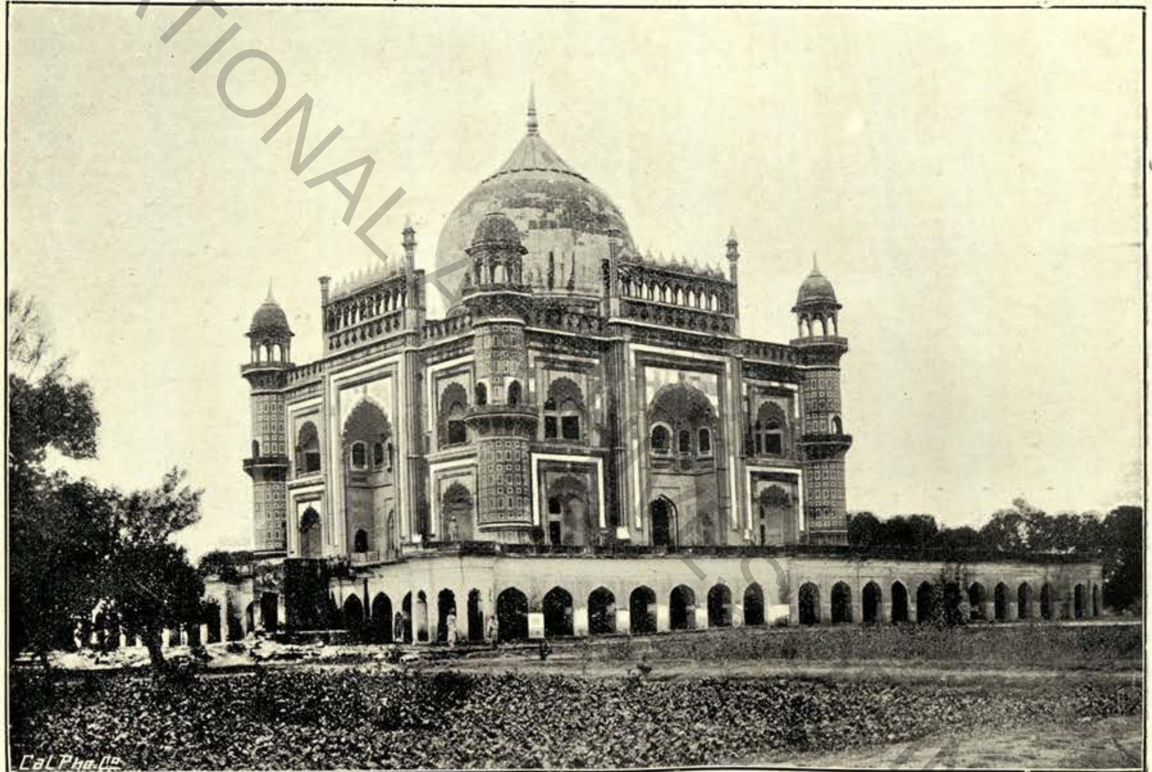


Photo. by Bourne and Shepherd, Calcutta.

صفدر جنگ کا مقبرہ - دہلي

یہاں دیسیوں کے لئے عمدہ ہوٹل اور سٹیشن کے قریب کئی سرائیں موجود ہیں۔ اور قریب چوتھائی میل کے فاصلے پر لالہ چھنالی کی بنائی ہوئی دھرم سالہ ہے۔ جہاں مسافروں سے کرایہ کچھ نہیں لیا جاتا کھانا بھی بکفایت ملتا ہے۔ وہاں ہر وقت ہر قسم کی سواری ملتی ہے۔

دھولپور

دریائے چمبل پر گریٹ انڈین پننسولا ریلوے کا ایک سٹیشن ہے۔ مہارانا صاحب ریاست دھولپور معہ اپنے پولٹیکل ایجنٹ کے یہاں رہتے ہیں۔ کہتے ہیں اس قصبہ کی بنیاد راجہ دھولن دیو نے گیارھویں صدی مسیحی کے شروع میں ڈالی تھی ۱۵۲۶ء میں دھولپور بابر بادشاہ کے قبضے میں آیا لیکن چونکہ دریائے چمبل سے پرانے قصبے کو بہت نقصان پہنچتا تھا۔ ہمایوں نے اسکے بجائے شمال کی طرف نیا قصبہ آباد کیا۔ اور ۱۶۳۴ء میں شاہجہان نے یہاں ایک بڑی عالیشان مسجد تعمیر کرائی جسکے اردگرد ایک بزرگ سید کا روضہ ہے یہ عمارت قابل دید ہے۔ مہارانا صاحب کا محل اور قصبے کا بہت سا حصہ رانا موجودہ حال کے پردادا رانا کرت سنگھ نے بنوایا تھا۔

یہاں ہرسال ایک میلہ بنام سرادہ پڑا۔ اکتوبر اور نومبر میں ۱۵۔ دن تک لگتا ہے۔ اس موقع پر مویشی۔ گھوڑے ودیگر اسباب

وغیرہ کی بڑی تجارت ہوتی ہے۔

دھولپور سے تقریبًا دو میل کے فاصلے پر جھیل مچوّں دیو کرشن جی کی یادگار ہیں بڑی متبرک سمجھی جاتی ہے۔

ریلوے سٹیشن پر مسافروں کے آرام کے لئے عمدہ ویٹنگ روم "آرامگاہ" بنے ہوئے ہیں۔ اور شہر میں اکبر کے زمانے کی ایک سرائے ہے

دھولپور براہ جی۔ آئی۔ پی ریلوے بمبئی سے ۸۰۴ میل اور دہلی سے ۱۵۴ میل کے فاصلے پر واقعہ ہے۔ تیسرے درجے کا سواری گاڑی کا کرایہ ۹۔ روپے ۲ر۔ اور دو روپیہ۔ اور ڈاک گاڑی کا ۱۰۔ روپئے ۶ر آنے اور ۲۔ روپیہ ۳ر آنے ہے۔

دھولیا

خاندیش کی کلکٹری کا ہیڈ کوارٹر اور جی آئی پی ریلوے لائن پر تجارت کا اعلیٰ مرکز ہے۔ یہاں ہر سال دریائے پنجرا کے کنارے ایک بڑا میلہ ہوا کرتا ہے۔ دھولیہ سے ۴۲ میل کے فاصلے پر سلطانپور اور اسکے قلعہ کے مشہور کھنڈرات ہیں۔ دو میل پرے ایک کنواں ہے جسکے گنبدوں اور زینہ کی تعمیر قابل دید ہے۔ قصبہ سے ۴۴ میل کے فاصلے پر پیپل نیر واقع ہے جہاں کے عجائبات سیاح کو محو کر دیتے ہیں اس جگہ خصوصًا پال سین کے پرانے مندر اور چند غار ہیں جن میں

پتھر کی کندہ نفیس اشیائے پائی جاتی ہیں۔ بڑا ہی دلفریب نظارہ ہیں۔ ۵۴ میل پر سے بھامر کی غاریں بھی دیکھنے کے لائق ہیں۔

دھولیا بمبئی سے براہ چالیس گاؤں ۲۴۹ میل ہے اور تیسرے درجہ کا کرایہ دو روپئے نو آنے ہیں۔

دھونکل

صوبہ پنجاب کے ضلع گوجرانوالہ تحصیل وزیرآباد میں قصبہ وزیرآباد سے تین میل کے فاصلے پر ایک گاؤں ہے۔ یہاں ہر سال ماہ جون کی ہر اتوار و جمعرات کو ایک میلہ لگتا ہے جس میں تقریباً دس ہزار لوگوں کا مجمع ہوتا ہے۔ دھونکل میں کوئی سرائے یا دھرم سالہ نہیں قصبہ وزیرآباد سے دھونکل جانے کے لئے یکے میسر آسکتے ہیں۔

وزیرآباد لاہور سے ۶۲ میل پر واقع ہے اور تیسرے درجے کا کرایہ ساڑھے گیارہ آنے ہے۔

دیوا

تحصیل نواب گنج۔ ضلع بارہ بنکی ملک اودھ میں ایک بڑا پرانا قصبہ ہے۔ ضلع کی کچہری سے کوئی آٹھ میل شمال کی طرف واقع ہے۔ یہاں مسلمانوں کی آبادی زیادہ ہے۔ حضرت شاہ حسام حجاجی بغدادی کی یادگار میں اسجگہ ہر سال شعبان المعظم کی سترھویں تاریخ کو ایک بڑا

بھاری میلہ لگتا ہے۔ جس میں تقریباً پچیس ہزار لوگ جمع ہوتے ہیں
اس جگہ مٹی کے برتن اور شیشے کی چوڑیاں بنتی ہیں۔

دیوا میں کوئی سرائے۔ دھرم سالہ یا ڈاک بنگلہ نہیں مسافروں کو خود انتظام کرنا پڑتا ہے۔ بارہ بنکی میں سٹیشن سے ایک ایک میل کے فاصلے پر سرائے۔ دھرم سالہ اور ڈاک بنگلہ ہیں۔

بارہ بنکی میں دیوا کے لئے یکہ اور اونٹ گاڑی کی سواری ملتی ہے۔ کرایہ علی الترتیب چار آنہ اور دو آنہ فی کس لگتا ہے۔

لکھنؤ سے بارہ بنکی ۱۸ میل ہے۔ تیسرے درجے کا کرایہ ۳ آنہ ۹ پائی لگتا ہے ؞

دیوبند

ضلع سہارنپور میں قصبہ اور میونسپلٹی اور نارتھ ویسٹرن ریلوے کا سٹیشن ہے۔ ہندوؤں کے نزدیک یہ متبرک مقام ہے۔ مسلمانوں کا بھی یہاں ایک بڑا بھاری مدرسہ ہے جس میں عربی کی اعلیٰ تعلیم دیجاتی ہے۔ ہندوستان وغیرہ ممالک سے مسلمان لوگ یہاں آکر تعلیم پاتے ہیں یہاں کے سند یافتہ مولوی مسلمانوں میں بڑے پائے کے سمجھے جاتے ہیں۔ قصبہ میں جو ریلوے سٹیشن سے ڈیڑھ میل کے قریب ہے مسافرخانہ ہے۔ سٹیشن پر گاڑی کے وقت یکے ملتے ہیں۔ کرایہ یکہ قصبہ تک ۱ر آنہ فی کس

لگتا ہے۔

دیوبند لاہور سے ۲۵۹ میل اور دہلی سے ۹۰ میل ہے۔ تیسرے درجے کا کرایہ علی الترتیب ۲۔ روپیہ ۶۔ پائی اور ایک روپیہ ایک آنہ لگتا ہے ۔

ردیف ڈ

ڈھاکہ

کسی زمانہ میں مسلمانوں کا پایہ تخت تھا۔ اب بھی گورنمنٹ ایسٹرن بنگال و آسام کا صدر مقام ہے۔ یہاں بڑی بڑی عالیشان عمارات ہیں خاصکر نواب صاحب کا محل دیکھنے کے لائق ہے۔ ڈھاکہ میں ایک عالیشان مقبرہ بھی ہے جس پر سونے چاندی کا نہایت خوبصورت کام کیا ہوا ہے۔ یہاں کی ململ دور دور تک مشہور ہے۔ کہتے ہیں کہ اس ململ کا پورا تھان ایک انگوٹھی کے حلقہ میں سے گذر سکتا ہے۔ لیکن یہ صنعت اب معدوم ہوتی جاتی ہے۔ ڈھاکہ میں ڈاک بنگلہ قلعہ گھوڑ دوڑ کے میدان وغیرہ ہیں۔

ڈھاکہ جانے کے لئے پہلے گوالینڈو بندر تک ایسٹرن بنگال ریلوے میں وہاں سے سٹیمر میں نرائن گنج سٹیشن اور پھر وہاں سے بذریعہ ریل ڈھاکہ پہنچتے ہیں ۔

ردیف ر

رام پور

صوبہ آگرہ اور اودھ میں ریاست رام پور کا دارالحکومت اور اودھ رہیلکھنڈ ریلوے کا سٹیشن مراد آباد شہر سے ۱۸ میل مشرق کی طرف واقع ہے۔ شہر کے گرد بانسوں کا گھنا جنگل ہے جس کا گردا ۸ سے ۱۰ میل ہے اور اس میں جو راستے ہیں اُن پر جنگی پہرے ہیں۔ جامع مسجد۔ دیوان عام۔ خورشید منزل۔ ماچی باون یہاں خوبصورت مقامات ہیں۔

رامپور تعلیم دینیات کے لئے بہت مشہور ہے۔ بنگال افغانستان اور بخارا سے طالب علم حصول دین کے لئے یہاں آتے ہیں طالب علموں سے فیس نہیں لیجاتی بلکہ اگر وہ مسجد میں رہیں تو گرد نواح کے لوگ انکی امداد کرتے ہیں۔ اور خیرات میں انکو حصہ ملتا ہے۔

رامپور شہر روز بروز ترقی پر ہے۔ یہاں ظروف گلی اور کھیس بنتے ہیں۔ شہر میں ایک عالیشان اور عمدہ سرائے ہندوستانی مسافروں کے قیام کے لئے موجود ہے۔ سٹیشن کے قریب یورپین مسافروں کے لئے ایک بنگلہ ہے۔ سٹیشن شہر سے ۳ میل کے قریب ہے۔ لیکن یکہ گاڑیاں وغیرہ

ہر گاڑی کے وقت پر سواری کے لئے ملتی ہیں۔ شہر میں بھی سواری ہر وقت ملتی ہے۔

رامپور سہارنپور جنکشن سے ۱۳۷ میل اور کلکتہ سے براستہ ایسٹ انڈین وا اودھ رہیلکھنڈ ریلوے ۱۰۰۸ میل ہے اور تیسرے درجے کا الگ الگ کرایہ ایک روپیہ ۱۰ آنے و ۷ روپیہ ۱۴ آنے ہے۔

رام نگر

یہ قصبہ پنجاب کے ضلع گوجرانوالہ کی تحصیل وزیرآباد میں چناب کے کنارے کے نیچے وزیرآباد سے ۲۲ میل شمال مغرب کی جانب واقع ہے۔ پہلے اسکو رسولنگر کہتے تھے اور نور محمد چٹھا نے جو اٹھارھویں صدی کے شروع میں ایک بڑا زبردست سردار گذرا ہے اسکی بنیاد ڈالی تھی۔ ۱۷۹۵ء میں رنجیت سنگھ نے غلام محمد چٹھا سے جو اُس وقت یہاں کا حاکم تھا اور جس نے بڑی بہادری سے سکھوں کا مقابلہ کیا تھا۔ اس قصبہ کو فتح کرکے اسکا نام رام نگر رکھا۔ اُس وقت کی کئی ایک عمارات ابتک موجود ہیں۔ سکھوں کی دوسری لڑائی میں جو ۱۸۴۸ء میں ہوئی انگریزوں کو شیر سنگھ کی فوج سے پہلے رام نگر ہی میں مقابلہ پیش آیا تھا۔

یہاں ایک بڑا میلہ جسکو عرس گلاب شاہ کہتے ہیں جون کے مہینے میں ہوتا ہے۔ جو تین دن تک رہتا ہے۔ اِس میں تیس ہزار کے

قریب لوگ گرد نواح کے اضلاع و دیہات سے آتے ہیں۔

چرمی برتن جو تھیلوں اور بوتلوں کا کام دیتے ہیں اسجگہ بنتے ہیں۔

قریب ترین ریلوے سٹیشن اکال گڑھ لاہور سے ۵۸ میل کے فاصلے پہ ہے تیسرے درجے کا کرایہ ۱۵ر ۹ پائی لگتا ہے۔

اکالگڑھ سے رام نگر کو یکّہ جاتا ہے۔ کرایہ ۴ر فی سواری لگتا ہے۔

رام نگر میں سرائے یا دھرم سالہ کوئی نہیں۔ لوگ دریاے چناب کے کنارے پر میدان میں ٹھہرتے ہیں لیکن یورپین لوگوں کے واسطے ایک بنگلہ ہے۔

رائے بریلی

اودھ رہیلکھنڈ ریلوے کا سٹیشن مغل سرائے سے ۱۴۹- اور سہارنپور سے ۳۰۷ میل ہے تیسرے درجے کا کرایہ ان ہر دو مقامات سے ایک روپیہ بارہ آنہ -اور تین روپیہ ۷ر آنہ ۹- پائی ہے۔

یہاں کئی ایک پرانی عمارتیں قابل دید ہیں۔ منجملہ اُنکے ایک مستحکم و وسیع قلعہ ہے۔ جس کو ابراہیم شرقی نے تعمیر کرایا تھا۔ یہ قلعہ دو فیٹ لمبی۔ ایک فٹ موٹی اور ڈیڑھ فٹ چوڑی اینٹوں کا بنا ہوا ہے قلعہ کے وسط میں ایک وسیع پختہ باولی ۱۰۸ گز مدوّر پانی کے سوتوں تک کھدی ہوئی ہے۔ پانی کی سطح کے برابر برآمدے اور حجرے بنے ہوئے ہیں

جواب کسیقدر شکستہ حالت میں ہیں کہتے ہیں کہ جب قلعہ زیر تعمیر تھا تو جس قدر دن کو تیار ہوتا تھا۔ رات کو گر پڑتا تھا۔ بادشاہ نے تنگ آکر یہ ماجرا ایک بزرگ مخدوم سید جعفر سے جو جونپور میں رہتے تھے۔ بیان کیا۔ بزرگ مذکور یہاں آئے اور قلعہ کی جگہ پر پھرے۔ اُس دن پھر کوئی رکاوٹ نہیں ہوئی۔ انہی بزرگوار کا مزار قلعہ کے دروازے کے پاس ہے۔

نوّاب خان جہان کا جو اورنگ زیب کے زمانے میں اُس جگہ کا حاکم تھا عظیم الشان خوشنما محل اور چار خوبصورت مسجدیں دیگر قابل دید عمارتوں میں سے ہیں۔ انمیں سے ایک مسجد بغیر گنبد کی ہے۔ لیکن اُس میں ایک بڑا وسیع دالان ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ مسجد خانہ کعبہ کی نقل ہے چند سال ہوئے دریائے سئی پر ایک خوبصورت پل قرب و جوار کے زمینداروں کے خرچ سے بنایا گیا تھا۔

علاوہ معمولی گورنمنٹ دفاتر اور کچہریوں کے ایک عیسائیوں کا اور ایک اَوَر سکول۔ خیراتی شفاخانہ ہیں۔ شفاخانے کے متعلق غریب خانہ بھی سول سرجن کے زیر اہتمام ہے۔ جہاں محتاج لوگوں کو کھانا اور کپڑا مفت تقسیم ہوتا ہے۔

سٹیشن سے تھوڑے فاصلے پر بازار کیپورگنج میں ایک سرائے اور دو میل کے فاصلے پر ایک ڈاک بنگلہ ہے۔ سٹیشن پر اور شہر میں

سواری ملتی ہے۔

رحیمت پور

ضلع ستارہ کے گورے گاؤں سب ڈویژن میں ایک تجارتی اور متمول قصبہ ہے یہاں ایک مسجد اور ایک خانقاہ قابل دید ہے۔ مسجد سے جنوب مشرق کی طرف قریب سو گز کے فاصلے پر پانی چڑھانے کی مشین ہے جسکا بُرج قریب ۵۰ فیٹ اونچا مغرب کی طرف جُھکا ہوا ہے۔ اسی کے ذریعے سے مسجد کا فوارہ چلتا ہے۔

اس جگہ جج کی کچہری۔ ڈاک خانہ اور دو سکول ہیں۔

سٹیشن کے نزدیک دیسی مسافروں کے لئے قیام گاہ ہے۔ اور رحیمت پور سے ۲ میل کے فاصلے پر موضع سپ میں ڈاک بنگلہ ہے۔

رحیمت پور سدرن مرہٹہ ریلوے کی پونا بیجاپور شاخ پر سٹیشن ہے۔ اسکا فاصلہ پونا سے ½ ۹۰ میل اور تیسرے درجے کا کرایہ ڈاک گاڑی میں ایک روپیہ ۲ آنہ اور سواری گاڑی میں ۱۵ آنہ ۳ پائی ہے۔

رُدولی

اودھ رُہیلکھنڈ ریلوے پر بارہ بنکی سے تقریباً ۲۸ میل مسلمانوں کا ایک بڑا قصبہ اور ضلع کا صدر مقام ہے۔

اس جگہ شاہ احمد صاحب مخدوم شاہ عبدالحق کا مزار ہے۔ کہتے

ہیں اس بزرگ نے یہاں ۶ مہینے کا چلّہ کیا تھا۔ اُنکی یادگار میں ایک سالانہ میلہ تین دن تک ہوتا ہے۔ جسمیں ۵۰ ہزار کے قریب لوگ آتے ہیں۔ ایک اور بڑا بھاری میلہ ایک پاکباز تارکہ عورت زہرہ بی بی کے مزار پر ہوتا ہے۔ آپ رُدولی کے سید جمال الدین کی نابینا صاحبزادی تھیں کہتے ہیں اُنکی آنکھیں بہرائچ میں سید سالار مسعود کے مزار کی زیارت کرنے سے اچھی ہوگئی تھیں۔ یہ میلہ ہر سال جیٹھ کے مہینے کے پہلے اتوار کو ہوتا ہے۔ گرد نواح سے ۶۰ ہزار کے قریب زائرین اس میں آتے ہیں۔

دیسی کپڑے وغیرہ کی تجارت ہوتی ہے۔

رُدولی میں دیسی مسافروں کے لئے دو سرائے ایک پختہ اور دوسری خام ہیں۔ پہلی سٹیشن سے تقریباً ڈیڑھ میل اور دوسری ایک میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ سٹیشن پر ویٹنگ روم ہیں جہاں یورپین لوگ آرام کرسکتے ہیں۔ قصبہ میں اور سٹیشن پر یکّہ کی سواری بکرایہ چار آنہ فی یکّہ ملتی ہے۔

رُدولی اودھ رُہیلکھنڈ ریلوے کی مغل سرائے لکھنؤ شاخ پر لکھنؤ سے ۴۵ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ تیسرے درجے کا کرایہ گیارہ آنے نو پائی ہے۔

رنگون

ملک برہما کا دار الحکومت ہے۔ کہتے ہیں کہ موجودہ شہر رنگون کی جگہ پر دو بھائیوں نے ایک گاؤں کی بنیاد ۵۸۵ برس قبل از مسیح ڈالی تھی۔ یہ دونو شخص پانچسو گاڑیاں سوداگری مال کی لیکر اُس جنگل میں سے گذرے جہاں گوتم رہتا تھا۔ اُنہوں نے اُسکو کچھ شہد نذر کیا اور التجا کی کہ کوئی ایسی شے عنایت کریں جو یادگار رہے۔ گوتم نے اپنے سر کے آٹھ بال اُنکو دیدئے۔ جن کو وہ اپنے ملک کو لے آئے اور رنگون کے قریب ایک پگوڈے میں رکھدئے۔ جو شوے دگن یعنی سنہری پگوڈا کہلاتا ہے۔

رنگون بڑا خوشنما شہر اور ہندوستان میں بمبئی کلکتہ کے سوا سب سے بڑی تجارت گاہ ہے۔ مکانات اکثر لکڑی کے ہیں۔ رنگون میں علاوہ مینار کے وہاں سے چاول نکالنے۔ آرہ کشی۔ تیل نکالنے کے کارخانے سرکاری عمارتیں۔ چھاؤنی۔ جھیلیں وغیرہ دیکھنے کے لائق ہیں یہاں چاول نمک۔ مٹی کے برتن۔ چٹائیاں۔ ریشمی و سوتی کپڑے اور شہتیروں کی تجارت ہوتی ہے۔

خاندان مغلیہ کے آخری بادشاہ دہلی ابو ظفر محمد بہادر شاہ نے اس جگہ جلاوطنی کی حالت میں وفات پائی تھی۔

کلکتہ سے رنگون کو ہر اتوار اور ولایتی ڈاک آنے کے بعد

جہاز روانہ ہوتے ہیں ۔

روپڑ

ضلع انبالہ میں قصبہ اور روپڑ تحصیل کا صدر مقام ہے۔ انبالہ شہر سے ۴۲ میل شمال کی جانب دریائے ستلج پر واقع ہے۔ بڑا پرانا شہر ہے۔ قدیم زمانے میں روپ نگر کہلاتا تھا۔ ۱۷۶۳ء کے قریب یہ مقام ایک سکھ سردار ہری سنگھ کے قبضے میں تھا۔ جس نے ستلج کے جنوب کا ملک کوہستان ہمالہ کے دامن تک دبا لیا تھا۔ ۱۷۹۲ء میں اُسنے اپنی ریاست کے دو حصے کر کے اپنے بیٹوں چڑت سنگھ اور دیوا سنگھ میں تقسیم کر دئے۔ روپڑ چڑت سنگھ کے حصے میں آیا۔ چونکہ ۱۸۴۵ء کی سکھوں کی لڑائی میں یہ خاندان بھی سرکار انگریزی کے مخالف تھا اسلئے ۱۸۴۶ء میں یہ جاگیر ضبط کر لی گئی۔ ستلج میں سے نہر سرہند بھی یہیں سے کاٹی گئی ہے۔

دو بڑے مذہبی میلے یہاں ہوتے ہیں۔ ایک مسلمانوں کا جو جیٹھ کے مہینے میں شاہ خالد صاحب کے مزار پر لگتا ہے اور جس میں پانچ ہزار کے قریب لوگ آتے ہیں۔ دوسرا ہندوؤں کا اشنان میلہ دریائے ستلج کے کنارہ پر ماہ اپریل میں ہوتا ہے۔ دوسرے میلے میں بھی تقریباً اُتنے ہی لوگ جمع ہوتے ہیں۔

سوتی کپڑا، لوہے کے ٹرنک اور لوہے کی اور اور چیزیں یہاں بنتی ہیں

یہاں کئی سرائے اور دھرم سالے ہیں۔ سواری کے لئے تانگے و یکّے ملتے ہیں۔

سرہند لاہور سے ۱۵۴ میل اور دہلی سے ۱۹۵ میل ہے۔ تیسرے درجے کا جداگانہ کرایہ ایک روپیہ تیرہ آنے اور دو روپیہ ساڑھے چار آنے ہیں

روڑی

ضلع شکارپور سندھ میں ایک قصبہ دریائے اٹک کے داہنے یا مغربی کنارے پر ایک ٹیلہ پر واقع ہے۔ کہتے ہیں اسکی بنیاد ۱۲۹۷ء میں سید رکن الدین شاہ نے ڈالی تھی۔ روڑی کو اگر کچھ فاصلے سے دیکھا جائے تو اُسکے عالیشان مکانات جو عموماً ۴ یا ۵ منزلے ہموار چھتوں کے کٹہرے دار بنے ہوئے ہیں نہایت دلکش معلوم ہوتے ہیں۔

یہاں پر مسلمانوں کے مقدس مقامات بہت ہیں۔ لیکن مقام دار مبارک جو شہر کے شمال کی جانب واقع ہے سب سے افضل ہے۔ اس مزار کو اُس وقت کے حاکم میر محمدؐ نے ۱۵۴۵ء میں رسوؐل اکرم کی ریش مبارک کے ایک بال کے واسطے تعمیر کرایا تھا۔ بال موصوف کہربا میں نصب کرکے ایک ہیرے جواہرات سے جڑے ہوئے سونے کے صندوق میں رکھا ہے۔ یہ صندوق خیرپور کے میر علی مراد نے تحفہ کے طور پر اسی غرض کے لئے دیا تھا۔ ماہ فروری میں یہاں پر ایک میلہ ہوتا ہے

جب کہ بال مبارک کی لوگوں کو زیارت کرائی جاتی ہے۔ بال کبھی کھڑا ہو جاتا ہے۔ اور کبھی گر پڑتا ہے۔ جس کو معتقدین معجزہ خیال کرتے ہیں۔

روڑی کے مقابل دریائے اٹک میں خواجہ خضر ایک چھوٹے سے ٹیکرے پر ایک بزرگ کا مزار ہے۔ جس کو ہندو اور مسلمان دونو تعظیم کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ روڑی کے قریب نارتھ ویسٹرن ریلوے نے دریائے اٹک پر لوہے کا بڑا خوبصورت پل بنایا ہے۔

غلّہ۔ تیل۔ گھی۔ نمک۔ سجی۔ چونہ اور میوہ جات کی تجارت ہوتی ہے۔ ٹسر۔ سونے چاندی کے کڑے اور دیگر زیورات بنتے ہیں۔

روڑی میں ایک سرائے ہے۔ سواری مل سکتی ہے۔ یہ قصبہ لاہور سے ۴۸۸ میل پر واقع ہے اور تیسرے درجے کا کرایہ پانچ روپئے ساڑھے گیارہ آنے ہے۔

ردیف س

ساڈھورہ

صوبہ پنجاب کے ضلع انبالہ اور تحصیل نرائن گڈھ میں انبالہ شہر سے ۲۶ میل کے فاصلے پر ایک بہت پُرانا قصبہ ہے۔ محمود غزنوی کے زمانہ تک اسکا پتہ ملتا ہے۔ مئی اور جون کے مہینوں میں یہاں ایک

مسلمان بزرگ کے مزار پر جن کا نام شاہ قمیص تھا۔ اور جنگلی زندگی میں بہت سی کراماتیں اُن سے ظہور میں آئی تھیں، ۷ روز تک بڑا میلہ لگتا ہے جسمیں تخ پچاس ہزار کے قریب لوگوں کا ہجوم ہوتا ہے۔

ساڈھورہ میں موٹا کپڑا بنتا ہے۔ اور دیسی ساخت کی اشیاء کی تجارت بھی ہوتی ہے۔ یہاں ایک کارخانہ ہے۔ جس میں مطبع ہے۔ چھپائی کا کام ہوتا ہے۔ آٹا پیسا جاتا ہے معمولی اشیاء خوردنی و پوشیدنی باہر سے آتی ہیں۔

ساڈھورہ سے قریب ترین سٹیشن براڑہ نارتھ ویسٹرن ریلوے پر ہے۔ جو یہاں سے براستہ پختہ سڑک ۷ میل اور دہلی سے ریل میں ۱۴۷ میل ہے۔ دہلی سے تیسرے درجے کا کرایہ براڑہ تک ایک روپیہ ساڑھے گیارہ آنے لگتا ہے۔ براڑہ سے ساڈھورہ تک یکے۔ تانگے۔ اونٹ گاڑیاں چلتی ہیں۔ کرایہ حسب ذیل ہے:- یکہ ۸ر۔ تانگہ ۱۲ر اونٹ گاڑی فی کس ۴ر۔

قصبہ میں سرائے کوئی نہیں۔ البتہ چار دھرم سالے ہیں ایک ڈاک بنگلہ بھی ہے۔ اور وہ محکمہ پبلک ورکس والوں کی تحویل میں ہے۔

سترکھہ

صوبہ آگرہ اور اودھ کے ضلع بارہ بنکی میں قصبہ اور سترکھہ پرگنہ کا

صدر مقام ہے بارہ بنکی سے ۵ میل جنوب مشرق کی طرف واقع ہے۔
اسکی بنیاد ایک ہندو راجہ سترکھ نے ڈالی تھی۔ لیکن مسلمانوں نے
محمود غزنوی کے رشتہ دار سالار ساہو کے ماتحت اس کو فتح کیا۔ سالار
ساہو کا اسی جگہ انتقال ہوگیا۔ اور اُسکے مزار پر سالانہ میلہ لگنے لگا جو
اب تک جاری ہے۔ یہ میلہ ہمیشہ ہندی ماہ جیٹھ (مئی۔ جون) کے پہلے بدھ
کو ہوتا ہے۔ اس میں اٹھارہ ہزار کے قریب لوگ آتے ہیں۔
بارہ بنکی سے یکے۔ اور بیل گاڑیاں سترکھ جانے کے لئے بکرایہ
آٹھ آنہ فی کس کے حساب سے مل سکتی ہیں۔ سترکھ میں سرائے دھرمسالہ
وغیرہ کوئی نہیں۔ زائرین کو اپنے رہنے کا خود انتظام کرنا پڑتا ہے۔
بارہ بنکی اودھ رہیلکھنڈ ریلوے پر لوپ یعنی شاخ کے راستہ لکھنؤ
سے ۱۷ میل ہے۔ تیسرے درجے کا کرایہ پونے چار آنہ لگتا ہے۔

سخی سرور

ضلع ڈیرہ غازیخاں میں ایک مشہور مسلمان بزرگ حضرت
سیدی احمد کا جو بعد میں سخی سرور کے نام سے مشہور ہوئے مزار ہے۔
جو سلسلہ کوہ سلیمان کے دامن میں ایک پہاڑی ندی کے کنارہ پر
واقع ہے۔ اسکی کیفیت یوں بیان کی جاتی ہے کہ ۱۲۰۰ء میں سیدی
احمد صاحب فقیر ہوگئے۔ اور چونکہ اُن سے کئی کرامتیں وقوع میں آئی تھیں

بادشاہ دہلی نے چار نچریں زر و مال کی اُنکی نذر کیں۔ جس سے یہ مزار بنایا گیا۔ مزار سے دریا تک خوبصورت سیڑھیاں بنی ہوئی ہیں۔ کہتے ہیں اُنکو لاہور کے تین ہندو سوداگروں نے تعمیر کرایا تھا۔ یہاں ہندو اور مسلمانوں کی عمارات کا ایک عجیب مجموعہ ہے۔ جن میں سخی سرور صاحب اور اُنکی بیوی کے مزار۔ باوا نانک صاحب کی سمادہ اور ایک ٹھاکردوارہ شامل ہیں۔ یہاں سال بھر ہر مذہب کے لوگ آتے رہتے ہیں۔

سخی سرور صاحب کے والد بغداد سے تشریف لائے تھے۔ اور سیالکوٹ میں پہنچکر وہیں مقیم ہو گئے تھے۔

سخی سرور جانے کے لئے نارتھ ویسٹرن ریلوے کا غازی گھاٹ سٹیشن قریب ہے۔ وہاں سے دریائے کو عبور کر کے ڈیرہ غازیخاں میں سواری مل سکتی ہے۔ غازی گھاٹ لاہور سے براستہ ملتان ۲۵۵ میل ہے۔ تیسرے درجہ کا کرایہ ۲ روپیہ ۱۵ ر آنہ ۹- پائی لگتا ہے۔

سرنگاپٹم

ریاست میسور کا سابق دارالخلافہ دریائے کاویری میں ایک ٹاپو پر واقع ہے۔ مورخوں کے نزدیک اس شہر کی سرکار انگریزی اور سلطان ٹیپو کی لڑائیوں کا مرکز ہونے کی وجہ سے بڑی عظمت ہے۔ ۱۷۹۲ء میں لارڈ کارنوالس نے اسی جگہ ٹیپو سے صلح کا عہدنامہ

لکھوایا تھا اور ۱۷۹۹ء میں جنرل ہیرس نے ٹیپو کو شکست دی تھی اور اسی لڑائی میں ٹیپو مارا گیا تھا۔ سیاحوں کے لئے یہاں مفصلہ ذیل مقامات قابل دید ہیں۔ شکستہ فصیل۔ ڈنجن۔ ڈی ہیولینڈ آرچ۔ رانگا کا مندر۔ جامع مسجد۔ ولزلی پل۔ (جسے دیسیوں نے تعمیر کرایا ہے) اور قلعہ شہر۔

قلعہ کے مشرقی جانب "دریا دولت" باغ ہے جس میں ٹیپو سلطان کا موسم گرما میں رہنے کا محل ہے جو بعد میں ڈیوک آف ولنگٹن کا رہایش گاہ بنا۔ اسکی دیواروں پر دیسی مصوّروں نے طرح طرح کی تصویریں اور گلکاریاں کی ہوئی ہیں۔ جو دیکھنے والیکو محفوظ کرتی ہیں۔ ذرا اور مشرق کی طرف گنجام کے گرد نواح میں لال باغ ہے۔ جس میں ٹیپو سلطان نے اپنے باپ حیدر علی کا مقبرہ بنوایا تھا اور جس میں وہ خود بھی مدفون ہے۔ اسکے آبنوسی دروازے جن پر ہاتھی دانت کا خوبصورت کام کیا ہوا ہے لارڈ ڈلہوزی کا عطیہ ہیں۔ سٹیشن سے حیدر علی کے مقبرہ تک تین میل کا فاصلہ ہے۔

سٹیشن ماسٹر سرنگا پٹم کو درخواست کرنے سے گاڑیاں مل سکتی ہیں۔ سٹیشن سے ڈیڑھ میل کے فاصلے پر ڈاک بنگلہ ہے یہاں مسافروں کو کھانے وغیرہ کا انتظام خود کرنا پڑتا ہے۔

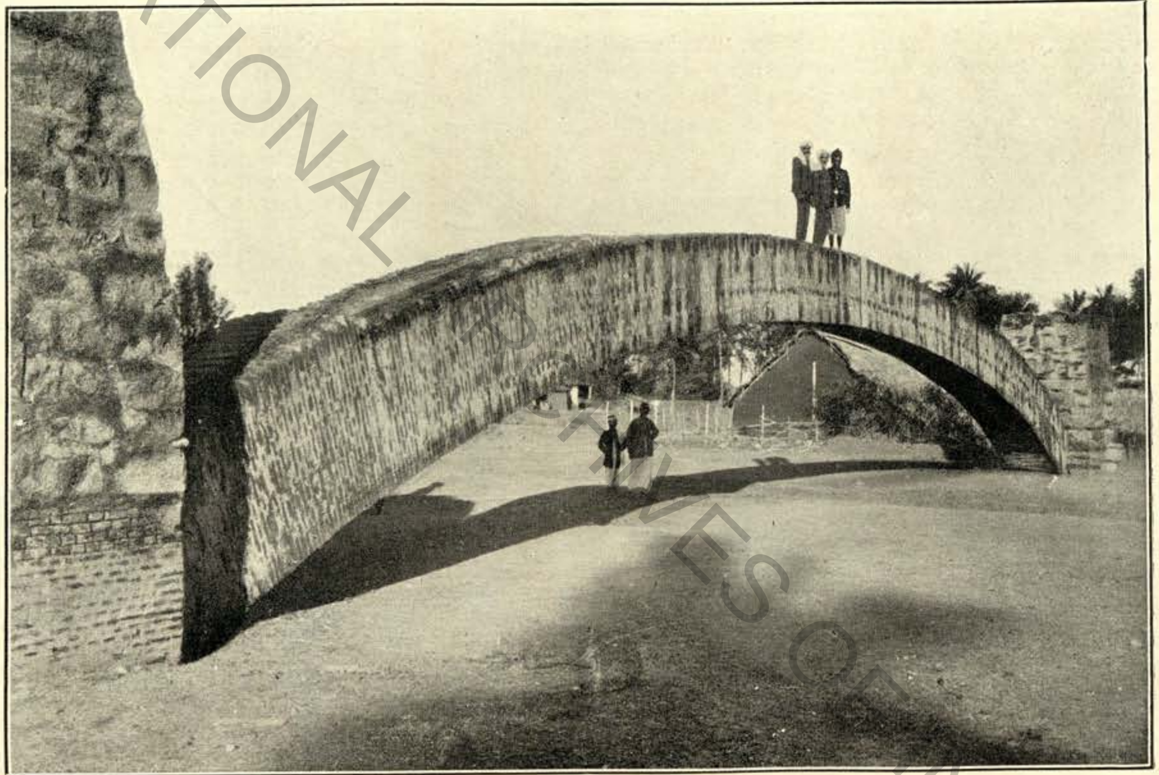
سرنگاپٹم سدرن مرہٹہ ریلوے کی شاخ میسور بنگلور ریلوے کے رستے میسور سے ۹ میل کے فاصلے پر ہے۔ تیسرے درجہ کا ڈاک گاڑی کا کرایہ دو آنے اور سواری گاڑی کا کرایہ ڈیڑھ آنہ ہے۔

سرہند

صوبہ پنجاب کی ریاست پٹیالہ میں ایک پرانا اور مشہور تاریخی شہر اور نارتھ ویسٹرن ریلوے کا سٹیشن ہے۔ اس کا فاصلہ دہلی سے ۱۹۵ میل اور تیسرے درجے کا کرایہ دو روپے ساڑھے چار آنے ہیں۔

یہاں دو مسلمان بزرگوں کے مزار ہیں۔ جہاں ہر سال دسمبر اور اپریل کے مہینوں میں بڑے بھاری میلے ہوتے ہیں۔ ان میں سے ایک مزار حضرت مجدد الف ثانی کے نام سے مشہور ہے۔ کثیر التعداد زائرین زیارت کے لئے یہاں ہندوستان اور دیگر اسلامی ممالک سے آتے ہیں۔ امیر افغانستان اور انکے بزرگ مجدد صاحب کے مریدان خاص میں سے ہیں۔ علاوہ ازیں باغ عام خاص اور گردوارہ صاحب دیکھنے کے مقام ہیں۔

اس قصبہ میں سرائے اور دھرم سالے بھی ہیں۔ ٹیکے سٹیشن پر ملتے ہیں۔



آزمایشي پل - سرنگا پٹم

سری نگر

شمالی ہندوستان میں ریاست کشمیر کا پایہ تخت ہے۔ اور کشمیر کی پُر فضا جنت نشان سرزمین میں دریائے جہلم کے دونوں کناروں پر واقع ہے۔ یہ شہر دریا کے کناروں پر تقریباً دو میل تک دو مساوی حصوں میں چلا گیا ہے۔ جن کو پلوں کے ذریعہ سے ملایا ہوا ہے۔ اس جگہ کئی خوشنما گھاٹ بنے ہوئے ہیں۔ شہر میں بہت سی نہریں ہیں۔ شہر کے مختلف حصوں میں بہتیرے بازار اور منڈیاں ہیں۔ جن میں سے مہاراج گنج کی منڈی بہت خوبصورت ہے۔ وہاں سے وہ کشمیری ساخت کی کل اشیا فوراً دستیاب ہوسکتی ہیں۔

جھیل ڈل جس کا انگلستان کے مشہور شاعر نے اپنی کتاب لالہ رخ میں نہایت خوبی سے نقشہ کھینچا ہے شہر کے شمال مشرق کی جانب واقع ہے۔ اس جھیل کا طول تقریباً ۵ میل اور عرض آڑھائی میل ہے۔ بہت سے مقامات پر اسکی سطح پر کشمیر کے پُر فضا بہنے والے باغات دکھائی دیتے ہیں۔ یہ عجیب وغریب اور دلکش باغات اس جھیل پر عام ہو گئے ہیں۔ ان میں کھیرے۔ ککڑی اور خربوزے کثرت سے پیدا ہوتے ہیں۔

بادشاہ جہانگیر کی بنائی ہوئی ایک نہایت ہی خوبصورت

سیر گاہ یعنی شالامار باغ۔ نسیم "راحت باغ" جو دوسری دلفریب سیر گاہ ہے۔ اور جسکی بابت قیاس ہے کہ اکبر نے بنائی تھی۔ نشاط باغ اور سواد شہر کی دیگر سیر گاہیں قابل دید ہیں۔

شہر کی بڑی بڑی عمارات یہ ہیں۔ بارہ دری۔ قلعہ۔ محل۔ سنکراچاریا۔ مندر اور تخت سلیمان جہاں سے شہر کا ایک عمدہ نظارہ معلوم ہوتا ہے۔

گلمرغ جو کشمیر کا صحت بخش مقام ہے۔ یہاں سے اٹھائیس میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ اس جگہ کا نظارۂ جانفزا بھی دیکھنے کے قابل ہے۔ مگر اسکی سڑک پر صرف گھوڑا چل سکتا ہے۔

قصہ کوتاہ اس سرزمین کی خوبصورتی و رعنائی کو پورے پورے طور پر قلمبند کرنا ناممکن ہے۔

پنجاب سے کشمیر کو پانچ سڑکیں جاتی ہیں۔ مری کا رستہ نزدیکتر ہے۔ مگر پیر پنجال کا رستہ خوبصورتی میں سب پر سبقت لے گیا ہے۔ راولپنڈی اور مری میں تانگے اور یکے بکثرت ملتے ہیں۔ راولپنڈی سے سری نگر تک یکہ کا کرایہ ستائیس اور تیس روپیہ کے درمیان ہوتا ہے۔ اور سفر پانچ دن میں طے ہوتا ہے۔ تمام منازل پر دیسیوں اور انگریزوں کے لئے آرام گاہیں موجود ہیں۔

راولپنڈی کلکتہ سے بذریعہ ایسٹ انڈین و نارتھ ویسٹرن ریلوے ۱۳۹۲ میل ہے۔ تیسرے درجے کا کرایہ ۱۴ روپیہ ایک آنہ لگتا ہے بمبئی سے بذریعہ جی۔آئی۔پی و نارتھ ویسٹرن ریلوے فاصلہ ۱۴۸۶ میل اور تیسرے درجے کا کرایہ ۱۵ روپیہ ۱۱ آنہ ہے۔ اور بمبئی بڑودہ لائن کے رستے فاصلہ ۱۲۷۰ میل اور تیسرے درجے کا کرایہ بارہ روپئے نو آنے ہے۔

سکندرہ

صوبہ آگرہ اور اودھ کے ضلع الہ آباد تحصیل پھول پور میں ایک گاؤں ہے اسکے شمال مغرب کی طرف تقریبًا ڈیڑھ میل کے فاصلے محمود غزنوی کے مشہور و معروف جرنیل سید سالار مسعود کا مزار جس پر ہر سال مئی کے مہینے میں ایک میلہ لگتا ہے۔ اس میلہ میں پچاس ہزار کے قریب مسلمان زائرین آتے ہیں۔

سکندرہ میں کوئی سرائے وغیرہ نہیں اور نہ ہی یہاں پہنچنے کے لئے گاڑیاں مل سکتی ہیں۔ اس سے نزدیک ترین ریلوے سٹیشن سرائے چاندی ہے جو بذریعہ اودھ روہیلکھنڈ کی شاخ الہ آباد جونپور ریلوے یہاں سے تین میل کے فاصلے پر ہے۔ سٹیشن سرائے چاندی الہ آباد سے ۱۶ میل ہے اور تیسرے درجہ کا کرایہ سوا تین آنے ہے۔

سلطان پور

صوبہ پنجاب کے ضلع گورداسپور کی تحصیل پٹھانکوٹ میں ایک گاؤں ہے جو نارتھ ویسٹرن ریلوے کی امرتسر پٹھانکوٹ شاخ کے جاکولاری سٹیشن سے دو میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ یہاں پر جولائی کے مہینے میں سخی سرور سلطان کا میلہ دو دن تک بڑے زور شور سے ہوتا ہے جس میں دس ہزار کے قریب لوگ جمع ہوتے ہیں۔

گاؤں میں کوئی سرائے یا دھرم سالہ نہیں اور نہ جاکولاری سٹیشن پر کوئی سواری ملتی ہے۔ جاکولاری سٹیشن امرتسر سے ۵۹ میل ہے۔ اور تیسرے درجے کا کرایہ گیارہ آنے ہے۔

سیالکوٹ

صوبہ پنجاب میں۔ شہر۔ چھاؤنی۔ اور ضلع سیالکوٹ کا صدر مقام ہے جو نارتھ ویسٹرن ریلوے کی وزیرآباد۔ جموں شاخ پر پشاور سے ۲۵۳ میل اور دہلی سے ۳۸۰ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ تیسرے درجے کا کرایہ ان ہر دو مقامات سے ۲۔ روپیہ ۱۵ آنے ۲ پائی اور ۴ روپے ۸ آنے ۲ پائی ہے کہتے ہیں کہ اس شہر کو پانڈوں کے چچا راجہ سال نے بسایا تھا۔ ۸۰ء کے قریب راجہ سالباہن نے اسکو نئے سرے سے آباد کر کے اپنا دارالخلافہ بنایا۔ یہ وہی سالباہن

تھا۔ جسکے بیٹے رسالو کے کارناموں کے بہت سے قصّے ہندو لوگوں میں مشہور ہیں۔ راجہ رسالو گکھڑوں کے سردار راجہ ہودی سے بہت عرصہ تک لڑتا رہا۔ اور آخر جب شکست کھائی تو اس نے اس شرط پر راجہ ہودی سے صلح کر لی کہ راجہ ہودی سے اپنی بیٹی کی شادی کر دے۔ چونکہ راجہ رسالو کے کوئی اولاد نرینہ نہ تھی۔ اس لئے اُسکی وفات کے بعد اُسکی بیٹی راج کی وارث ہوئی۔

سیالکوٹ بڑا فراخ اور خوبصورت و سُتھرا شہر ہے۔ بازار کشادہ ہیں۔ صفائی کا انتظام عمدہ ہے۔

یہ شہر تجارت کا بڑا مرکز ہے۔ سوسی کا کپڑا اور کاغذ بنتا ہے۔ یہاں کے بھا بڑے تاجر بہت دولتمند ہیں۔

شہر میں مسافروں کے اُترنے کے لئے بہت سی سرائے ہیں اور چھاؤنی میں سٹیشن سے ۲½ میل کے قریب ایک ڈاک بنگلہ ہے۔ گاڑیاں اور یکّے ہر وقت کرایہ پر ملتے ہیں۔

اس شہر میں مندرجہ ذیل عمارات قابل ذکر ہیں۔

(۱) قلعہ جو اب منہدم ہو گیا ہے۔

(۲) تیج سنگھ کا مندر۔

(۳) بابا نانک صاحب کا مزار۔ یہاں ہر سال سکھوں کا بڑا بھاری

میلہ لگتا ہے۔

(۴) دربار باولی صاحب۔ یہ ایک مسقف کنواں ہے۔ جو ایک سکھ راجپوت نے بنوایا تھا۔ یہ بھی سکھوں کی بڑی متبرک جگہ ہے۔

(۵) امام علی الحق صاحب کا مزار۔ بڑی خوبصورت عمارت ہے۔ علاوہ انکے ضلع کے دفاتر وغیرہ بھی ہیں۔

چھاؤنی سیالکوٹ شہر سے قریب ایک میل شمال کی طرف واقع ہے۔ بڑی فراخ اور خوبصورت بنی ہوئی ہے۔ اسکا پُرفضا باغ عامہ ۲۷۔ ایکڑ زمین گھیرے ہوئے ہے۔ اسمیں کھیلنے کے میدان۔ سٹیشن۔ لائبریری اور ریڈنگ روم (پڑھنے کے کمرے) ہیں +

سیپی

ملک پنجاب میں ضلع شملہ کی ایک چھوٹی سی پہاڑی ریاست کوٹی میں ایک گاؤں ہے۔ کوٹی کے والی ریاست کو سرکار انگریزی سے ان خدمات کے صلے میں جو اسنے ۱۸۵۷ء کے غدر میں کی تھیں راناکا خطاب ملا ہوا ہے۔ اسکا خاندان پٹنہ سے آیا تھا۔ مشوبرہ جو نواح شملہ میں واقع ہے۔ کوٹی کا علاقہ ہے مشوبرے کے مشرق کیطرف ایک گھاٹی میں موضع سیپی ہے جہاں ہر سال مئی کے مہینے میں ایک میلہ ہوتا ہے۔ گرد نواح کی پہاڑیوں کے علاوہ شملے کے دیسی

دیورپین شائقین بھی بہت کثرت سے جاتے ہیں۔ نالدیرہ بھی کوٹی ریاست میں ایک چھوٹا سا گاؤں ہے جو ایک فیح وخوشنماء میدان پر واقع ہے جہاں سے دریائے ستلج صاف دکھائی دیتا ہے۔ اس گاؤں کے قریب ویار کا ایک خوبصورت گھنا جنگل ہے جس میں یورپین لوگ شملے سے بغرض تفریح آکر اپنے خیمے نصب کرتے ہیں۔ سیپی گاؤں شملہ سے تقریباً سات میل ہے اور نالدیرہ تقریباً بارہ میل ان ہر دو مقامات کے لئے شملے میں رکشا گاڑیاں اور گھوڑے مل سکتی ہیں

سیہوان

ملک سندھ کے ضلع کراچی۔ تعلق سیہوان میں ایک بڑا قصبہ اور نارتھ ویسٹرن ریلوے کی شاخ کوٹری روڑی کا سٹیشن لاہور سے ۶۶۶۔ اور کراچی شہر سے ۱۹۲ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ لاہور سے تیسرے درجے کا کرایہ ۸۔ روپے ۱۵ ر آنہ ۹ پائی۔ اور کراچی سے ۲۔ روپیہ۔ ۴ ر آنہ ہے۔ یہاں ایک مسلمان بزرگ شاہ باز کا مزار ہے جس پر ہر سال اکتوبر کے مہینے میں بڑا بھاری میلہ ہوتا ہے۔ اس میلے پر ۱۵ ہزار کے قریب لوگ دور دور سے آتے ہیں۔ اور انکے چڑھاؤں سے اس جگہ کے بہت لوگ پرورش پاتے ہیں۔ مزار کی عمارت چوگوشہ گنبددار ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ عمارت ۱۳۵۶ء میں بنی تھی خاندان

ترکمان کے مرزا جام نے اِن بزرگ کا اس سے بھی بڑا مزار بنوایا جو ۱۶۳۹ء میں تیار ہوا اِسکے پھاٹک جنگلے اور کلس بطلہ میر کرم علیخاں تل پور چاندی کے ہیں۔ قلعہ بھی جسکی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ سکندر اعظم کے زمانے کا ہے۔ قابل دید ہے۔

سیہوان بڑا پرانا شہر ہے۔ کہتے ہیں کہ ۷۱۳ء میں جبکہ محمد قاسم نے اول ہی اوّل حملہ کیا یہ شہر موجود تھا۔ قالین۔ موٹا سوتی کپڑا اور مٹی کے برتن بنتے ہیں شہر میں ایک دھرم سالہ مسافروں کی آرام کے لئے ہے

ردیف ش

شاہ پور

یہ قصبہ ضلع شاہ پور پنجاب کا صدر مقام دریائے جہلم کے بائیں کنارے لب دریا سے دو میل پر واقع ہے۔ اسکے مقابل دریا کے دوسرے کنارے پر نزدیک ترین ریلوے سٹیشن خوشاب نارتھ ویسٹرن ریلوے پر لالہ موسیٰ جنکشن سے ۱۰۵ میل کے فاصلے پر ہے۔ یہ قصبہ سیدوں نے بسر کردگی شاہ شمس آباد کیا تھا۔ جنکی اولاد اب تک وہاں آباد ہے۔ شاہ شمس ایک کامل ولی مانے جاتے ہیں۔ اور اُنکے مزار پر جو شہر سے جانب شرق واقع ہے۔ ہر سال اپریل کے مہینے میں بڑا میلہ لگتا ہے۔

جو تین دن تک رہتا ہے۔ اس میلہ پر نو ہزار کے قریب لوگ دور دور سے آتے ہیں۔ اس قصبہ کی سڑکیں کشادہ اور سایہ دار ہیں اور موسم گرما میں اُن پر ایک برساتی نہر سے جو شہر میں سے گذرتی ہے چھڑکاؤ کیا جاتا ہے۔ یہاں ایک چھوٹا خوشنما بازار، تین باغ اور ایک سرائے ہے۔ شاہپور کی مال مویشی منڈی بھی دور دور تک مشہور ہے۔

تیسرے درجے کا کرایہ لالہ موسٰے سے خوشاب تک ایک روپیہ ۳ آنہ ۹ پائی لگتا ہے۔

شاہدرہ

ضلع لاہور میں شہر لاہور سے ۳ میل دریائے راوی کے بائیں کنارے پر ایک گاؤں اور نارتھ ویسٹرن ریلوے کا سٹیشن ہے۔ مغلوں کی عمارات کا ایک عمدہ نمونہ یعنی جہانگیر کا مقبرہ یہاں پر قابل دید ہے۔ اسی کے قریب ملکہ نور جہاں اور اُسکے بھائی آصف خاں کے مزار شکستہ حالت میں پڑے ہیں۔ ہر سال ماہ جون میں اس جگہ قدم دھوڑکل کا میلہ ہوتا ہے۔ جس میں چھ ہزار کے قریب لوگوں کا ہجوم ہوتا ہے۔

شاہدرہ لاہور سے ریل کے راستہ ۵ میل ہے۔ تیسرے درجے کا کرایہ ایک آنہ لگتا ہے۔ شہر میں شاہدرہ جانے کو ٹمٹمیں اور گاڑیاں

ملتی ہیں۔ معمولی کرایہ مقبرہ تک فی کس تین آنہ اور ریلوے پل تک جو مقبرے سے نصف میل دور ہے ایک آنہ لگتا ہے۔

شاہدرہ (دہلی)

صوبہ آگرہ واودھ کے ضلع میرٹھ تحصیل غازی آباد میں ایک قصبہ ہے جسکو شاہ جہان نے اسی نام سے فوج کو رسد پہنچانے کی غرض سے آباد کیا تھا۔ بھرت پور کے جاٹ سورج مل نے اسے پہلی دفعہ تاراج کیا اور احمد شاہ ابدالی نے پانی پت کی لڑائی سے پہلے اسی میں لوٹ مار کی ہر سال جولائی کے مہینے یہاں ایک بڑا بھاری میلہ تیج کے نام سے ہوتا ہے جسمیں تقریباً بیس ہزار آدمیوں کا ہجوم ہوتا ہے جن میں سے ۱۵۰۰۰ بذریعہ ریل آتے ہیں۔ یہاں جوتیوں اور چمڑے کی بڑی تجارت ہوتی ہے۔ قصبے میں کھانڈ کے کارخانے ہیں۔ کوتوالی۔ ڈاک خانہ اور ایک عمدہ سرائے موجود ہے۔

شاہدرہ دہلی سے ۴ میل پر ہے۔ اور تیسرے درجے کا کرایہ نو پائی ہے۔

شاہ نور جمال

صوبہ پنجاب میں شہر ہوشیارپور سے مشرق کی جانب ۹ میل کے فاصلے پر ایک گاؤں ہے جہاں ایک مشہور و معروف ولی کا مزار ہے جسکے

مہینے میں دوسری جمعرات کو یہاں ایک بڑا بھاری عرس لگتا ہے جس میں دور دراز سے لوگ کثرت سے آتے ہیں۔

روضہ کے قریب ہی پہاڑی میں ایک قدرتی سرنگ ہے جسمیں سے آدمی بمشکل گذر سکتا ہے۔ اسکی بابت لوگوں میں مشہور ہے کہ ایک دفعہ یہ بزرگ اپنی قیام گاہ سے بارہ سال کے واسطے کہیں چلے گئے اور جب واپس آئے تو ایک ہندو جوگی کو اس جگہ پر قابض پایا۔ جب دونوں میں تکرار ہوئی تو جوگی نے شاہ صاحب سے کہا کہ کوئی کرامت دکھاؤ تاکہ آپ کی سچائی ثابت ہو۔ یہ کہکر اس نے اپنی لکڑی کی جوتی اُچھال دی جو ہوا میں اُڑنے لگی۔ اسپر شاہ صاحب نے اپنی چرمی جوتی اُچھالی۔ جو جوگی کی جوتی کو نیچے لے آئی۔ یہ دیکھ کر جوگی نے اپنا سر پہاڑی سے ٹکرایا۔ اور یہاں سے تیس میل کے فاصلے پر گاگن پہاڑی کے قریب جو قصبہ دسوہہ ضلع ہوشیارپور سے نو میل ہے پہنچ گیا۔ اس جوگی کا مزار وہاں موجود ہے۔ اور اسپر ہر سال ایک چھوٹا سا میلہ ہوتا ہے۔

شاہ نور جمال میں کئی ایک عجیب عجیب درخت ہیں۔ بالخصوص ایک درخت بہت مشہور ہے۔ کیونکہ اس میں بہت اقسام کے پتے لگتے ہیں۔

ہوشیارپور سے نزدیک ترین ریلوے سٹیشن نارتھ ویسٹرن ریلوے

لائن پر جالندھر شہر ہے جو لاہور سے ۸۱ میل پر واقع ہے اور جس کا تیسرے درجے کا کرایہ سوا پندرہ آنے ہے۔ مسافروں کے واسطے ہوشیارپور میں سرائے اور ڈاک بنگلہ موجود ہے اور نورجمال تک یکے مل سکتے ہیں۔

شاہ پور

صوبہ پنجاب کے ضلع گورداسپور میں پٹھانکوٹ کے قریب ایک گاؤں ہے ہر سال ستمبر کے مہینے یہاں ایک بڑا بھاری میلہ ہوتا ہے جو سیر کہلاتا ہے۔ چھ ہزار کے قریب لوگ اس میلے میں آتے ہیں۔

پٹھانکوٹ نارتھ ویسٹرن ریلوے کی امرتسر پٹھانکوٹ شاخ پر شہر امرتسر سے ۶۷ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ تیسرے درجے کا کرایہ ساڑھے بارہ آنہ ہے۔

پٹھانکوٹ میں ایک سرائے موجود ہے۔ یکہ کی سواری ملتی ہے۔

شملہ

گورنمنٹ ہند کا موسم گرما کا صدر مقام ہے۔ جو سطح سمندر سے ۷۰۰۰ سے ۸۰۰۰ فیٹ تک بلندی پر واقع ہے۔ یہ مقام جاکو پہاڑ سے ویسریگل لاج (حضور وائسرائے کے محل) تک اور چھوٹے شملہ سے بالوگنج تک پھیلا ہوا ہے۔ شملہ میں سب سے پہلا گھر پولیٹیکل ایجنٹ

لفٹنٹ راس نے ۱۸۱۹ء میں بنایا تھا۔ رفتہ رفتہ یہ جگہ ہر دل پسند ہوتی گئی۔ یہانتک کہ لارڈ ایمہرسٹ پہلے گورنر جنرل ہند نے مختصر سے سٹاف کے ساتھ ۱۸۲۷ء کا موسم گرما اسی جگہ بسر کیا۔ شملہ کی آب وہوا صحت بخش وخوشگوار اور آس پاس کا نظارہ نہایت ہی دلفریب ہے۔ یہاں بہت سے نفیس ہوٹل ہیں جن میں سے سسل ہوٹل چوڑے میدان میں ڈاک خانہ کے سامنے۔ لوری کا ہوٹل۔ میٹروپول ہوٹل ویونائیٹڈ سروس کلب۔ ٹھنڈی سڑک پر۔ الیزیم ہوٹل۔ لانگ وڈ (لاری کا) ہوٹل ڈاک خانہ سے ایک میل کے فاصلے پر شمال کیطرف ایک پہاڑی پر اور پلیٹی کا ہوٹل تار گھر کے اوپر کی طرف سڑک پر واقع ہیں۔ دیسی لوگوں کے لئے گاڑی سڑک پر پرانے ٹکے خانے کے قریب ایک عمدہ سرائے ہے جس میں ۸۔ آنہ فی یوم فی کمرہ کرایہ لگتا ہے۔

کالکا سے جو دامن کوہ میں شملہ سے ۶۰ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ کالکا شملہ کی پہاڑی ریل شملہ تک جاتی ہے۔ تیسرے درجے کا کرایہ ۳۔ روپیہ ۴/ آنہ لگتا ہے۔ یہ لائن بھی عجائبات میں سے ہے۔ اور دیکھنے کے لائق ہے۔

شملہ کلکتہ سے ۱۱۳۵ میل اور تیسرے درجہ کا کرایہ ۱۴۔ روپیہ

ایک آنہ۔ اور بمبئی سے فاصلہ ۱۲۲۹ میل اور ڈاک گاڑی میں تیسرے درجے کا کرایہ ۱۸۔ روپیہ ۱۵۔ آنہ ہے۔

شموگہ

سدرن مرہٹہ ریلوے پر سٹیشن اور ضلع شموگہ کا صدر مقام ہے۔ اس میں ضلع کے معمولی سب دفاتر و کچہریاں موجود ہیں۔ یہاں سے ۶۴ میل کے فاصلے پر جیرسپہ کی ساری دنیا میں عظیم الشان آبشار ہیں۔ جو دیکھنے کے لائق ہیں۔ اُن میں سے ایک جس کا نام راجہ ہے۔ ۸۳۰ فیٹ کی بلندی سے گرتی ہے۔ ان آبشاروں کے دیکھنے کے لئے موسم سرما نہایت مناسب ہے میسور گورنمنٹ کا ڈاک کا یکہ ہر روز ساگر تک جاتا ہے۔ جو یہاں سے ۴۵ میل ہے۔ ایک سواری کا ۳۔ روپیہ کرایہ لگتا ہے۔ باقی ماندہ سفر طے کرنے کے لئے عاملدار ساگر کو ۲۴ گھنٹے پہلے اطلاع دینے سے سواری کا انتظام ہو سکتا ہے۔

ساگر میں ایک نفیس ڈاک بنگلہ ہے۔ آبشاروں کے پاس بھی دو بنگلے ہیں۔ جن میں ہر قسم کا سامان موجود ہے۔ لیکن کھانے کے لئے سیاحوں کو خود انتظام کرنا چاہیئے۔

شموگہ پونا سے ۵۳۲ میل ہے۔ تیسرے درجہ کا کرایہ ڈاک

گاڑی میں ۶۔ روپیہ ۱۳۔ آنہ۔ ۶۔ پائی۔ اور سواری گاڑی میں ۵۔ روپیہ ۸۔ آنہ۔ ۹۔ پائی لگتا ہے۔

شیخ بھیرکیو

ضلع حیدرآباد سندھ کے ڈیرہ محبت تعلق میں گاؤں ہے۔ جو نارتھ ولیسٹرن ریلوے کی بدین۔ حیدرآباد کوٹڑی شاخ پر ٹانڈو محمد خاں سٹیشن سے ۱۲ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔

یہاں ایک مسلمان بزرگ کے مزار پر ہر سال ستمبر کے مہینہ میں میلہ ہوتا ہے۔ جس میں دو ہزار کے قریب زائرین کا مجمع ہوتا ہے گاؤں میں مسافروں کے لئے ایک سرائے ہے۔ اور ٹانڈو محمد خاں سٹیشن پر سواری کے لئے اونٹ ملتے ہیں۔

ٹانڈو محمد خاں حیدرآباد سے ۲۲ میل ہے۔ تیسرے درجے کا کرایہ چار آنے لگتا ہے۔

شیر گڈھ

صوبہ پنجاب کے ضلع منٹگمری۔ تحصیل دیپالپور میں گاؤں ہے اس میں ایک مسلمان بزرگ حضرت داؤد بندگی کا مزار ہے۔ اسپر ہر سال مارچ کے مہینے بڑی دھوم سے میلہ ہوتا ہے جس میں چھ ہزار ہندو و مسلمان زائرین آتے ہیں۔ کہتے ہیں اس بزرگ نے

اپنی حیات میں بہت سی کرامتیں دکھائی تھیں۔

شیر گڈھ میں کوئی سرائے نہیں۔ لوگ پرانے مکانات میں ٹھہرتے ہیں۔ یہ گاؤں نارتھ ویسٹرن ریلوے کے وان رادہارام سٹیشن سے ۱۰ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ وان رادہارام میں شیر گڈھ جانے کے لئے یکّے ملتے ہیں۔

وان رادہارام کراچی لاہور لائن پر لاہور سے ۶۰ میل ہے تیسرے درجے کا کرایہ سوا گیارہ آنے ہے۔

ردیف ع

عبدالحکیم

صوبہ پنجاب کے ضلع ملتان تحصیل کبیر والہ میں نارتھ ویسٹرن ریلوے کی وزیر آباد کھینوال لائن پر ایک سٹیشن ہے۔ مقام اتصال وزیر آباد سے ایک سو اسی میل اور قدیم شہر ملتان سے ۵۳ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ وزیر آباد اور ملتان سے تیسرے درجہ کا جداگانہ کرایہ دو روپئے پونے دو آنے اور دس آنے ہے۔

ہر سال اپریل اور جون کے مہینوں میں یہاں دو بڑے بھاری میلے ہوا کرتے ہیں۔ جن میں سے ایک رامچندر جی کی یاد میں اور دوسرا

مسلمانوں کے ایک مشہور ولی مسمیٰ عبدالحکیم کی یاد میں منعقد ہوتا ہے یہ دونوں میلے تین دن تک رہتے ہیں۔ اور ان میں سے ہر ایک پر علیحدہ علیحدہ بارہ اور آٹھ ہزار کا مجمع ہوتا ہے۔ نیز بغداد میں جو یہاں سے پانچ میل پر ایک اور سٹیشن ہے۔ مسلمانوں کے ایک اور بزرگ شاہ حبیب کا عرس اگست کے مہینے میں لگا کرتا ہے۔ جہاں تقریباً پانچ ہزار آدمی جمع ہوتے ہیں۔

قصبہ عبدالحکیم میں مسافروں کی رہائش کے لئے ایک دھرم سالہ اور ایک سرائے موجود ہے۔ اور بغداد میں بھی ایک سرائے ہے۔

عبدالحکیم سے سواری کے لئے اونٹ مل سکتے ہیں۔

علیگڈھ

قسمت میرٹھ کے ضلع علیگڈھ کا صدر مقام ہے۔ سول سٹیشن اور قلعہ قدیم شہر کوئل کی نواح میں واقع ہیں۔ کہتے ہیں کہ کوئل کی بنیاد سورج بنسی خاندان کے چھتریوں نے ڈالی تھی۔ قدیم تاریخ سے پایا جاتا ہے۔ کہ کوئل ایک زبردست ڈور راجپوت راجہ کا مستحکم قلعہ تھا۔ اور موجودہ علیگڈھ میں اسکی قوم کے لوگ آباد تھے قلعہ ڈور کا تا حال شہر کے وسط میں موجود ہونا اس امر کی تصدیق کر رہا ہے۔ بارہویں صدی کے آخر میں مسلمان بادشاہوں نے اس پر یورش کی۔ بعدہ مغلیہ خاندان کے مشہور بادشاہان تیمور اور بابر

نے اس کو تاخت و تاراج کیا۔ اورنگ زیب کی وفات کے بعد سلطنت حاصل کرنے کی جد وجہد میں کوئل کو مرہٹے۔ جاٹ۔ افغان۔ رُہیلے اور دوسرے جنگجو فرقے فن جنگ کے لحاظ سے ایک نہایت ضروری جگہ خیال کرتے تھے۔ کیونکہ یہ متھرا۔ آگرہ۔ دہلی۔ اور روہیلکھنڈ کی سڑکوں کے سر پر تھی۔ اسی وجہ سے یہ علاقہ حریف فوجوں کا میدان جنگ قرار پایا۔

۱۷۸۴ء سے لیکر ۱۸۰۳ء تک جب تک مرہٹے اسپر قابض رہے یہ قلعہ قریباً ناقابل تسخیر رہا۔ اور مہاراجہ سندھیا نے اسکو اپنی فوجوں کو فرانسیسی جرنیلوں ڈیباٹن اور پیرن کی مدد سے انگریزی طریقہ سے قواعد سکھانے کے لئے منتخب کیا۔ ۱۸۰۳ء میں انگریزی افواج نے زیرکمان لارڈ لیک اس قلعہ پر حملہ کیا۔ اور ایک جان توڑ اور دیرپا مقابلہ کے بعد اسکو فتح کیا۔ اس فتح کے بعد سرکار انگریزی کا تمام شمالی دوآب پر کوہ شوالک تک تسلط ہو گیا۔

اس جگہ مسلمانوں کا ایک عالیشان کالج جسکی بنیاد سر سید احمد خاں صاحب کے۔ سی۔ ایس۔ آئی مرحوم نے ڈالی تھی۔ ہندوستان بھر میں سب سے اعلےٰ ہے۔ اور دوسرے کالجوں کے واسطے ایک نمونہ خیال کیا جاتا ہے۔ یہاں پر اعلےٰ درجے کی تعلیم دیجاتی ہے۔

اخلاقی وجسمانی تعلیم کا بھی بہت خیال رکھا جاتا ہے۔

سٹیشن پر سواری ہر وقت مل سکتی ہے۔ ویٹنگ روم اور ریفرشمنٹ روم بنے ہوئے ہیں۔ شہر میں سرائے ہے۔ یہ مقام ایسٹ انڈین اور اودھ روہیلکھنڈ ریلوئے کا جائے اتصال ہے۔ علیگڈھ بریلی سے اودھ روہیلکھنڈ ریلوے میں ۱۰۵۔ اور کلکتہ سے ایسٹ انڈین ریلوے میں ۸۲۵ میل پر واقع ہے۔ تیسرے درجے کا کرایہ علی الترتب ایک روپیہ۔ ۴ آنہ ۹۔ پائی۔ اور ۷۔ روپیہ ۷۔ آنہ ۹۔ پائی لگتا ہے۔

ردیف ف

فتح پور سیکری

صوبہ آگرہ اور اودھ کے ضلع آگرہ میں ایک قصبہ اور میونسپلٹی ہے۔ اور آگرہ شہر سے ۲۳ میل مغرب کی طرف واقع ہے۔ کسی زمانے میں سلطنت مغلیہ کا دارالسلطنت تھا۔ اسکی بنیاد شہنشاہ اکبر نے ۱۵۷۰ء میں اس غرض سے ڈالی تھی کہ سلطنت مغلیہ کا اسکو ہمیشہ کے لئے پایہ تخت بنایا جائے۔ اکبر اور جہانگیر کے زمانے میں اس جگہ عالیشان عمارتیں تھیں۔ لیکن پچاس سال کے اندر ہی اندر اسکو چھوڑ کر دہلی پایہ تخت بنایا گیا۔

توزک جہانگیری میں لکھا ہے کہ شہنشاہ اکبر کے اولاد زندہ نہیں رہتی تھی۔ اُس زمانے میں ایک خدارسیدہ درویش شیخ سلیم صاحب فتح پور سیکری کے قریب ایک پہاڑی پر مقیم تھے۔ گرد و نواح کے لوگ انکے بہت معتقد تھے۔ اور اُنکو بڑی عزت کی نگاہوں سے دیکھتے تھے۔ اکبر بھی انکی خدمت میں گیا۔ اور ایک موقع پر جبکہ یہ بزرگ بحالت وجدان تھے۔ دریافت کیا کہ میرے کتنے بیٹے ہونگے۔ فقیر صاحب نے جواب دیا کہ خداوند کریم تین بیٹے عنایت فرمائیگا۔ جو زندہ رہینگے اس پر اکبر نے کہا کہ پہلا بیٹا نذر کر کے آپ کی تربیت میں دوں گا۔ فقیر صاحب نے منظور کیا۔ اور فرمایا کہ ہم اُسکا نام اپنے نام پر رکھینگے۔ چنانچہ جب جہانگیر کی والدہ کے ایام وضع حمل قریب پہنچے۔ تو اکبر نے اسے سیکری بھیج دیا۔ جہاں پر جہانگیر پیدا ہوا۔ اکبر نے اس مقام کو شاہزادہ سلیم یعنے جہانگیر کی جائے ولادت ہونے کے سبب اپنے لئے مبارک خیال کر کے اپنا پایۂ تخت قرار دیا۔ اور وہ جنگل ویرانہ چودہ یا پندرہ سال ہی کے عرصہ میں محلات و باغات و سبزہ زار کا نظارہ بن گیا۔ پھر فتح گجرات کے بعد اس واقعہ کی یادگار میں اسکا نام فتح پور سیکری مشہور ہو گیا۔ اب یہاں کی پُرانی عمارتیں شکستہ حالت میں ہیں۔

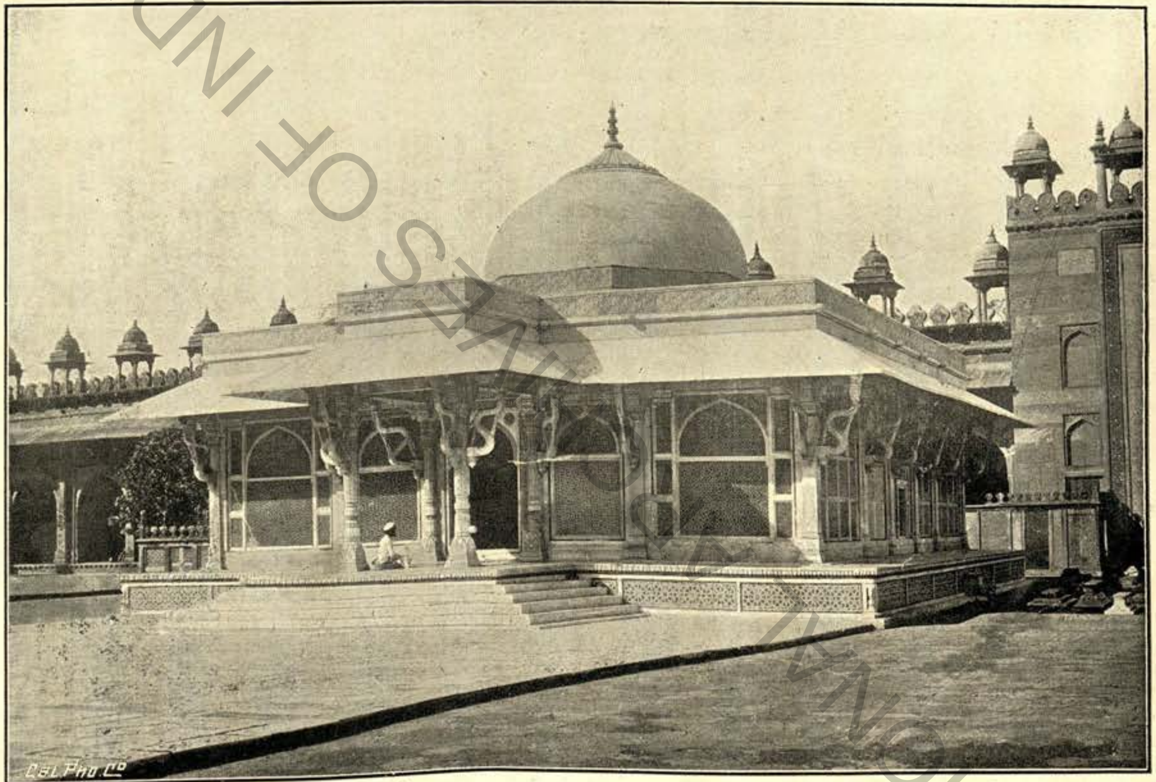


Photo. by Bourne and Shepherd, Calcutta.

شيخ سليم چشتي کا مزار - فتح پور سيکري ۔

شہر میں ایک عالیشان مسجد ہے۔ جس میں داخل ہونے کے لئے نفیس سیڑھیوں کا ایک زینہ بنا ہوا ہے۔ اور زینہ کے اوپر ایک عالیشان دروازہ ہے۔ جسے بلند دروازہ کہتے ہیں۔ دروازے سے گذر کر ایک وسیع صحن میں داخل ہوتے ہیں۔ جس میں علاوہ مسجد کے شیخ سلیم صاحب چشتی کا روضہ ہے۔ اور مجاورین اور زائرین کے لئے چند مکانات ہیں۔ مسجد پر سفید سنگ مرمر کے تین بلند گنبد ایستادہ ہیں۔ شیخ سلیم صاحب کا روضہ نہایت خوبصورت ہے۔ سفید سنگ مرمر کا بنا ہے روضہ کے اندر اسی پتھر کی قبر ہے۔ جس پر صدف سے پچہ کاری کی ہوئی ہے۔ قبر کے گرد نفیس جالیدار سنگ مرمر کا کٹھرہ ہے الغرض یہ روضہ نہایت عالیشان اور قابل دید ہے۔ روضہ کے شمال میں شہنشاہ اکبر کے وزیر ابوالفضل اور اُسکے بھائی فیضی کے محلات ہیں لیکن یہ اب سکول کا کام دیتے ہیں۔ علاوہ انکے دیوان خاص دیوان عام۔ ہاتھیوں کا دروازہ۔ ہرن مینار جو ۷۰ فیٹ اونچا ہے یہ سب اعلےٰ عمارات دیکھنے کے قابل ہیں۔

یہاں مسافروں کے لئے عالیشان سرائے ہے سوتی قالین بنتے ہیں۔ فتح پور سیکری کیلئے بمبئی بروڈہ اینڈ سنٹرل انڈیا ریلوے پر اچھیرہ قریب ترین ریلوے سٹیشن ہے۔ لیکن آگرہ میں فتحپور سیکری کیلئے یکہ کی سواری آسانی ملسکتی ہے۔

آگرہ دہلی سے بذریعہ جی آئی پی ریلوے ۱۲۲۔ اور کلکتہ سے ۷۹۲ میل ہے۔ تیسرے درجے کا کرایہ ایک روپیہ نو آنے اور ۷ روپیہ ۳۔ آنہ ۹ پائی لگتا ہے۔

فیض آباد

مغل سرائے سے ۱۳۰۔ لکھنؤ سے ۸۰۔ اور کلکتہ سے ۵۴۹ میل ہے۔ اوران مقامات سے تیسرے درجے کا کرایہ علی الترتیب ایک روپیہ پونے نو آنے۔ ایک روپیہ آدھ آنہ۔ اور ۵۔ روپیہ ۱۴۔ آنہ ہے۔

صاحب کمشنر فیض آباد قسمت کا صدر مقام ہے۔

علاوہ ریلوے کے سلطانپور۔ پرتاب گنج۔ الہ آباد۔ لکھنؤ۔ اور دیگر مقامات کو یہاں سے پختہ سڑکیں گئی ہیں کچی سڑکیں بھی آمدورفت کے لئے ہرطرف پھیلی ہوئی ہیں۔

شہر میں بہت سی منڈیاں ہیں۔ اور بیوپار بڑے زور شور سے ہوتا ہے۔ چینی۔ تمباکو۔ گرم مصالح۔ نمک۔ مویشی اور انگریزی کپڑے باہر سے آتے ہیں۔ غلہ۔ کچا چمڑہ۔ شہتیر۔ دیسی کپڑا۔ افیون وغیرہ اشیاء باہر جاتی ہیں۔

گو فیض آباد کی نواح میں مسلمانوں کی کئی پرانی عمارتیں

ہیں۔ لیکن یہ شہر زمانہ حال ہی کا آباد ہوا ہے۔
سنہ ۱۰۳۰ء میں محمود کے جرنیل سالار ساہو کے لڑکے سید سالار مسعود اودھ پر حملہ کرنے کے لئے فیض آباد میں سے گذرے یہ تحقیق نہیں کہ یہاں کوئی بڑی لڑائی ہوئی یا نہیں۔ لیکن شام کے بعد شاہراہ کے ایک خاص حصّہ پر لوگ نہیں جاتے۔ کہتے ہیں کہ رات کے وقت سید سالار مسعود کی فوج کے بیشمار بغیر سر کے سوار پھرا کرتے ہیں۔ سید سالار بہت سی فتوحات کے بعد بہرائچ میں مارا گیا۔ اور اُس کی فوج کو شکست فاش ہوئی یہ شہر شجاع الدین کی مشہور و معروف بیگم بہو بیگم کے پاس سنہ ۱۷۶۹ء سے معافی میں چلا آتا تھا۔ بیگم کا سنہ ۱۸۱۶ء میں انتقال ہو گیا۔ اور اس کے بعد یہ شہر ویران ہوتا گیا۔ بیگم کا مقبرہ اسی جگہ ہے۔ کہتے ہیں یہ اپنی وضع کی اودھ میں نہایت خوبصورت عمارت ہے۔ مقبرہ کے قریب ہی دلخوشی محل ہے جس میں بیگم رہا کرتی تھیں یہاں اور بھی مسلمانوں کی عمارتیں۔ مسجدیں۔ باغ وغیرہ ہیں۔ لیکن سب کے سب کسی قدر شکستہ حالت میں ہیں۔ بیگم کی قبر سے ایک میل کے فاصلے پر اُس کے خاوند کی قبر ہے۔ جسکو گلاب باڑی کہتے ہیں۔

شجاع الدین اودھ کا سب سے پہلا والئیرائے تھا جس نے فیض آباد کو ۱۷۶۵ء میں اپنی مستقل رہائش گاہ قرار دیا۔ ۱۷۷۵ء میں اُسکی وفات کے بعد لکھنؤ پایہ تخت مقرر ہوا۔

فیض آباد میں ایک توپخانہ انگریزی اور دیسی پلٹنوں۔ اور دیسی رسالے کے دستے رہتے ہیں۔

شہر میں خیراتی شفاخانہ اور تین سرائے ہیں۔ اور سٹیشن پر ریفرشمنٹ روم ہے۔

یکہ اور گاڑی سواری کے لئے سٹیشن پر اور شہر میں ملتے ہیں۔

ردیف ق

قادیان

پنجاب کے ضلع گورداسپور میں ایک گاؤں نارتھ ویسٹرن ریلوے کے سٹیشن بٹالہ سے بفاصلہ ۱۱ میل واقع ہے۔ یہ گاؤں مرزا غلام احمد صاحب کی جو مہدی اور مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ جائے رہائش ہونے کے سبب دن بدن ترقی پر ہے۔ اُنکا دعویٰ ہے کہ وہ مسلمانوں کی حالت کی اصلاح کرنے کے لئے خداوند تعالیٰ کیطرف سے مامور ہوئے ہیں۔ اُنکے معتقد احمدی کہلاتے ہیں۔ یہ لوگ سال بھر

قادیان آتے جاتے رہتے ہیں۔ تعطیلات بڑے دن میں قادیان میں ایک جلسہ بھی ہوتا ہے۔ اِس موقع پر مرزا صاحب کے مرید ملک کے ہر ایک حصّے سے جلسہ مذکور میں شامل ہوتے ہیں۔

قادیان میں مرزا صاحب کی طرف سے رات دن ایک لنگر خانہ جاری رہتا ہے جس میں ہر عقیدے کے آدمیوں کی بڑی خاطر تواضع کی جاتی ہے۔ اور کھانا مفت دیا جاتا ہے۔

اس گاؤں میں ایک ہائی سکول جس کے اخراجات قوم کے ذمّہ ہیں۔ اور دوسرا بورڈ کا پرائمری سکول ہے۔ دو ہفتہ وار اردو اخبار اور تین ماہواری اُردو اور انگریزی میگزین یہاں سے نکلتے ہیں۔

* بٹالہ ریلوے سٹیشن سے قادیان کے لئے یکہ تانگے وغیرہ ملتے ہیں۔ امرتسر سے بٹالہ کا فاصلہ ۲۴ میل اور تیسرے درجے کا کرایہ ساڑھے چار آنہ ہے۔ اور لاہور سے فاصلہ ۷۵ میل اور کرایہ ساڑھے دس آنے ہے۔

قاضی پاڑا

احاطہ بنگال ضلع ۲۴ پرگنہ براست سب ڈویژن میں ایک گاؤں براست قصبہ سے ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر ہے۔ اور براست

* ایک مشہور و معروف حکیم مولوی نورالدین صاحب نے جو مرزا صاحب کے مرید ہیں ایک شفاخانہ جاری کیا ہے۔ ہر ملت و قوم کے لوگوں کا علاج مفت کیا جاتا ہے۔

میونسپلٹی میں شمار کیا جاتا ہے۔ جنوری یا دسمبر میں یہاں پر ایک مسلمان بزرگ پیر ایکدل صاحب کی یادگار میں جنہوں نے کئی ایک کرامتیں دکھائی تھیں ایک بڑا میلہ ہوتا ہے جس میں ہندو اور مسلمان دونو ہزاروں کی تعداد میں آتے ہیں۔ قریب ۲۰۰۔ ایکڑ زمین مصارف مسجد اور اپنے گذارہ کے لئے امام مسجد کے قبضہ میں ہے۔

براست بنگال سنٹرل ریلوے پر کلکتہ سے ۱۴۔میل ہے تیسرے درجے کا کرایہ تین آنے لگتا ہے۔

قصور

صوبہ پنجاب کے ضلع لاہور میں قصبہ اور میونسپلٹی نارتھ ویسٹرن ریلوے کی شاخ لاہور۔ فیروز پور لاہور سے ۳۴ میل کے فاصلے پر واقع ہے تیسرے درجے کا کرایہ ۸۔آنہ ہے۔ کہتے ہیں اس قصبہ کی بنیاد راجہ رامچندر جی کے بیٹے کشن نے ڈالی تھی ضلع میں یہ قصبہ لاہور کے سوا سب سے بڑا اور ترقی پر ہے۔ بازار پختہ ہیں۔ بدرروئیں بنی ہوئی ہیں۔ اور حفظان صحت کا خیال رکھا جاتا ہے۔ یہاں کے بنے ہوئے زین۔ دیسی جوتیاں اور لنگیاں مشہور ہیں۔ مٹی کے برتن۔ خربوزے اور میتھی عمدہ ہوتی ہے۔ گندم اور چنے کی بڑی تجارت ہے۔

قصور سے ۳- اور ۷ میل کے فاصلے پر امام شاہ صاحب اور بلھے شاہ صاحب کے مزاروں پر اگست اور ستمبر میں دو میلے ہوتے ہیں۔ جہاں ہندو اور مسلمان کثرت سے جاتے ہیں۔ علاوہ ازیں ہر سال فروری۔ مارچ۔ اپریل و اگست میں بسنت پنچمی۔ ہولی۔ چیتر چندرا۔ شیر شاہ۔ خانقاہ شاہ شمس اور شاہ تھمن (جو قصور کا سب سے بڑا میلہ ہے) کے میلے بڑی رونق سے ہوا کرتے ہیں یکہ کی سواری قصور سے ان میلوں میں جانے کے لئے ملتی ہے۔ مگر میلوں کے منعقد ہونے کی جگہوں میں کوئی سرائے یا دھرم سالے نہیں ہیں۔ صرف شاہ تھمن میں ایک سرائے بنی ہوئی ہے۔

قلعہ قدیم

مدراس بیچ سٹیشن سے ۷،۸ میل کے فاصلے پر جنوبی ہندوستان کی ریلوے لائن پر ایک سٹیشن ہے۔ تیسرے درجے کا کرایہ سوا پانچ روپیہ لگتا ہے۔ سٹیشن سے پونے میل کے فاصلے پر پیر کے دن یہاں میلہ لگا کرتا ہے جس میں لوگ بڑی کثرت سے آتے ہیں۔

سٹیشن کے قریب ہی ایک مسافر خانہ ہے۔ اور اس سے تھوڑی

دور ایک ڈاک بنگلہ ہے۔ جو شکستہ حالت میں پڑا ہے۔ سٹیشن سے دو میل پرے تیل پودر کے بڑے گاؤں میں مسلمانوں کی ایک مشہور مسجد ہے۔ جہاں جولائی میں میلہ کندیری کے موقع پر بیشمار زائرین زیارت کو جاتے ہیں۔ باجرا وہاں کی خاص پیداوار ہے۔

ردیف ک

کارلا

یہ موضع جی۔ آئی۔ پی ریلوے کے کارلا سٹیشن سے ڈیڑھ میل اور اس کے غاروں کے مندر ۳ میل کے فاصلے پر واقع ہیں۔ پیش از وقت انتظام کرنے سے بیل گاڑیاں دستیاب ہو سکتی ہیں۔ بدھ لوگوں کے غاروں میں سے یہاں کی غاریں ہندوستان بھر میں سب سے نفیس اور محفوظ ہیں۔ سٹیشن کی پچھلی طرف تھوڑی دور کے فاصلے پر راوی ورما فائن آرٹ لتھو گرافک پریس ہے۔ جس کو ٹراونکور کے مشہور مصور نے جس کے نام پر یہ مطبع ہے۔ اپنے ہم وطنوں میں علم مصوری کا مذاق پیدا کرنے کے لئے قائم کیا تھا۔ اس کارخانہ میں ہر قسم کی اعلیٰ عمدہ تصاویر ہندو دیو مالا وغیرہ چھپتی ہیں۔ راوی ورما پریس سے جانب

ایک میل کے فاصلے پر بھوج کی غاریں ہیں۔ جن میں بعض نہایت ہی پرانے کبتے پائے جاتے ہیں۔ مرہٹوں کے دو قابل دید پرانے قلعہ لوہا گڈھ اور وزاپور غاروں کے باہر واقع ہیں۔

کارلاجی۔ آئی۔ پی ریلوے کی پونا رائے چور شاخ پر بمبئی سے ۸۵ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ تیسرے درجے کا کرایہ ڈاک گاڑی میں ۲۔ روپیہ گیارہ آنے اور سواری گاڑی میں ایک روپیہ پانچ آنے لگتا ہے۔

کانپور

ایک بہت بڑا تجارتی شہر چھاؤنی اور سول سٹیشن بمبئی سے ۸۳۹ اور کلکتہ سے ۶۳۳ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ تیسرے درجے کا کرایہ ان ہر دو مقامات سے ۹۔ روپیہ ۱۰۔ آنہ اور ۵ روپیہ ۱۵۔ آنہ ۹۔ پائی ہے۔

کانپور اودھ روہیلکھنڈ گریٹ انڈین پے ننشولا بمبئی۔ بڑودہ۔ اور سنٹرل انڈیا۔ بنگال نارتھ ویسٹرن اور انڈین مڈلینڈ ریلوں کا یہاں جنکشن ہے۔ غدر کے دردناک واقعہ کی وجہ سے یہ شہر سیاحوں کیلئے قابل دید ہے۔ جنرل وہیلر کی مورچہ بندی کے مقام کے قریب ایک خوشنما میموریل (یادگار) گرجا بنا ہوا ہے۔ قتل گاہ دریا کے قریب ہے۔ اور اُس

کنوئیں پر جس میں مقتولین کی لاشیں پھینکی گئی تھیں۔ سنگ مرمر کا ایک خوبصورت فرشتہ کا بت بنا ہوا ہے۔ جسکی شکل سے معافی اور امن ٹپکتا ہے۔ اس کے گرد ہندوستان کا سب سے پر فضا باغ ہے۔

چھاؤنی اور سول سٹیشن دریائے گنگا کے دائیں طرف اور دیسی شہر ان کے جنوب مغرب میں فوجی اور سول سٹیشن کے درمیانی حصہ تک پھیلا ہوا ہے۔ الہ آباد سڑک پر مشرق کی طرف جاتے ہوئے سب سے پہلے گھوڑ دوڑ کا میدان نظر آتا ہے۔ اس سے آگے مغرب کی طرف دیسی رسالے کی لائینیں ہیں۔ پھر پریڈ کا میدان آتا ہے جس کے شمال مشرق میں یورپین پیادہ فوج کی بارکیں ہیں۔ چھاؤنی اور دریا کے درمیان میموریل گرجا۔ کلب۔ توپخانہ اور مختلف فوجی دفاتر واقع ہیں۔ ٹھنڈی سڑک چھاؤنی سے کیدرین ہسپتال و دیگر بڑے بڑے دیسی اور انگریزی سوداگروں کی دوکانوں کے پاس سے ہوتی ہوئی سول اسٹیشن تک جاتی ہے۔ داہنی طرف قیصری پارک (سیر گاہ) ہے جسمیں ملکہ وکٹوریہ کا کانسی کا بڑا بھاری بت نصب کیا ہوا ہے۔ پارک کے ساتھ ہی میموریل باغات کے اندر غدر کا مشہور کنواں ہے۔ اور آگے مغرب کی طرف سول سٹیشن ہے۔ جس میں بنگال بنک کرائسٹ چرچ (گرجا) تھیٹر (تماشا گاہ) بڑا ڈاک خانہ۔ شملہ الائنس بنک۔ الہ آباد بنک چیمبر آف کامرس

کے دفاتر اور یورپین عمارات ہیں۔ کانپور میں بڑے بڑے کارخانے یہ ہیں۔ موئرملز۔ کانپور اونی کپڑے کی کلیں۔ الجن مل۔ کانپور روئی کی کل وکٹوریہ مل۔ کانپور برش بنانے کی فیکٹری۔ کوپر ایلن صاحب کا چرمی کارخانہ۔ گورنمنٹ کا زین کا کارخانہ۔ نارتھ ولیسٹرن پراونسز کا چمڑا رنگنے کا کارخانہ۔ چینی کا کارخانہ۔ علاوہ ان کے کئی ایک کلیں آٹا پیسنے۔ اور روئی نکالنے کی بھی ہیں۔

کانپور صوبجات آگرہ اور اودھ میں بلحاظ وسعت وترقی چوتھے درجے پر ہے۔ اسکا رقبہ ۷۹۔۶ ایکڑ ہے۔

یہاں چرمی اسباب کی بڑی تجارت ہوتی ہے۔ جو روز بروز ترقی پر ہے۔ اس شہر میں کئی بڑے بڑے روئی اور سوت کاتنے کے کارخانے ہیں۔ جن کی بدولت ہزاروں آدمی پلتے ہیں۔ کانپور روئی گیہوں۔ دیگر اقسام کے غلّے او ربیج کی بھی منڈی ہے۔ جو بندیلکھنڈ اودھ اور وسط دواب سے یہاں آکر بذریعہ ریل آگے روانہ ہوتے ہیں۔

چھاؤنی میں دو ہوٹل ہیں۔ ایک کا نام سول اینڈ ملٹری ہوٹل ہے۔ جو اودھ روہیلکھنڈ ریلوے کے سٹیشن سے ۵ منٹ کی مسافت پر واقع ہے۔ اور دوسرا میریس ہوٹل۔ اسی سٹیشن سے دس منٹ کی مسافت پر شہر اور چھاؤنی کے درمیان ہے۔ دلیسیوں کے لئے

دو دھرم سالے ہیں۔ ایک لالہ بیجناتھ۔ رامناتھ سنگھانیا کا بنایا ہوا
ایسٹ انڈین ریلوے کے سٹیشن سے نصف میل کے فاصلے پر اور دوسرا
لالہ تلسی رام شیو پرشاد کا تعمیر کیا ہوا اسٹیشن سے تقریباً چار سو گز کے فاصلے پر
واقع ہے۔ ان میں مسافروں سے کرایہ نہیں لیا جاتا۔ کھانا بھی بالکفایت
مل جاتا ہے۔ یہاں تین سرائے بھی ہیں جنمیں سے دو صدر بازار میں اودھ رہیلکھنڈ
ریلوے کے سٹیشن سے نصف میل کے فاصلے پر اور تیسری سٹیشن سے ڈیڑھ
میل کے فاصلے پر ہے۔ ان سب سراؤں میں ڈیڑھ سَو سے دو سَو تک مسافروں
کی گنجایش ہے سٹیشن پر ویٹنگ اور ریفرشمنٹ روم بنے ہوئے ہیں۔
سٹیشن پر اور شہر میں بکثرت سواری ملتی ہے۔

کانگا

نارتھ ولیسٹرن ریلوے کی لاہور کراچی اور سماسٹہ بھٹنڈا۔ دہلی۔
شاخوں کے جنکشن سماسٹہ سے ۲ میل کے فاصلے پر ایک گاؤں ہے
جہاں ایک مسلمان پیر محکم دین کا مزار ہے۔ اس مزار کو اُس علاقے
کے لوگ نہایت متبرک مانتے ہیں۔ اسپر جون کے مہینے میں ہر سال میلہ
ہوتا ہے۔ پندرہ ہزار کے قریب زائرین اس موقع پر آتے ہیں۔ میلے
کے دنوں میں زائرین کو موجودہ پیر جو محکم دین صاحب کی اولاد میں
سے ہیں اپنی گرہ سے کھانا دیتے ہیں۔

یہاں کوئی سرائے نہیں۔ دلیسی کپڑا بنتا ہے۔ میلے کے دنوں میں بریلی کارٹ گاڑیاں سٹیشن پر ملتی ہیں۔ سمما سٹہ لاہور سے ۹۷ ۲ میل اور تیسرے درجے کا کرایہ ۴۔ روپئے ۴۔ آنہ ۳۔ پائی ہے۔

کپادونج

احاطہ بمبئی کے ضلع کیرہ میں دکور سے ۲۰ میل شمال کی طرف واقع ہے۔ اسکے گرد فصیل بنی ہوئی ہے۔ یہ بڑی تجارت کی جگہ ہے صابن۔ آئینے۔ اور گھی کے کپے یہاں بنتے ہیں۔ قصبے میں ایک خوشنما حوض اور مشرقی دروازے کے متصل آرام گاہ ہے۔ مسجدوں اور مقبروں کے کھنڈرات بیشمار ہیں۔ ایک جینیوں کا مندر ہے۔ جو پچیس سال ہوئے ڈیڑھ لاکھ روپیہ کے صرف سے تیار ہوا تھا۔ اس مندر میں سنگ مرمر کے ستون نصب ہیں۔ اور سنگ مرمر کے فرش میں پچیکاری کی ہوئی ہے۔

کپادونج اور دکور کے بیچ میں لسندرا کے گرم پانی کے چشمے ہیں۔ پانی کی زیادہ سے زیادہ گرمی ۱۱۵ درجے ہے۔ پانی میں کسی قدر گندھک کی بو آتی ہے۔ اور لوگوں کا قیاس ہے کہ جلدی بیماریوں میں یہ پانی مفید ہے۔

کپادونج میں کئی قیام گاہ ہیں۔ اور دکور سے یہانتک تانگے چلتے ہیں۔

دکور بمبئی بڑودہ یعنی بمبئی کی چھوٹی لائن پر بمبئی سے براستہ انند جنکشن ۲۸۹ میل ہے۔ تیسرے درجے کا کرایہ ۳۔ روپیہ ۲۔ آنہ۔ ۶ پائی ہے۔

کپورتھلہ

صوبہ پنجاب میں کپورتھلہ ریاست کا پایہ تخت شہر جالندھر سے ۱۱ میل اور نارتھ ویسٹرن ریلوے کے کرتارپور سٹیشن سے ½۷ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ ان ہر دو مقامات سے کپورتھلہ تک پکّی سڑکیں گئی ہیں۔ اور یکّے چلتے ہیں۔ جن میں دو سے چار آنہ تک فی کس کرایہ لگتا ہے۔ یہاں پر مہاراجہ صاحب کے کئی پُر فضا باغات عالیشان قصر و محلات ہیں۔ اور یکہ خانہ کے قریب مسافروں کے لئے ایک سرائے اور شہر میں دھرم سالہ ہے۔ فروری میں چوکی پیر کا میلہ ہوتا ہے۔ کثیر التعداد ہندو اور مسلمان آتے ہیں۔

جالندھر شہر لاہور سے بذریعہ ریل ۵۱ میل ہے۔ تیسرے درجے کا کرایہ ۵۱ آنہ لگتا ہے۔

کٹنی

یہ مقام ایسٹ انڈین۔ گریٹ انڈین پیننشولا اور بنگال ناگپور ریلوں کا جنکشن اور چونہ کی بڑی منڈی ہے۔ بنگال ناگپور ریلوے میں کٹنی کلکتہ سے ۶۴۳ میل ہے۔ تیسرے درجے کا کرایہ ۵۔ روپیہ

۶- آنہ اور ایسٹ انڈین ریلوے میں ۲۷ میل اور تیسرے درجے کا کرایہ ۲۔ روپیہ ایک آنہ ہے بمبئی سے فاصلہ ۳۴۳ میل اور سواری گاڑی میں تیسرے درجے کا کرایہ ۷۔ روپیہ ہے۔ گریٹ انڈین پنینشولا ریلوے یہاں سے پنجاب اور شمالی ہند کے لئے سیدھا راستہ ہے۔ یہ ریلوے ایسے ایسے مقامات میں سے گذرتی ہے۔ جو زمانہ گذشتہ وحال کی تاریخ میں نہایت دلچسپ ہیں۔ بڑے بڑے شہر جو اس راستہ میں آتے ہیں۔ یہ ہیں۔ ساگر۔ بھوپال۔ گوالیار۔ اودے پور۔ اور جھانسی تھوڑے عرصہ میں بنگال ناگپور ریلوے میں یہاں سے کراچی کو قریب ترین راستہ ہوجاویگا۔

سٹیشن پر اوّل ودویم درجے کے مسافروں کے لئے چھوٹا سا ویٹنگ روم اور شہر میں دیسی مسافروں کے لئے بڑی وسیع سرائے ہے۔ کٹنی اناج کی بڑی منڈی ہے۔ اور سرخ رنگ کا روغن یہاں سے باہر جاتا ہے۔

کڈاپہ

احاطہ مدراس کے ضلع کڈاپہ کا صدر مقام اور مدراس ریلوے کی نارتھ ویسٹ لائن کا سٹیشن مدراس شہر سے بفاصلہ ۱۶۲ میل واقع ہے۔ مدراس سے تیسرے درجے کا کرایہ سواری گاڑی میں

ایک روپیہ گیارہ آنے اور ڈاک گاڑی میں دو روپیہ دو آنے لگتا ہے۔ شہر کی چار عمارات جن میں اب سرکاری دفاتر ہیں۔ سابق میں نواب کڈاپہ کے محلات تھے۔ انکے اندر کسی قدر عمدہ دستکاری بھی کی ہوئی ہے۔ علاوہ ان کے ہندوستانی فن تعمیر کے دلچسپ نمونے ضلع بھر میں پھیلے ہوئے ہیں۔ خاصکر مدناپلے میں جہاں ایک خوبصورت مندر ہے۔

سٹیشن کے قریب ایک چترم یعنے قیام گاہ اور شہر میں دو چترم ایک دھرم سالہ اور ایک بنگلہ ہے۔ شہر میں سٹیشن سے ۲½ میل کے فاصلے پر ہے۔ یکے آنے جانے کے لئے ہر وقت مل سکتے ہیں۔

کراچی

احاطہ بمبئی میں سندھ کا بڑا شہر چھاؤنی اور بندرگاہ بڑا تجارت کا مرکز اور دن بدن ترقی پر ہے۔ یہاں کی آب وہوا نہایت خوشگوار وصحت افزا ہے۔ اپریل ومئی میں یہاں زیادہ سے زیادہ گرمی ۹۰ درجے اور دسمبر جنوری میں کم سے کم ۵۰ درجے ہوتی ہے۔ بارش کی سالانہ اوسط ۷ انچ ہے۔ یہاں کی بڑی بڑی عمارات یہ ہیں۔ فریر ہال جسمیں کتب خانہ وعجائب گاہ بھی ہے۔ نیپیر بارگیں۔ گرجہ ثالوث مقدس سندھ کلب۔ فریمسن ہال۔ سرکاری دفتر خزانہ۔ ڈاک خانہ۔ تارگھر

میکلیوڈ۔ ریلوے سٹیشن۔ ایمپرس مارکیٹ۔ سول شفاخانہ۔ بولٹن مارکیٹ میکس ڈینسو ہال۔ گھنٹہ گھر۔ صدر کچہری۔ بمبئی بنک وغیرہ۔

برٹش انڈیا سٹیم نیویگیشن کمپنی کے جہاز ہفتہ میں دو مرتبہ بمبئی سے کراچی کو روانہ ہوتے ہیں۔ ڈاک کا جہاز بمبئی سے کراچی ۸۰ گھنٹہ میں پہنچتا ہے۔

لاہور سے کراچی چھاؤنی بذریعہ نارتھ ویسٹرن ریلوے ۷۸۲ میل اور شہر ۷۸۴ میل ہے۔ تیسرے درجے کا کرایہ چھاؤنی تک ۹۔ روپیہ۔ ۲۔ آنہ۔ ۹۔ پائی۔ اور شہر تک ۹۔ روپیہ۔ ۳۔ آنہ ہے۔

سٹیشن سے ایک میل کے فاصلے پر ڈاک بنگلہ ہے۔ گاڑیاں ہر وقت مل سکتی ہیں۔

کُرلا

یہ مقام جی۔ آئی۔ پی ریلوے کی پونا رائے چور شاخ پر بمبئی سے بفاصلہ ۱۰ میل واقع ہے۔ ڈاک گاڑی میں تیسرے درجے کا کرایہ دو آنے چھ پائی۔ سواری گاڑی میں ڈھائی آنہ لگتا ہے۔ یہاں نمک نکالنے کے سرکاری گردہے ہیں۔ اور چند بڑی بڑی روئی اور اون کاتنے کی کلیں بھی ہیں۔ یہ جزیرہ سالسٹ پر پہلا سٹیشن ہے۔ اور ایک اونچی سڑک کے ذریعہ جزیرہ بمبئی سے ملا ہوا ہے جھیل دھار جہاں سے بمبئی

میں پانی آتا ہے۔ یہاں سے پانچ میل کے فاصلے پر ہے۔ سڑک وہاں تک عمدہ ہے۔ اور گھوڑے کی سواری دستیاب ہو سکتی ہے۔

کرنال

دہلی۔ انبالہ۔ کالکا ریلوے پر دہلی سے ۶۷ میل۔ انبالہ سے ۷۴ میل اور کلکتہ سے ۹۷۹ میل کے فاصلے پر ایک قدیم شہر اور ضلع کرنال کا سول صدر مقام ہے۔ کہتے ہیں کہ اس شہر کو راجہ کرن نے بسایا تھا راجہ کرن پانڈو کا طرفدار تھا۔ اور اُس نے کروچھیتر کے میدان پر بڑی بہادری دکھائی تھی۔ کرنال کے میدان پر ۱۷۳۹ء میں نادر شاہ نے مغلیہ خاندان کے بادشاہ محمد شاہ کو شکست دی۔ پھر یہ شہر متواتر راجہ جیند، مرہٹوں اور لدوا کے راجہ گردت سنگھ کے قبضہ میں رہا حتٰے کہ ۱۸۰۵ء میں سلطنت انگریزی میں شامل کیا گیا۔ مشہور و معروف دوست محمد خاں امیر کابل ۱۸۴۰ء میں کلکتہ جاتے ہوئے یہاں چھ ماہ تک نظربند رہے۔

۱۹۰۱ء میں کرنال کی آبادی ۹۰۹۴۱۔ ہندو ۸۳۶۷ مسلمان ۲۸۳ عیسائی وغیرہ تھے۔ ضلع کی پیداوار کی تجارت ترقی پر ہے۔ جو دہلی انبالہ کالکا ریلوے اور نہر جمنا کے ذریعہ سے ہوتی ہے۔ یہاں دیسی کپڑا، کمبل

اور بوٹ بنتے ہیں۔

شہر میں کئی پختہ و خام سرائے ہیں۔ یکہ کی سواری سٹیشن پر اور شہر میں ہر وقت ملتی ہے۔

کرنال کا کلکتہ سے تیسرے درجے کا کرایہ ۹ روپیہ ۲ آنہ اور انبالہ سے دس آنہ لگتا ہے۔

کروڑ

یہ قصبہ صوبہ پنجاب کے ضلع میانوالی کی لیہ تحصیل میں دریائے اٹک کے بائیں کنارہ پر واقع ہے۔ اور نارتھ ولیسٹرن ریلوے کی لالہ موسی۔ شیر شاہ شاخ پر ایک سٹیشن ہے اسکے گرد ایک گول سڑک بنی ہوئی ہے۔ اسپر اور شہر کی اور سب بڑی سڑکوں پر دو رویہ شیشم کے درخت لگے ہیں۔ جو اچھے معلوم ہوتے ہیں۔ بازار اور دوکانیں پختہ ہیں۔ ماہ اگست میں ایک بزرگ مخدوم لال حسین کی یادگار میں بڑی دھوم دھام سے میلہ ہوتا ہے۔ جس میں تیس ہزار سے پچاس ہزار تک زائرین اضلاع مظفر گڈھ۔ بنوں۔ جھنگ۔ شاہ پور۔ ڈیرہ اسمٰعیل خاں وغیرہ سے آتے ہیں۔ درگاہ کی عمارت خوبصورت بنی ہوئی ہے۔ لیکن یہاں کوئی سرائے نہیں۔ زائرین میدان میں ٹھہرتے ہیں۔

کروڑ لالہ موسی جنکشن سے ۲۴۹ میل اور لاہور سے ۱۳۱ میل ہے

تیسرے درجے کا کرایہ ۲۔ روپیہ ۱۴۔ آنہ ۹۔ پائی اور ۳۔ روپیہ ۱۴۔ آنہ لگتا ہے

کسارہ

جی۔ آئی۔ پی۔ ریلوے پر بمبئی سے بفاصلہ ۷۵ میل ایک سٹیشن اور گاؤں ہے۔ سٹیشن پر ویٹنگ روم بنا ہوا ہے۔ اور گاؤں میں دیسیوں کے لئے ایک دھرم سالہ ہے۔ ریلوے میں تھل گھاٹ کی چڑھائی کسارہ سٹیشن سے گذر کر زیادہ ہوتی جاتی ہے۔ راستے میں تین سرنگیں گذرنی پڑتی ہیں اور ساڑھے چار میل مسافت طے کرنے کے بعد عجیب و غریب ریورسنگ سٹیشن آتا ہے۔ یہاں پر انجن خودبخود پیچھے سے آگے آجاتا ہے۔ آگے چل کر نو سرنگیں اور ایہے گاؤں کا عظیم الشان پل آتا ہے۔ یہ پل گھاٹی سے ۱۹۰ فیٹ اونچا ہے۔ اور ہندوستان میں بلند ترین پل خیال کیا جاتا ہے۔ تھل گھاٹ لائن ۱۸۵۹ء میں شروع ہوئی اور جنوری ۱۸۶۵ء میں اُس پر گاڑیاں چلنے لگیں۔ اس ساری لائن پر بارہ سرنگیں اور ۱۲ پل مختلف بلندی کے ہیں۔

بمبئی سے کسارہ تک تیسرے درجے کا کرایہ ڈاک گاڑی میں ایک روپیہ ۳۔ آنہ اور سواری گاڑی میں تیرہ آنہ لگتا ہے۔

کستی وال

صوبہ پنجاب کے ضلع گورداسپور۔ تحصیل بٹالہ میں بٹالہ سٹیشن

سے ساڑھے پانچ میل کے فاصلے پر ایک گاؤں ہے۔ یہاں پر مئی کے مہینے میں بابا فرید گدڑ کا میلہ بڑی دھوم دھام سے ۵۔ روز تک ہوتا ہے۔ تیس ہزار کے قریب زائرین اس موقع پر جمع ہوتے ہیں۔

گاؤں میں کوئی سرائے یا دھرم سالہ نہیں۔ لوگ میدان میں ٹھہرتے ہیں۔

بٹالہ نارتھ ویسٹرن ریلوے کی امرتسر پٹھانکوٹ لائن کا سٹیشن ہے امرتسر سے فاصلہ ۲۴ میل اور تیسرے درجے کا کرایہ ساڑھے چار آنہ ہے۔

بٹالہ میں کستی وال جانے کے لئے یکّے ملتے ہیں۔

کلکتہ

ہندوستان کا دارالسلطنت ہے۔ اور ساحل سمندر سے تقریباً ۸۰ میل کے فاصلے پر دریائے ہوگلی کے کنارے کئی میل تک پھیلا ہوا بڑا خوبصورت اور تجارتی شہر ہے۔ موسم سرما میں حضور وائسرائے اور گورنمنٹ ہند کے دفاتر شملہ سے یہاں آجاتے ہیں۔

کلکتہ میں انگریزوں اور دیسی رؤساء اور سوداگروں کی بڑی بڑی عالیشان کوٹھیاں و مکانات بکثرت بنے ہوئے ہیں۔ اسلئے اس شہر کو "سٹی اوف پیلسز" یعنی محلات کا شہر بھی کہتے ہیں۔

ہوڑہ سٹیشن پر اتر کر ہوگلی کے پل کو جو سٹیشن سے دو چار قدم کے

فاصلے پر ہے عبور کر کے کلکتہ میں داخل ہوتے ہیں۔ یہ پُل لکڑی کا بنا ہوا ہے۔ اور عجائبات روزگار سے ہے۔ ہفتہ میں دو مرتبہ بڑے جہازوں کو راستہ دینے کے لیئے بیچ میں سے اُٹھا لیا جاتا ہے۔

کلکتہ کے قابل دید مقامات یہ ہیں۔ سٹرینڈ روڈ پر شاہی ٹکسال۔ سب پور میں سرکاری بناتاتی باغ۔ علی پور میں چڑیا گھر۔ میدان میں اختر لونی کا ۱۶۵ فیٹ بلند مینار۔ فورٹ ولیم اور باغ عدن۔ چورنگھی میں عجائب خانہ اور ایشیاٹک انسٹیٹوٹ۔ علاوہ ان کے گورنمنٹ ہوس۔ ٹاون ہال۔ ہائی کورٹ۔ ڈاک خانہ۔ تارگھر۔ سنیٹ پال کا گرجا۔ مٹکاف ہال بھی دیکھنے کے قابل عمارات ہیں۔ میدان جس میں فورٹ ولیم بنا ہوا ہے بڑا وسیع اور خولصورت ہے۔ اور اس میں گذشتہ لارڈوں وغیرہ کے بیشمار بت نصب ہیں۔ شام کے وقت جب ہزار ہا لالٹینوں کی روشنی سے منور ہوتا ہے۔ تو بڑا خوشنما معلوم ہوتا ہے۔ چورنگھی کے پاس اور ٹاون ہال کے متصل جدید مارکیٹ بھی بڑی بارونق جگھ ہے۔ صبح و شام صدہا انگریز اور میمیں خرید و فروخت کے لئے یہاں آتی ہیں۔ الغرض کلکتہ اور اسکی نواح میں دلچسپ مقامات بیشمار ہیں۔ جن کے دیکھنے کے لئے کئی ہفتے صرف ہوتے ہیں۔

اس شہر کا نام کالی کاٹہ یا کلکتہ ہندؤں کی مشہور و معروف کالی دیوی کے مندر کی وجہ سے ہے۔ اور اوّل ہی اوّل اسکا پتہ اکبر کے عہد حکومت یعنی ۱۵۹۶ء میں ملتا ہے۔ اس سے سو سال بعد انگریزوں نے یہاں کوٹھیاں قائم کیں۔ اور ایسٹ انڈیا کمپنی نے اسکو اپنا صدر مقام بنا لیا۔ ۱۷۵۶ء میں نواب سراج الدولہ نواب بنگلہ نے شبخون مار کر انگریزی بستی کو آدبایا۔ اور ۱۴۶ انگریزی افسروں کو ایک تنگ و تاریک کوٹھری میں بند کر دیا۔ انمیں سے صرف ۲۳ آدمی صبح کو زندہ نکلے۔ یہ خوفناک واقعہ تاریخ میں بلیک ہول کے نام سے مشہور ہے۔ ۱۷۵۷ء میں کلایو نے نواب کو شکست دیکر کلکتہ پر قبضہ کر لیا۔ اور انگریزی سلطنت کی مشرق میں نبیاد ڈالی اور اسی سال میں موجودہ قلعہ فورٹ ولیم کو شروع کر کے ۱۷۷۳ء میں بصرف تین کروڑ روپیہ ختم کیا۔

ہوڑہ سٹیشن پر اور شہر میں گاڑیاں کرایہ پر ملتی ہیں۔ علاوہ اسکے شہر اور اسکے نواح میں ٹریم گاڑیاں صبح سے آدھی رات تک چلتی ہیں جس سے عوام الناس کو بہت آرام اور سہولیت ہے۔

کلکتہ میں بیشمار ہوٹل اور بورڈنگ ہوس ہیں۔ ہندؤں کے مختلف فرقوں کے لئے دھرم سالے موجود ہیں۔ ہوڑہ سٹیشن کے پاس

بھی راجہ شیو بخش لگلہ کا دھرم سالہ ہے۔ مسلمانوں کے لئے حاجی شیخ بخش الٰہی کا مسافر خانہ ناخداؤں کی مسجد کے قریب نمبر ۵۰-۵۱ تاراچند دت لین (کوچہ) میں ہے۔ اور اسی مسجد کے قریب ایک عمدہ مسافر خانہ حال ہی میں تعمیر ہوا ہے۔ مسلمان مسافروں سے ان میں کرایہ نہیں لیا جاتا۔

کلکتہ بمبئی سے بذریعہ ایسٹ انڈین و جی آئی پی ریلوے ۱۳۴۹۔ میل اور لاہور سے بذریعہ ایسٹ انڈین و نارتھ ولیسٹرن ریلوے ۱۲۱۳ میل ہے۔ تیسرے درجے کا کرایہ علی الترتیب ۱۳۔ روپیہ ۳۔ آنہ اور ۱۱ روپیہ۔ ۱۵ آنہ لگتا ہے۔ کلکتہ سے بمبئی تک ڈاک گاڑی کا کرایہ ۱۶ روپیہ ۶۔ آنہ ہے۔ مدراس (رایاپورم) سے براستہ کٹک اور والیٹر اسکا فاصلہ ۱۰۳۲ میل ہے۔ اور تیسرے درجے کا کرایہ ۱۳ روپیہ ۷۔ آنہ ہے۔

کلیان

یہ شہر گریٹ انڈین پینشولا ریلوے کے شمال مشرقی اور جنوب مشرقی شاخوں کا مقام اتصال بمبئی سے ۳۴ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ تیسرے درجے کا کرایہ ڈاک گاڑی میں ۹۔ آنہ اور دوسری گاڑیوں میں ۷۔ آنہ ہے۔ سٹیشن پر مسافروں کیواسطے

ویٹنگ روم اور ریفرشمنٹ روم بنے ہوئے ہیں۔ اور پاس ہی دیسی مسافروں کے لئے ایک دھرم سالہ ہے۔ سٹیشن سے نکلتے ہی تانگے اور یکے سواری کے واسطے کرایہ پر ملتے ہیں۔ یہ مقام تلوکا کے معاملتدار کا صدر ہے۔ یہاں پر سب جج کی عدالت ہے۔ اور کشتی کی سیر کے لئے ایک خوبصورت کھاڑی ہے۔ مچھلی کا شکار کثرت سے ملتا ہے۔ اس شہر سے قریب ایک میل کے فاصلے پر ہر سال ماہ مئی میں مسلمانوں کا ایک میلہ ہوتا ہے۔ جسکو بندر کا میلہ کہتے ہیں۔ شہر کے پاس ہی اینٹوں اور کھپریل کے بھٹے اور پتھر کی کانیں ہیں۔ ہندوؤں کا مشہور تیرتھ امبرناتھ یہاں سے ۴ میل ہے۔ اور رکمنی بائی کا ہسپتال جو ایک سرکاری ڈاکٹر کے زیر اہتمام ہے۔ سٹیشن کے قریب ہے۔

کلیان ایک پرانا بندرگاہ ہے۔

کنتالم

یہ گاؤں ضلع بلاری میں مدراس ریلوے کے سٹیشن ادونی کے عین شمال مغرب کی طرف تیرہ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ یہاں دو مقدس آدمیوں رنگا آٹرا اور فقیر قادر لنگا کے مزار ہیں کہتے ہیں کہ ان بزرگوں نے بڑی عجیب وغریب کرامتیں دکھائی

تھیں۔ یہاں سالانہ عرس ہوتا ہے۔ جسکے لئے سرکار ۶۲ ۵ روپیہ دیتی ہے۔ دونو مزاروں کے لئے سرکار نے جاگیریں بھی وقف کی ہوئی ہیں۔

یہاں کوئی سرائے۔ چترم۔ دہرم سالہ۔ ڈاک بنگلہ وغیرہ نہیں۔ دیسی لوگ گاؤں میں ٹھہرنے کا بندوبست کر لیتے ہیں۔ اور انگریز لوگ ادونی کے بنگلہ میں جو ادونی سٹیشن سے دو فرسنگ کے فاصلہ پر ہے۔ ٹھہر سکتے ہیں۔ ادونی میں کنتالم آنے جانے کے لئے بیل گاڑیاں ملتی ہیں۔ جن کا ایک طرف کا کرایہ ڈیڑھ روپیہ فی گاڑی ہوتا ہے۔

کنتالم میں دیسی کپڑا۔ اور ادونی میں قالین بنتے ہیں۔ ادونی میں روئی کی بھی تجارت بکثرت ہوتی ہے۔

ادونی مدراس ریلوے کی نارتھ ویسٹ لائن پر مدراس سے بفاصلہ ۳۰۸ میل واقع ہے۔ تیسرے درجے کا کرایہ ڈاک گاڑی میں چار روپیہ اور سواری گاڑی میں سوا تین روپیہ لگتا ہے۔

کوئٹہ

یہ شہر برٹش بلوچستان کا دار الحکومت اور نارتھ ویسٹرن ریلوے کی شاخ کو بڑی۔ روڑی پر لاہور سے بفاصلہ ۱۱۱ میل درہ بولان

کے پاس واقع ہے۔ تیسرے درجے کا کرایہ ۱۳۔روپیہ ۵۔آنہ۔۹پائی ہے۔
یہ شہر انگریزی طرز پر زمانہ حال ہی کا آباد شدہ ہے۔ یہاں پر تین بڑے بازار ہیں جن میں صفائی کا انتظام عمدہ ہے۔ اس شہر میں ایک خوبی یہ ہے کہ بڑے اور چھوٹے تمام بازار بالکل سیدھے ہیں۔ یہاں کی آب و ہوا صحت افزا ہے۔ لیکن گردنواح کا نظارہ ایسا دلکش نہیں۔ چاروں طرف خشک پہاڑ نظر آتے ہیں۔ اسی وجہ سے یہاں گرمی میں دھوپ شدت سے پڑتی ہے۔ اور موسم سرما میں سردی زیادہ ہوتی ہے۔ شہر کے بیچ میں ایک نالہ ہے جس کا پانی عموماً ٹھنڈا ہوتا ہے۔ وہاں کے باشندے اس نالہ کو کاریز کہتے ہیں۔ کوئٹہ کے قابل دید مقامات یہ ہیں۔ لوکل دفاتر۔ سنیڈمن ہال۔ سنیڈمن ہائی سکول۔ سنیڈمن لائبریری۔ لیڈی سنیڈمن کا خیراتی شفاخانہ اور انیگل مارکیٹ۔

یہاں کی چھاؤنی بھی بڑی بھاری ہے۔ شہر کے تین طرف پھیلی ہوئی ہے۔ انگریزی و دیسی پلٹنیں رہتی ہیں۔ قلعہ پر بھاری بھاری توپیں چڑھی رہتی ہیں۔

کوئٹہ شہر میں ایک سرائے ہے۔ جسکو پارک سرائے کہتے ہیں سٹیشن کے پاس ہی ایک ڈاک بنگلہ بھی ہے۔ یہاں میوہ جات

بکثرت ہوتے ہیں۔ اور باہر جاتے ہیں۔

کورے کی

صوبہ پنجاب کے ضلع سیالکوٹ تحصیل پسرور میں۔ شہر سیالکوٹ سے ۲۰ میل کے فاصلے پر گاؤں ہے۔ ستمبر کے اختتام کے قریب مال مولیشی کی بڑی بھاری منڈی جس کو میلہ گلو شاہ کہتے ہیں۔ اس گاؤں میں ایک ہفتہ لگتی ہے۔ اسی ہزار کے قریب لوگ صوبہ کے کل حصوں سے اس میں آتے ہیں۔ گاؤں میں مسافروں کے لئے ایک قیامگاہ بھی ہے۔

سیالکوٹ لاہور سے ۶۸ میل اور تیسرے درجے کا کرایہ ایک روپیہ ۹۔ پائی ہے۔

کھتولی

صوبہ آگرہ و اودھ کے ضلع منظفر نگر تحصیل جانسٹھ میں قصبہ اور نارتھ ویسٹرن ریلوے کا سٹیشن ہے۔ لاہور سے فاصلہ ۲۸۷ میل۔ اور تیسرے درجے کا کرایہ ۳۔ روپیہ۔ ۵۔ آنہ۔ ۹۔ پائی اور دہلی سے فاصلہ ۶۲ میل اور کرایہ ۱۱ آنہ۔ ۹۔ پائی ہے۔

جابر پیر کے مزار پر اگست کے مہینہ میں چھڑیوں کا میلہ ہوتا ہے جس میں پانچہزار کے قریب لوگ سہارنپور اور دہلی کے درمیانی مقاموں

سے آتے ہیں۔ سٹیشن کے قریب ہی زائرین کے آرام کے لئے دو دھرم سالے اور چار سرائے ہیں کھتولی میں شیرہ کی تجارت ہوتی ہے۔

ردیف گ

گجرات

صوبہ پنجاب میں گجرات کے ضلع کا صدر مقام اور سب سے بڑا شہر نارتھ ولسیٹرن ریلوے پر لاہور سے شمال کی جانب تقریباً ۷ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ موجودہ شہر کی نبیاد یا تو شاہجہاں نے ڈالی تھی یا اکبر نے۔ شاہجہاں کے عہد سلطنت میں ایک بزرگ مسلمان حضرت شاہ دولہ نام یہاں آکر آباد ہوئے تھے۔ اور اپنے زائرین کے نذرانوں سے بہت سے مکان بنوا کر شہر کو زینت دی تھی۔ انمیں سے بہت سے مکان دریا کی طغیانی کے نذر ہو گئے تھے۔ جو دوبارہ تعمیر کئے گئے ہیں۔

جن لوگوں کے اولاد نہیں ہوتی وہ حضرت شاہ دولہ صاحب کے مزار پر آکر منت مانتے ہیں۔ کہ اگر اُن کے اولاد ہو جائے تو پہلا بچہ مزار پر نذر کرینگے۔ یہ ایک عجیب امر ہے کہ جو بچہ منت کے بعد پیدا ہوتا ہے

وہ بہت چھوٹے سر کا اور حواس باختہ ہوتا ہے۔ ہر دو عیدوں کے میلے اسی مزار پر لگتے ہیں۔

ہر سال ماہ جون یا جولائی میں شاہ جہانگیر صاحب کے عرس کی تقریب پر یہاں ایک میلہ لگتا ہے۔ جو صرف ایک دن رہتا ہے۔ چھ ہزار کے قریب زائرین گجرات اور گرد نواح کے دیہات سے جمع ہوتے ہیں نیز یہ شہر سوہنی کی جائے پیدائش ہے جسکے عشق کا حیرت انگیز قصہ تمام پنجاب میں زبان زد عام ہے۔

گجرات سکھوں کی آخری لڑائی کی وجہ سے بھی جو سنہ ۱۸۴۶ء میں یہاں پر ہوئی مشہور ہے۔ فن تعمیر کے لحاظ سے قابل دید پرانی عمارات قلعہ۔ شاہی حمام۔ بڑی باولی۔ اور شاہ دولہ صاحب کا مزار ہیں۔

صفائی کے لحاظ سے یہ شہر نہایت عمدہ ہے۔ گو اسکے کوچے تنگ ہیں۔ گلیوں اور بازاروں کے فرش پختہ ہیں۔ یہ شہر ضلع کی تجارت گاہ ہے۔ اور سوتی کپڑے۔ خام لوہے۔ اور دیگر ولایتی اشیاء کی منڈی بھی ہے۔ عمدہ سوتی کپڑا۔ پیتل کے برتن۔ فولادی تلواریں۔ چمڑے کے زین۔ حقے۔ چوبی اسباب بنتے ہیں۔

شہر میں ایک سرائے موجود ہے۔ دوسری زیر تعمیر ہے۔ سواری ہر وقت مل سکتی ہے۔

لاہور سے گجرات کا تیسرے درجے کا کرایہ ۱۳-۳ پائی ہے۔

گرار

یہ قصبہ ممالک متوسط کے ضلع واردہا میں شہر واردہا سے ۳ میل جنوب مشرق کی طرف واقع ہے۔ قریب ہی ایک پہاڑی پر ایک مسلمان بزرگ شیخ خواجہ فرید صاحب کا مزار ہے۔ جس کی زیارت کو ہندو اور مسلمان کثرت سے آتے رہتے ہیں۔ یہ بزرگ ہندوستان میں پیدا ہوئے تھے۔ اور تیس سال تک فقیرانہ حال میں پھرتے پھرتے آخر ۱۲۴۴ء میں کوہ گرار پر سکونت گزیں ہوئے۔ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ دو سیاح بیوپاریوں نے آپ سے تمسخر کیا۔ جس پر آپ نے اُنکے ناریلوں کے تمام ذخیرے کو پتھر بنا دیا۔ لیکن بیوپاریوں کی بہت کچھ منت سماجت پر خشک پتوں سے نیا ذخیرہ پیدا کر دیا۔ بیوپاری انکی کرامات کو دیکھ کر ایسے متاثر ہوئے کہ اُنکے مرید ہو گئے۔ انکی قبریں پہاڑی پر ابتک موجود ہیں۔ اس مزار کے متعلق ۵ گاؤں ہیں۔

گرار کا نزدیک ترین سٹیشن ہنگنگھاٹ ہے۔ جو جی۔آئی۔پی ریلوے لائن کی شاخ واردھا دروراپر واقع ہے۔ یہ سٹیشن واردھا جنکشن سے ۲۱ میل اور بمبئی سے ۴۹۳ میل ہے۔ تیسرے درجے کا جداگانہ کرایہ

۴- آنہ اور ۵- روپیہ ۳- آنہ ہے۔

گرار میں کوئی سرائے یا بنگلہ نہیں ہے۔ سواریاں ہنگنگھاٹ کے تحصیلدار کو پیشتر اطلاع دینے سے مل سکتی ہیں۔

ہنگنگھاٹ کے سٹیشن کے قریب مسافروں کے واسطے ڈاک بنگلہ بنا ہوا ہے۔ اس جگہ کپڑا کاتنے اور بننے کی کلیں اور مطبع وغیرہ دیکھنے کے قابل ہیں۔

گروٹ

صوبہ پنجاب کے ضلع شاہپور تحصیل خوشاب میں ایک قصبہ ہے۔ خوشاب اور ہڑالی یہاں سے ریل کے نزدیک ترین اسٹیشن نارتھ ولیسٹرن ریلوے کی شاخ لالہ موسی شیر شاہ پر واقع ہیں۔ خوشاب لاہور سے ۱۸۷ میل اور ہڑالی ۱۹۶ میل ہے۔ تیسرے درجے کا کرایہ علیحدہ علیحدہ ۲- روپیہ ۳- آنہ- اور ۲- روپیہ ۴ آنہ ۹- پائی ہے۔

اپریل کے مہینے میں یہاں ہر سال بیساکھی کے موقع پر ایک بڑا میلہ لگتا ہے جس میں تقریباً ۴ ہزار آدمیوں کا مجمع ہوتا ہے۔ یہ میلہ ایک دن رہتا ہے۔

یہاں ایک اور میلہ ماہ رمضان کی بیسویں تاریخ ہر سال مسلمانوں

کے ایک بزرگ محمد جمال کی یاد میں ہوتا ہے۔ جس میں ہزارہا زائرین شاہپور۔ خوشاب۔ ساہیوال۔ اور نواح کے دیگر دیہات سے آیا کرتے ہیں۔

گروٹ ہڈالی سے ۱۰ میل کے فاصلے پر ہے۔ اونٹوں کی سواری مل سکتی ہے۔ گروٹ میں ہندو مسافروں کے لئے دو دھرم سالے اور مسلمانوں کے لئے ایک دارا۔ اور گاؤں کی چند مسجدیں موجود ہیں۔

گلبرگہ

یہ شہر دکن کا اصلی پایۂ تخت اور حضور نظام کی سلطنت کی جنوبی قسمت کا دار الخلافہ گریٹ انڈین پنینشولا ریلوے کی شاخ پونہ رائے چور پر واقع ہے۔ یہاں مسلمان بزرگوں کے کئی ایک مزار ہیں جن کے تمام اخراجات کی متکفل نظام کی ریاست ہے۔

یہاں ہر جنوری کے شروع میں ایک سالانہ عرس ہوا کرتا ہے جو ایک ہفتہ رہتا ہے۔ اس بڑے میلے میں حضور نظام کی ریاست کے ہر حصے سے لوگ اس کثرت سے آتے ہیں کہ تقریباً چالیس پچاس ہزار کا مجمع ہو جاتا ہے۔ یہ میلہ ایک مسلمان ولی مسمی بندہ نواز یا

گیسو دراز کی یادگار میں منعقد ہوتا ہے۔ یہ بزرگ فیروز شاہ کے عہد میں ۱۴۱۳ء میں گلبرگہ میں تشریف لائے۔ جب بادشاہ کو انکے گلبرگہ کے قریب پہنچنے کی اطلاع ملی تو وہ فیروز آباد سے خود انکے استقبال کے واسطے آیا انکی خاطر تواضع خوب کی گئی۔ اور بادشاہ کے بھائی احمد شاہ ولی بہمنی نے انکے لئے ایک محل بنوایا اور ہر وقت انکی پند و نصائح کے وقت حاضر ہوتا۔ ان کے شہر میں پہنچنے کے چند سال بعد بادشاہ نے انہیں اپنے اس بیٹے کے حق میں دعا کرنے کے لئے کہلا بھیجا۔ جسے اُس نے اپنا ولی عہد مقرر کیا تھا۔ مگر حضرت اقدس نے جواب بھیجا کہ تاج روز ازل سے خداتعالےٰ نے تمہارے بھائی کے لئے خاص کر رکھا ہے اس لئے اسکا کسی غیر کو دینا بے فائدہ ہے۔ بادشاہ پر یہ جواب سُن کر بہت خوف طاری ہوا۔ اور پیر کو اس بہانے سے شہر چھوڑ دینے کا حکم دیا کہ ان کی درگاہ محل کے بہت قریب ہے اسواسطے ان کے مریدوں اور طلباء کی جماعتوں سے دارالسلطنت میں بدامنی پھیلنے کا اندیشہ ہے۔ حضرت یہ سُن کر وہاں سے چل دیئے۔ اور جہاں اب ان کا مزار ہے۔ وہاں آکر سکونت پذیر ہوئے۔ جب بادشاہ کے بھائی کو مجبوراً گلبرگہ سے بھاگنا پڑا۔ تو وہ مع اپنے بیٹے کے ان بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور ان سے نصیحت طلب

اور دعا کے ملتجی ہوئے۔ گیسو دراز صاحب نے لڑکے کے سر
سے پگڑی اُتار کر اس کے دو ٹکڑے کر ڈالے۔ جن میں سے ایک
باپ کے سر پر اور دوسرا بیٹے کے سر پر رکھ کر دونوں کو حصول سلطنت
کی خوشخبری سنائی۔ جب ۱۴۲۲ء میں احمد شاہ ولی تخت نشین ہوا۔ تو
اُس نے بہت سے بیش بہا نذرانے حضرت کی خدمت میں پیش
کئے۔ اور جاگیریں مقرر کر کے شہر کے قریب ہی انہیں ایک بیت العلوم
بنوا دیا۔ ان کی اولاد اب تک ان کے مقبرے پر سکونت پذیر
ہے۔ ہندوستان کے جنوبی حصّہ کے مسلمان اس مزار کی
ازحد عزت کرتے ہیں۔ مزار کی دیواریں قرآن کی آیات سے جو
ملمع شدہ حروف سے لکھی ہیں مزین ہیں۔ اور حضرت کے اوصاف
کا ایک فارسی قصیدہ بھی وہاں درج ہے۔

نفیس اور موٹی دریاں اور ہر قسم کے خیمے یہاں جیلخانے میں
تیار ہوتے ہیں۔ حال ہی میں سٹیشن سے تھوڑے فاصلے پر ایک
روئی کی مشین لگائی گئی ہے۔ جس میں روئی کے کپڑے اور سوت بنتا ہے
سٹیشن پر ویٹنگ روم موجود ہیں۔ اور شہر کے عین وسط میں
ایک منزلہ سرائے ہے۔ جو ریاست نظام کی تحویل میں ہے۔

گلبرگہ بمبئی سے ۳۵۳ میل ہے۔ تیسرے درجہ کا ڈاک گاڑی کا

کرایہ ۵ روپیہ ۸۔ آنہ اور سواری گاڑی کا ۳ روپیہ گیارہ آنہ ہے۔

گنگوہ

یہ قصبہ صوبہ آگرہ و اودھ کے ضلع سہارنپور میں ہے۔ اور نارتھ ویسٹرن ریلوے کے سرساوہ سٹیشن سے تقریباً بیس میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اس قصبے کے نئے اور پرانے دو حصے ہیں۔ اوّل الذکر حصّہ کی بنیاد راجہ گنگ نے ڈالی تھی جس کے نام پر اس قصبہ کا نام گنگوہ مشہور ہوگیا ہے۔ حصّہ دویم ایک مسلمان بزرگ شیخ عبدالقدوس نے آباد کیا تھا۔ مغربی سواد شہر اُنکے نام سے مشہور ہے۔ جہاں کئی ایک اور متبرک مزاروں کے بیچ میں اُن کا بھی مزار ہے۔ یہاں پر ہر سال اگست کے مہینے میں پیر الٰہی بخش شاہ ولایت صاحب کا میلہ ۴ روز تک ہوتا ہے جس میں پانچ ہزار کے قریب ہندو اور مسلمان آتے ہیں۔ زمانہ غدر میں سرکش گوجروں کی طرف سے اس شہر کو اندیشہ تھا لیکن رابرٹسن اور بالسٹر گن صاحبان نے اُنکو شکست فاش دیکر تتر بتر کردیا۔

گنگوہ میں دو سرائے اور ایک دھرم سالہ مسافروں کے آرام کے واسطے ہیں۔ یکّے اور بہلیاں سرساوہ سٹیشن پر ملتی ہیں۔

سرساوہ دہلی سے ۱۲۰ میل اور تیسرے درجے کا کرایہ ایک روپیہ ساڑھے چھ آنہ ہے۔

گوالیار

ریاست گوالیار کا پایہ تخت اور مہاراجہ سندھیا کی جائے سکونت ہے۔ یہ شہر بوجہ مفصلہ ذیل تین امور کے بہت دلچسپ ہے۔ اوّل جین مت کا قدیمی معبد ہے۔ دوم اہل ہنود کے زمانہ عروج کی عمارات کا ذخیرہ ہے اور سوم ہندوستان کی دیسی ریاستوں میں سے ایک بڑی ریاست اور نہایت مہذب راجہ کا ایسا صدر مقام ہے کہ جس میں کوہی قلعہ موجود ہے۔ یہ قلعہ جو ایک چٹان پر واقع ہے۔ ۱۸۸۵ء میں جھانسی کے عوض مہاراجہ سندھیا کو واپس دیا گیا تھا۔ قلعہ کی زیادہ سے زیادہ لمبائی ڈیڑھ میل ہے۔ اور زیادہ سے زیادہ چوڑائی تین سو گز۔ اس کے گرد ایک بڑی محکم فصیل ہے۔ اس فصیل تک پہنچنے کے لئے دیکھنے والے کو ایک ڈھلوان سڑک اور بڑی بڑی چٹانی سیڑھیوں کو طے کرنا پڑتا ہے۔ ان سیڑھیوں کی حفاظت کے لئے جن کا بڑا دروازہ ہاتھی دروازے کے نام سے مشہور ہے۔ (کیونکہ اسپر ایک ہاتھی کا بت بنا ہوا ہے) باہر کی جانب پتھر کی ایک بڑی بھاری دیوار بنی ہوئی ہے۔ قلعہ فصیل کی شمال مشرقی سمت میں ایستادہ ہے۔ اور ایک نہایت ہی خوشنما نظارہ ہے۔

گوالیار کا پرانا شہر جو بڑا وسیع ہے۔ چٹان کے مشرق میں واقع ہے

اس شہر میں محمد غوث کا مقبرہ ہے۔ جو اکبر کے عہد کے شروع میں تعمیر ہوا تھا یہاں اہل ہنود کے دو مشہور مندر ہیں ایک جو ساس بہو کا مندر کہلاتا ہے گو شکستہ حالت میں تاہم قابل دید ہے۔ دوسرا تیلی کا مندر جو قلعہ میں ہے۔ مگر گوالیار کا سب سے دلچسپ نظارہ جین مت کی غاریں ہیں جو چٹانوں کو کاٹ کر نہایت عمدگی سے بنائی گئی ہیں۔

یہ غاریں تعداد میں سَو کے قریب ہیں۔ اور تمام کی تمام ۱۴۴۱ء اور ۱۴۷۴ء کے درمیانی عرصہ میں بنائی گئی تھیں۔

مہاراجہ مان سنگھ کا محل جس کی تعمیر ۱۵۱۶ء میں ختم ہوئی تھی ہندوؤں کی پرانی طرز تعمیر کا ایک عمدہ نمونہ ہے۔ اسکا رقبہ ۴۸۰۰۰ مربع فیٹ ہے اور بلندی مشرق کی جانب سو فیٹ کے قریب ہے۔ علاوہ ازیں اس میں دو زمین دوز منزلیں قابل تعریف ہیں۔

گوالیار کا عجائب خانہ بھی دیکھنے کے قابل ہے۔

مہاراجہ صاحب نے سٹیشن کے قریب ہی معزز مسافروں اور سیاحوں کے لئے ایک بنگلہ بنوایا ہے جہاں چند شرائط کا لحاظ رکھ کر رہنے کی اجازت دیجاتی ہے۔ اس قسم کی اجازت کے متعلق گوالیار رزیڈنسی کے مہمان خانہ کے سپرنٹنڈنٹ سے تمام حالات کا پتہ ملسکتا ہے۔ سیاحوں کو گوالیار جانے سے پیشتر جواب کا انتظار کرنا مناسب ہے۔

سٹیشن کے قریب ہی ایک سرائے ہے اور سٹیشن پر بھی ریفرشمنٹ روم ہے۔ سٹیشن سے دو میل کے فاصلے پر شہر کے اندر ایک اور سرائے ہے جہاں جانے کے لئے یکے اور تانگے مل سکتے ہیں۔

گوالیار چھوٹی لائن کی شاخوں گوالیار سپری اور گوالیار بھنیڈ ریلوں کا جنکشن بھی اسی جگہ ہے۔ گوالیار براستہ جی آئی پی ریلوے بمبئی سے ۷۶۳ میل اور دہلی سے ۱۹۵ میل ہے تیسرے درجے کی سواری گاڑی کا کرایہ ۸ روپیہ گیارہ آنہ اور ۲-روپیہ ۹-آنہ ہے۔ اور ڈاک گاڑی کا کرایہ ۱۰-روپیہ ۶-آنہ اور ۲-روپیہ ۱۳-آنہ ہے۔

ردیف ل

لال اودیرو

نارتھ ولیسٹرن ریلوے کی لاہور۔کراچی شاخ کے سٹیشن اوڈیرو لال سے ۵ میل کے فاصلے پر ہے۔ یہاں ایک بزرگ کا مزار ہے۔ جسکو ہندو اور مسلمان دونو بڑی تعظیم و تکریم کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں۔ مارچ کے مہینے میں ہر سال اس مزار پر سات روز تک میلہ ہوتا ہے۔ جس میں تیس ہزار کے قریب دور دور سے لوگ آتے ہیں۔ گاؤں میں دیسی مسافروں کے لئے ایک سرائے اور دھرم سالہ ہے۔

اودیرولال سٹیشن لاہور سے ۶۵۰ میل اور کراچی سے ۲۳۲ میل ہے۔ تیسرے درجے کا کرایہ ۷ روپیہ ۱۰ آنہ اور ایک روپیہ ۹ آنہ ۲ پائی لگتا ہے۔ سٹیشن پر لال اودیرو جانے کیلئے اونٹ۔ ٹٹو۔ اور گاڑیاں کرایہ پر مل سکتی ہیں۔

لاہور

پنجاب کا دارالخلافہ اور نہایت قدیم مشہور شہر دریائے راوی کے بائیں طرف ایک میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ یہ دریا پہلے شہر کے پاس ہی بہتا تھا۔ ۱۶۶۲ء میں اس نے اسقدر بربادی کی کہ اینٹوں کا ایک پشتہ چار میل لمبا اُس کو روکنے کے لئے بنانا پڑا۔ اسکے تھوڑے عرصہ کے بعد دریا کی رو بدل گئی ہے۔ اور پھر کبھی بھی وہ اپنی پرانی گذرگاہ پر نہیں آیا۔ گذشتہ زمانے میں لاہور ایک بہت بڑا شہر تھا۔ تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ شمالی ہندوستان کے ہر ایک مسلمان شاہی خاندان کی حکومت سے اس کا علاقہ رہا ہے اور اکثر اوقات دارالسلطنت بھی رہا ہے۔ پہلے اسکے گرداگرد ۱۵ فیٹ اونچی فصیل بنی ہوئی تھی۔ اور اُسکے تیرہ دروازے تھے۔ لیکن تھوڑا عرصہ ہوا یہ دیوار گرادی گئی۔ شہر کے شمال کی طرف قلعہ ہے۔ اس شہر کے اصلی بانی راجپوت تھے۔ اور غالباً یہ شہر قدیم راجپوت ریاستوں میں سے کسی ایک کا دارالخلافہ تھا۔ مسلمانوں کے

حملے کے وقت بھی لاہور ایک زبردست ہندو ریاست کا پایہ تخت تھا۔ جس کے ماتحت کئی ایک ریاستیں باجگذار تھیں۔ اس شہر کی بنیاد پہلی صدی عیسوی کے اخیر یا دوسری کے شروع میں ڈالی گئی تھی اسوقت لاہور میں صرف چند چغتائی عمارتیں قابل دید ہیں۔ سنہ ۱۷۶۷ء سے اس شہر پر سکھوں کی حکومت رہی۔ لیکن علی وال مدکی، فیروز شاہ۔ اور سبراون کی لڑائیوں کے بعد تمام پنجاب کے ساتھ یہ شہر بھی انگریزوں کے قبضہ میں آگیا۔ اور سنہ ۱۸۴۹ء سے انگریزی سلطنت کے صوبہ پنجاب کا دار الحکومت ہے۔ یہاں کا عجائب خانہ سنہ ۱۸۶۴ء میں پنجاب کی نمایش کے لئے تعمیر کیا گیا تھا۔ عجائب خانہ کے سامنے مشہور توپ زمزمہ رکھی ہوئی ہے۔ جس کو عوام الناس بھنگیوں کی توپ کہتے ہیں۔ یہ بڑی توپ سنہ ۱۵۶۱ء میں ہندوستان میں ہی تیار ہوئی تھی۔ اور احمد شاہ ابدالی پانی پت کے میدان میں اسے کام میں لایا تھا۔ لیکن زیادہ بھاری ہونے کے سبب کابل کو واپس نہ لے جا سکا۔ پھر سنہ ۱۸۰۲ء تک یہ توپ سکھوں کے نہایت زبردست جتھے یعنی امرتسر کے بھنگیوں کے قبضہ میں رہی۔ جسکی وجہ سے یہ بھنگیوں کی توپ مشہور ہے۔ انکے بعد رنجیت سنگھ اس پر قابض ہوا۔ چونکہ یہ توپ سکھوں کی حکومت کا

طلسم خیال کی جاتی تھی جب یہ رنجیت سنگھ کے قبضے میں آئی تو اُسکا سکہ اور بھی زیادہ بیٹھ گیا۔ عجائب خانہ کے پاس جنرل پوسٹ آفس (بڑا ڈاکخانہ) گورنمنٹ تارگھر۔ دیگر سرکاری دفاتر ہیں۔ اور پنجاب یونیورسٹی کا سینٹ ہال جو حال ہی میں تعمیر ہوا ہے۔ انارکلی کی قبر یا سینٹ سٹیفن کا گرجا چیف کورٹ۔ گول باغ۔ گورنمنٹ کالج۔ عدالت سشن۔ ہائی سکول۔ میو ہسپتال۔ میڈیکل کالج۔ کمپنی باغ۔ لارنس ہال۔ منٹگمری ہال اور گورنمنٹ ہوس جو دراصل محمد قاسم خاں شاہنشاہ اکبر کے بھائی کی قبر تھی۔ شالامار باغ۔ بادشاہی مسجد۔ مسجد وزیر خاں۔ قلعہ۔ چڑیا خانہ۔ مقبرہ جہانگیر۔ ریلوے سٹیشن۔ سنہری مسجد وغیرہ قابل دید مقامات ہیں۔

نادرہ بیگم جو اکبر کی منظور نظر لونڈی تھی۔ اور جس کو انارکلی کا خطاب دیا گیا تھا۔ اس اشتباہ میں کہ جہانگیر کے ساتھ اُسکا ناجائز تعلق تھا۔ اکبر کے حکم سے زندہ دفن کردی گئی تھی۔ سن ۱۶۱۵ء میں جہانگیر نے اُسکا مقبرہ تعمیر کرایا۔ سنگ مرمر کا تعویذ قبر جو پہلے وسط میں تھا۔ اب ایک کوٹھری میں رکھا ہوا ہے۔ اس مقبرے سے اب گرجے کا کام لیا جاتا ہے۔

اگرچہ لاہور ایک صحت افزا جگہ سمجھی جاتی ہے۔ لیکن موسم

گرما میں گرمی اور موسم سرما میں سردی بڑی شدت سے ہوتی ہے
یہاں بہت سے میلے لگتے ہیں۔ ان میں سب سے زیادہ دلچسپ مشہور میلہ چراغاں ہے۔ یہ میلہ ماہ مارچ کے آخر ہفتہ میں شالامار باغ ہوتا ہے۔ اور تین دن تک رہتا ہے۔ ۹۰ ہزار کے قریب مختلف مقامات سے لوگ اس میں شریک ہوتے ہیں۔

شہر میں کئی ایک سرائے اور ہوٹل ہیں۔ ایک نہایت عمدہ اور عالیشان پختہ سرائے میاں چراغ دین نے حال ہی میں سٹیشن کے قریب تعمیر کرائی ہے۔ دوسری میاں سلطان کی سرائے بھی بڑی وسیع ہے اور سٹیشن سے صرف چند منٹ کی مسافت پر واقع ہے سٹیشن پر ہندو اور مسلمانوں کیلئے کھانے کے کمرے ہیں۔ جہاں عمدہ کھانا مل سکتا ہے۔ ہر قسم کی سواری ہر وقت مل سکتی ہے۔

مفصلہ ذیل مسلمان بزرگوں کے مزار قابل دید ہیں۔

(۱) **شاہ ابو المعالی**۔ نام آپ کا خیر الدین۔ اور سلسلہ قادریہ تھا۔ آپ کا مزار موچی دروازے کے باہر ہے۔ مزار کے ارد گرد ایک عالیشان مسجد ہے۔ جس کو حضرت نے اپنی زندگی میں بنوایا تھا مسجد کے مشرق میں ایک کنواں اور مزار کے احاطے میں سینکڑوں قبریں ہیں۔ اس مزار کا عرس ۱۰ ربیع الاول کو منعقد ہوتا ہے۔

(۲) **شاہ چراغ**۔ اسم شریف آپ کا عبد الرزاق تھا۔ آپ بڑے کامل بزرگ

اور صاحب باطن فقیر ہوئے ہیں۔ شاہ جہاں بادشاہ آپ کا نہایت معتقد تھا۔ آپ کا مزار چیف کورٹ اور اکونٹنٹ جنرل کے دفتر کے پاس ہے۔ اس مزار کا عرس ہر سال بڑی دھوم دھام سے ہوتا ہے۔

(۳) **موج دریا**۔ آپ کا اصلی نام میراں محمد شاہ اور وطن اوچ شریف واقع ریاست بھاولپور تھا۔ اکبر بادشاہ آپ کا نہایت معتقد تھا۔ اور علاقہ بٹالہ میں ۹۔ لاکھ کی جاگیر عطا کی تھی۔ کہتے ہیں کہ حضرت موج دریا کی اولاد کے پاس فرمان عطائے جاگیر مہری و دستخطی شاہنشاہ اکبر نے اب تک موجود ہے۔ جب اکبر بادشاہ نے قلعہ چتوڑ کا محاصرہ کیا۔ تو جب تک حضرت موج دریا موقع پر تشریف لیگئے۔ قلعہ سر نہ ہو سکا۔ قبر خام آپ کی موضع بھوگی وال نواح لاہور میں ہے۔ ہر سال یہاں پر عرس ہوتا ہے۔

(۴) **شاہ محمد غوث**۔ آپ کا سلسلہ حضرت غوث الاعظم تک چلتا ہے۔ مزار برلب سڑک بیرون دہلی دروازہ و اکبری دروازہ ہے ۱۷۔ ربیع الاول کو بڑی دھوم سے عرس ہوتا ہے۔ لاہور، امرتسر و گردنواح سے زائرین نہایت کثرت سے آتے ہیں۔

(۵) **درس میاں وڈا**۔ آپ کا اصل نام حافظ محمد اسماعیل تھا بڑے باکرامت شخص تھے۔ دور دور تک مشہور ہے کہ حضرت کے مزار

کا گھاس کھانے سے خواہ کیسا ہی کند ذہن شخص کیوں نہو معمول سے جلدی قرآن شریف حفظ کر لیتا ہے۔ آجکل بھی ساٹھ ستر مسافر و یتیم اندھے وغیرہ آپ کے مزار پر درس و تدریس میں مشغول رہتے ہیں۔ یہ مزار شالامار باغ کے جنوب کی طرف واقع ہے۔

(۶) **میراں بادشاہ**۔ اصل نام سید ابو اسحاق تھا۔ لاہور کے باشندے آپ کے مزار کا جو وزیر خاں کی مسجد میں اندرون دہلی دروازہ ہے۔ نہایت ادب کرتے ہیں۔ مسجد بھی قابل دید عمارت ہے۔

(۷) **حضرت ایشاں**۔ اصلی نام خاوند محمود" اور جائے ولادت بخارا ہے۔ جہانگیر بادشاہ آپ کی ہمراہی کو باعث فخر سمجھا کرتا تھا۔ اور نواب وزیر خاں صرف آپ کی ہی دعا اور برکت سے لاہور کا صوبہ دار ہوا۔ بڑے صاحب کرامت اور پابند شرع بزرگ تھے آپ کا روضہ بیگم پورہ کے متصل ہے۔

(۸) **حضرت لال حسین**۔ سرخ رنگ کے کپڑے پہنا کرتے تھے۔ اسی سبب سے اُن کا نام لال حسین مشہور ہے۔ دس سال کی عمر میں آپ کو پیر کامل ملا چھبیس سال تک آپ بدرجہ کمال زاہد و عابد رہے۔ اور ستائیس سال آپ نے رندانہ و مستانہ زندگی بسر کی۔ حضرت مادھو آپ کے معشوق یا مرید صادق اور باکمال تھے۔ اپنے پیر کے

مقبرہ میں بمقام باغبانپورہ جو لاہو کے قریب ایک گاؤں ہے۔ دفن کئے گئے۔ اور مزار کا نام مادھو لال حسین ہو گیا۔ مارچ کے اخیر میں اس مزار کا عرس ہوتا ہے۔ جو بسبب روشنی کے میلہ چراغاں کہلاتا ہے اب میلہ شالامار باغ میں ہوتا ہے۔ دور دور سے بے انتہا خلقت اس میلہ میں آتی ہے۔

(۹) داتا گنج بخش۔ نام آپ کا حضرت علی مخدوم ہجویری غزنوی جلالی اور مشہور داتا گنج بخش ہے۔ اور آپ کا مزار بیرون بھاٹی دروازہ رائے میلا رام کے کارخانے کے پیچھے ہے۔ داتا گنج بخشؒ صرف فقیر کامل ہی نہ تھے۔ بلکہ صاحب علم و فضل اور صاحب تصنیفات تھے۔

(۱۰) حضرت میاں میر۔ آپ کا مزار سڑک چھاؤنی میاں میر پر واقع ہے آپ سے اس قدر کرامات ظہور میں آئیں کہ اُنکے درج کرنے کے لئے ایک ضخیم کتاب کی ضرورت ہے۔ دارا شکوہ آپ کا بڑا معتقد تھا۔ اس مزار پر دو میلے ہوتے ہیں۔ ایک عرس جبکہ زائرین اور دیگر لوگ وہاں شب باش ہوتے ہیں۔ اور ناچ مجرے وغیرہ ہوتے ہیں دوسرا میلہ ساون بھادوں میں ہر بدھ کو ہوتا ہے۔

انکے علاوہ لاہور میں بیشمار بزرگوں کے مزار ہیں جن کا یہاں درج کرنا امر محال ہے۔

لاہور کلکتہ سے ۱۲۱۳ میل۔ بمبئی سے براستہ بی بی اینڈ سی آئی ریلوے ۱۰۹۸ میل ہے۔ تیسرے درجے کا کرایہ ۱۱ روپیہ ۱۵ آنہ۔ اور دس روپیہ ۸ آنے ہے۔

لدھیانہ

ضلع لدھیانہ کا صدر مقام ہے۔ اور لاہور سے ۱۱۰ میل کے فاصلے پر نارتھ ویسٹرن ریلوے کا جنکشن ہے۔ تیسرے درجے کا کرایہ ایک روپیہ ۵ آنہ ۹ پائی ہے۔ لودھیانہ ۱۴۸۰ء میں خاندان لودھی کے شاہزادوں یوسف و نہنگ نے جو اس وقت دہلی میں حکمران تھے بسایا تھا۔ بہت سے انقلابات کے بعد ۱۸۰۹ء میں سرکار انگریزی کے ہاتھ آیا۔ اس شہر کے باشندے زیادہ تر کشمیری اور پٹھان ہیں۔ پٹھان کابل کے جلاوطن کئے ہوئے شاہی خاندان سے ہیں۔

یہاں جناب شیخ عبدالقادر جیلانی صاحب کا مزار ہے جسکو مسلمان بڑی عزت کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں۔ ہر سال اس مزار پر بڑا میلہ لگتا ہے۔ جو چار دن تک رہتا ہے۔ ساٹھ ہزار کے قریب لوگ دور دور سے اس میلہ پر آتے ہیں۔

لودھیانہ پشمینے کی شالوں۔ سوتی کپڑوں۔ دوپٹوں۔ گلوبندوں لنگیوں اونی جرابوں۔ اور دستانوں کے واسطے مشہور ہے۔ یہاں غلہ کی ایک بڑی منڈی ہے۔

شہر میں کئی ایک سرائیں اور دھرمسالہ ہیں۔ سواری ہر وقت ملتی

ہے۔ دو تین سرائے سٹیشن کے قریب ہی ہیں۔

لکھنؤ

یہ ہندوستان کا پیرس صوبہ اودھ میں اودھ روہیلکھنڈ ریلوے پر صاحب کمشنر لکھنؤ قسمت کا صدر مقام ہے۔ کلکتہ بمبئی اور مدراس کے سوا ہندوستان بھر میں سب سے بڑا اور خوبصورت شہر ہے۔ اس جگہ چھاؤنی بھی بہت بڑی ہے۔ بہت سی انگریزی اور دیسی پلٹنیں پیادوں سواروں کی اور توپخانے ہمیشہ موجود رہتے ہیں۔ لکھنؤ میں کئی ایک ہوٹل اور سرائے ہیں۔ بگھیاں۔ یکے وغیرہ ہر وقت کرایہ پر ملتے ہیں۔ یہ شہر کانپور سے بذریعہ اودھ روہیلکھنڈ ۴۶ میل بمبئی سے بذریعہ گریٹ انڈین پننشولا ریلوے وبراستہ کانپور ۸۸۵ میل اور کلکتہ سے بذریعہ ایسٹ انڈین۔ اور اودھ روہیلکھنڈ ریلوے ۶۱۹ میل بمبئی کا تیسرے درجے کا کرایہ مسافر گاڑی میں دس روپیہ چار آنہ۔ کلکتہ سے ۹ روپیہ ۷ آنہ اور کانپور سے ساڑھے نو آنہ ہے۔

نواب سعادت خاں نے جب ۱۷۳۲ء میں سلطنت اودھ کی بنیاد رکھی تو لکھنؤ کو اپنا دارالسلطنت مقرر کیا۔ لیکن آصف الدولہ نواب چہارم کے زمانہ سے اس شہر کی رونق بڑھنی شروع ہوئی اسی نواب نے یہاں کا مشہور و معروف امام باڑہ بنوایا تھا جس میں ایک کمرہ ۱۶۷ فیٹ لمبا

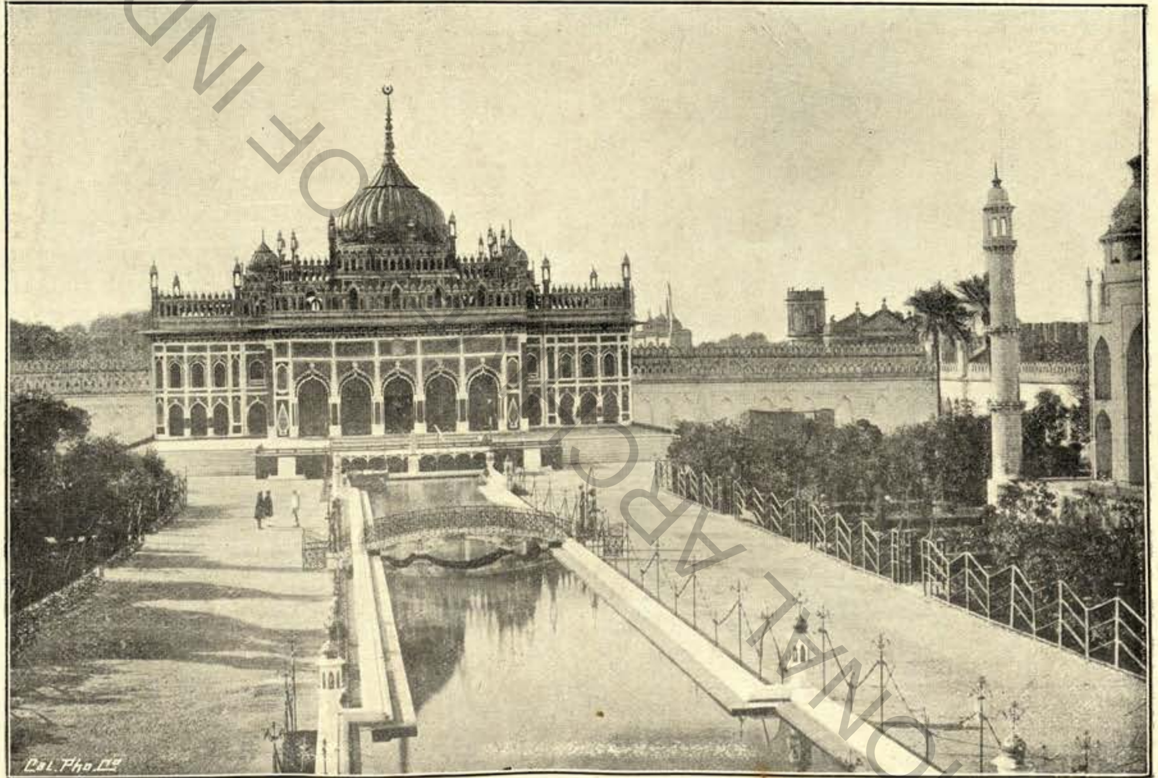


Photo. by Bourne and Shepherd, Calcutta.

امام باڑہ - لکھنؤ

اور ۵۲ فیٹ چوڑا ہے۔ یہ امام باڑہ سنہ ۱۷۸۰ء کی خوفناک قحط سالی میں قحط زدگان کی امداد کیواسطے تعمیر کرایا گیا تھا۔ کہتے ہیں کہ اسپر ایک کروڑ اشرفی لاگت آئی تھی۔ دیکھنے کے قابل عمارت ہے۔ سنہ ۱۷۹۸ء میں نواب اودھ نے اپنی سلطنت کا نصف حصہ سرکار انگریزی کو اس شرط پر دیدیا کہ انگریزی فوج اُسکے ملک کی حفاظت کرے۔ پھر سنہ ۱۸۰۱ء کے عہدنامہ کے رو سے ملک اودھ گورنمنٹ انگریزی کے اقتدار میں آگیا۔ اور سنہ ۱۸۵۶ء میں نواب کی بدانتظامی کے سبب سے تمام صوبہ اودھ علاقہ سرکار انگریزی میں شامل کرلیا گیا۔ سنہ ۱۸۵۷ء کے غدر میں لکھنؤ نے بھی حصہ لیا تھا۔

اس شہر میں قابل دید مقامات یہ ہیں۔

ریزیڈنسی اور بیلی گارد دروازہ۔ اس دروازہ کو میجر بیلی نے جو سنہ ۱۸۰۰ء میں لکھنؤ کے "ریزیڈنٹ" تھے بنوایا تھا۔ ریزیڈنسی کے قریب ہی قبرستان ہے۔ جس میں سر ہنری لارنس صاحب مدفون ہیں۔

ماچھی باون۔ اس میں امام باڑہ اور حسین آباد میں حسین آباد میں کئی بیش بہا جھاڑ رکھے ہوئے ہیں **چھتر منزل**۔ اب یونائٹڈ سروس کلب کے استعمال میں ہے۔ **بنارسی باغ**۔ **سکندر باغ** آخرالذکر کے گرد دیوار کھچی ہوئی ہے۔ غدر میں دو ہزار سپاہی اس جگہ باغیوں کے ہاتھ سے قتل ہوئے تھے۔ سکندر باغ کے قریب مارٹینیر کالج ہے۔

اسکی بنیاد میجر جنرل کلاڈ مارٹن نے ڈالی تھی۔ یہ صاحب انگریزی فوج کے ایک سپاہی بھرتی ہو کر ہندوستان میں آئے تھے۔ مگر اپنی قابلیت کی بدولت بڑھتے بڑھتے میجر جنرل کے ممتاز عہدے تک پہنچ گئے۔ جب ۱۸۰۰ء میں اُنہوں نے وفات پائی۔ تو یہیں دفن کئے گئے۔ ونگفیلڈ پارک جو نہایت خوشنما ہے۔ اسمیں خوشنما پھولوں کے تختے اور نایاب درخت و پودے ہیں۔ علاوہ ان کے عجائب خانہ۔ ابزرویٹری۔ آہنی پل۔ قیصر باغ۔ دلکشا جہاں جنرل ہیولاک صاحب نے وفات پائی عالم باغ جہاں وہ دفن ہوئے۔ اور دیگر باغات اور عمارات بھی دیکھنے کے قابل ہیں۔
لکھنؤ۔ بنارس اور رائے بریلی ریلوے شاخوں کا جنکشن ہے۔

ردیف م

مارموگاؤ

احاطہ مدراس میں ویسٹ انڈیا پرتگیز ریلوے کا مقام اختتام ہے اس شاخ کے کیسل راک اور کولم سٹیشنوں کے بیچ میں گھاٹ کا نظارہ اور دودھ ساگر آبشار جو کیسل راک سٹیشن سے ۸½ میل ہے قابل دید ہیں یورپین لوگوں کے لئے مارموگاؤ میں ایک نفیس ہوٹل بھی ہے۔
پنجم جو پورتگال والوں کا ہندوستان میں دارالحکومت ہے۔ یہاں سے

۷ میل ہے۔ اور پورانہ گوا جو اب ویران حالت میں ہے۔ ۱۰ میل۔ یہ ہر دو مقامات دیکھنے کے لایق ہیں۔ اوّل الذکر میں کئی عام سیر گاہ باغات ہیں اور آخر الذکر خوشنما گرجوں کے لئے مشہور ہے۔

پنجم سے پورانے گوا کا سفر دلکش نظارے کے سبب نہایت فرحت افزا ہے اور قبل از وقت انتظام کرنے سے کشتی اور گاڑی بھی ملسکتی ہیں۔

مارموگاؤ پوناسی ۳۶۴ میل ہے۔ درجہ سوئم کا کرایہ ۴ روپے ۱۱ آنہ ۳ پائی لگتا ہے۔

مانڈلے

ملک برہما میں ضلع مانڈلے کا صدر مقام دریائے ایراودی کے مشرقی کنارہ سے دو میل کے فاصلے پر واقع ہے اور ایک تنہا پہاڑی کے دامن میں میدان پر آباد ہے۔ شہر کی شکل مربع ہے جسکا ہر پہلو تقریباً ایک میل ہے اس کے گرداگرد ۲۶ فیٹ اونچی اور ۳ فیٹ چوڑی دیوار بنی ہوئی ہے۔ دیوار مذکور میں ہر پہلو پر تین تین دروازے بنے ہوئے ہیں۔ باہر کی طرف سَو فیٹ چوڑی خندق ہے۔ جو ہمیشہ پانی سے پُر رکھی جاتی ہے۔ مانڈلے کا عظیم الشان اور نہایت خوبصورت "اراکان پگوڈا" قابل دید ہے اس کے اندر بُدھ کا پیتل کا بُت ہے۔

مانڈلے رنگون سے بذریعہ ریل ۳۸۶ میل اور تیسرے درجے کا کرایہ ۶ روپیہ ۶ پائی ہے۔

مٹاری

سندھ کے ضلع حیدر آباد و سب ڈویژن حالہ میں قصبہ حالا سے ۲۰میل بجانب جنوب اور حیدر آباد سے ۱۶میل بجانب شمال واقع ہے یہ ۱۳۲۲ء میں آباد ہوا تھا۔ علاوہ ایک عمدہ جامع مسجد کے جو ایک صدی سے چلی آتی ہے۔ دو بڑے مشہور ولیوں کے مزار ہیں۔ جن پر ستمبر اور اکتوبر میں میلے لگتے ہیں۔ دو ہزار سے تین ہزار تک لوگ ان موقعوں پر آتے ہیں۔

مٹاری میں اناج۔ تیل۔ کھجور۔ سوتی اور ریشمی کپڑے اور چینی کی تجارت ہوتی ہے۔ گاؤں میں ایک دھرم سالہ بھی ہے۔

حیدر آباد نارتھ ویسٹرن ریلوے کی لاہور کراچی لائن پر لاہور سے ۴۰۷میل ہے۔ تیسرے درجے کا کرایہ ۷روپیہ ۱۴آنہ ۶پائی لگتا ہے۔

محمدؐ آباد

اس شہر کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اسے محمد بیگڑا بادشاہ گجرات نے ۱۴۸۴ء میں آباد کیا تھا۔ شہر کے دروازے۔ فصیل کے آثار۔ باولی کے کھنڈر۔ دھندیا تالاب اور بھاری کنواں جو کیرا کی سڑک پر واقع ہے۔ یہاں کے بہت دلچسپ مقامات ہیں۔ مگر ان کھنڈرات میں خوبصورتی میں سب سے بڑھ کر دو خانقاہیں ہیں۔ جو شہر سے بجانب شرق ۱½ میل کے فاصلے پر ۱۴۸۴ء میں سید مبارک کی

یادگاریں جو بادشاہ مذکورہ بالا کا وزیر تھا۔ بنائی گئی تھیں۔ ان میں سے ایک کی نسبت ایک معزز اور محقق انگریز کا قول ہے کہ اگر اسکی عمارت بہت وسیع ہوتی تو اپنی قسم کی عمارتوں میں اسکی کوئی نظیر نہ ہوتی۔

محمد آباد بمبئی بڑودہ سنٹرل انڈیا کی لائن کے راستے بمبئی سے ۲۹۲ میل ہے۔ اور تیسرے درجے کا کرایہ تین روپیہ تین آنے ہے۔

مدراس

احاطہ مدراس کا دارالحکومت اور تاریخ کے لحاظ سے بڑا دلچسپ مقام ہے۔ یہ شہر ملک ہندوستان میں تیسرے درجے پر ہے۔ اور احاطہ مدراس کے مشرقی ملٹری ڈویژن کا صدر مقام ہے۔ اس جگہ ہائی کورٹ و دیگر فوجی اور سول دفاتر ہیں۔ یہاں پر قابل دید مقامات یہ ہیں۔ دستکاری کا سکول۔ عجائب خانہ۔ اتواپ کا کارخانہ۔ سکاچ کرک۔ وکٹوریہ ہال۔ لارڈ منرو۔ کارنوالس۔ اور جرنل نیل کے بت۔ نیپیر پارک۔ ہائی کورٹ۔ لا کالج۔ قلعہ سینٹ جارج جو اب اسلحہ خانہ کا کام دیتا ہے۔ اور جہاں ٹیپو سلطان کی دو توپیں رکھی ہوئی ہیں۔ نواب کرناٹک کا محل جو قلعہ سے تھوڑے فاصلے پر ہے۔ رصدگاہ اور گورنمنٹ ہوس۔

مدراس ریلوے اور سوتھ انڈین ریلوے کے مدارس میں

چھ چھ سٹیشن ہیں۔ اس شہر میں کئی ہوٹل اور دیسیوں کے لئے کئی آرام گاہ ہیں۔ ان میں سے ایک جس کو راجہ سر سوامی مودلیر کی چولٹری کہتے ہیں۔ مدراس ریلوے کے سنٹرل (وسطی) اسٹیشن اور ساؤتھ انڈین ریلوے کے پارک سٹیشن کے قریب ہے۔ شہر میں اور سب سٹیشنوں پر گاڑیاں ملتی ہیں۔ مدراس کی آب و ہوا بہر حال اچھی ہے۔

مدراس بمبئی سے بذریعہ جی۔ آئی۔ پی۔ اور مدراس ریلوے ۷۹۴۔ اور کلکتہ سے بنگال ناگپور ریلوے میں براستہ کٹک اور والٹیر ۱۰۳۲ میل ہے۔ تیسرے درجے کا کرایہ بمبئی سے ڈاک گاڑی میں ۱۱ روپیہ۔ ۸۔ آنہ۔ اور کلکتہ سے ۱۳ روپیہ۔ ۷۔ آنہ لگتا ہے۔

مراد آباد

صوبہ آگرہ اور اودھ کے ضلع مراد آباد میں شہر۔ میونسپلٹی اور ضلع کا صدر مقام اور ریاست رامپور کی سرحد سے دس میل کے فاصلے پر دریائے رام گنگا کے داہنے کنارہ پر واقع ہے۔ سہارنپور سے بذریعہ اودھ روہیلکھنڈ ریلوے ۲۰۱ میل اور دہلی سے ۱۰۰ میل ہے۔ تیسرے درجے کا کرایہ ان ہر دو مقامات سے ایک روپیہ سوا سات آنہ۔ اور ایک روپیہ پانچ آنہ لگتا ہے۔

زمانہ قدیم میں روہیلکھنڈ آہیر قوم کی سلطنت پنچالہ کا حصہ تھا چنانچہ اب تک آہیر لوگ موجودہ ضلع مراد آباد کے جنوب مشرقی پرگنوں میں آباد ہیں۔ بریلی میں آہیچھترہ اُن کا دارالخلافہ تھا۔ گو اس زمانے میں ضلع مراد آباد میں سنبھل زیادہ ترقی پر تھا۔ مسلمانوں کی حکومت کے آغاز میں یہ قصبہ لوکل گورنمنٹ کا صدر مقام ہوا۔

مراد آباد کی بنیاد ۱۶۲۵ء میں رستم خاں حاکم کٹھور نے ڈالی۔ اور شاہجہاں کے لڑکے مراد کے نام پر اسکا نام مراد آباد رکھا۔ شہر میں چند نفیس شارع عام راستہ اور تقریباً ۱۱ محلے ہیں۔ قلعہ جو عین دریائے رام گنگا کے کنارہ پر واقع ہے۔ اور جس کو رستم خاں نے تعمیر کرایا تھا۔ جامع مسجد کی خوبصورت عمارت جو ۱۶۳۴ء میں تیار ہوئی۔ نواب عظمت اللہ خاں کا مقبرہ۔ میونسپل ہال اور لٹریری انسٹیٹوٹ۔ گورنمنٹ اور مشن ہائی سکول۔ شفاخانہ۔ اور کوتوالی جو حال میں تعمیر ہوئے ہیں وغیرہ اچھی عمارتیں ہیں۔ جیل خانے سے آگے چھاؤنی واقع ہے۔ لیکن پلٹنیں اب وہاں سے اٹھالی گئی ہیں۔

غلہ۔ گھی۔ چینی۔ مویشی۔ تیل۔ سرسوں۔ ولایتی اور دیسی کپڑا۔ دھاتیں وغیرہ باہر سے آتی ہیں۔ مراد آباد نقاشی برتنوں کے لئے دور دور تک مشہور ہے۔ شہر میں ہزارہا لوگ اسکی بدولت پلتے ہیں

ابر ہے۔ دیسی کپڑا بھی شہر میں بنتا ہے۔

شہر میں ایک عالیشان سرائے ہے۔ اور دوسری سٹیشن کے قریب ہے سواری سٹیشن پر اور شہر میں ہر وقت ملتی ہے۔

مسانیان

صوبہ پنجاب کے ضلع گورداسپور۔ تحصیل بٹالہ میں بٹالہ ریلوے سٹیشن سے ۳ میل پر ایک گاؤں ہے۔ یہاں ہر سال مئی کے مہینے میں شاہ بدر دیوان کے مزار پر چار روز تک بڑا بھاری میلہ ہوتا ہے جس میں بیس ہزار کے قریب زائرین کا مجمع ہوتا ہے۔ اس گاؤں میں سرائے کوئی نہیں۔ لوگ میدان میں ٹھہرتے ہیں۔

بٹالہ نارتھ ویسٹرن ریلوے کی امرتسر پٹھان کوٹ شاخ امرتسر سے ۲۴ میل ہے۔ تیسرے درجے کا کرایہ ساڑھے چار آنہ لگتا ہے۔

ملتان

یہ پنجاب کا بڑا پرانا شہر نارتھ ویسٹرن ریلوے پر لاہور سے ۲۰۷ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ تاریخی واقعات کے لحاظ سے بہت مشہور ہے۔ یہاں مسلمان ولی بھی بہت سے ہوئے ہیں شہر کے اندر اور باہر مزار ہی مزار نظر آتے ہیں۔ ان میں حضرت شاہ بہاؤالدین یا بہاؤالحق صاحب کا مزار پنجاب کے تمام جنوبی مغربی

علاقے اور سندھ میں مشہور ہے۔ یہ بزرگ بڑے کامل اور باکرامت تھے۔

قلعہ کے جنوب مغرب کی طرف حضرت شاہ رکن عالم صاحب کا مزار بھی بڑا متبرک خیال کیا جاتا ہے۔ سندھ اور دیگر مقامات سے ہزارہا لوگ اِن دونو مزاروں پر منتیں ماننے اور چڑھاوے چڑھانے آتے ہیں۔ اِنکے علاوہ شیر شاہ۔ مخدوم رشید۔ بدہن سنت شمس تبریز وغیرہ کے مزار بھی قابل دید ہیں۔ ان پر ہر سال میلے لگتے ہیں۔ جن میں ایک ہزار سے تیس ہزار تک لوگوں کا ہجوم ہوتا ہے

ملتان میں ریشم کے کپڑے پائے جاتے ہیں۔ ہر سال بہت سا ریشم کچّا اور صاف شدہ یہاں سے باہر جاتا ہے۔ مٹی کے روغنی برتن چاندی کے زیور۔ دریاں اور قالین بھی کثرت سے بنتے ہیں۔ شہر میں مسافروں کے اُترنے کے لئے بہت سی سرائے ہیں۔ سواری ملتی ہے۔

لاہور سے ملتان شہر ۲۰۷ میل ہے۔ اور چھاؤنی ۲۰۸ میل تیسرے درجے کا کرایہ ۲۔ روپیہ ۶۔ آنہ۔ ۹۔ پائی اور ۲۔ روپیہ ۷۔ آنہ لگتا ہے۔

منگیر

سطح سمندر سے ۱۳۴ فیٹ کی بلندی پر دریائے گنگا کے

دائیں کنارے پر یہ ایک بڑا وسیع شہر ہے۔ جو ضلع مُنگیر کا صدر مقام ہے۔ یہاں کی آب وہوا بڑی خوشگوار اور صحت افزا ہے۔

سٹیشن سے تین میل کے فاصلے پر سیتا کنڈ کے گرم چشمے ہیں جہاں ہندو جاتری بکثرت جاتے ہیں۔

تاریخی لحاظ سے یہ شہر بہت مشہور ہے۔ کیونکہ یہاں بنگال بہار اوڑلیسہ کے نواب میر جعفر نے اودھ واپس ہونے سے پیشتر انگریزی فوج کا اخیری مقابلہ بڑی دلیری سے کیا تھا۔ اور انگریزوں کو آگے بڑھنے سے روکنے کی غرض سے ڈکرا نالہ کا ایک پل جو مُنگیر سے تین میل کے فاصلے پر ہے اُڑا دیا تھا۔ اس پل کے بڑے بڑے ٹکڑے اب تک موجود ہیں۔

منگیر کا قلعہ دریائے گنگا کے کنارے ایک پہاڑی کی چوٹی پر بڑے اچھے موقع پر بنا ہوا ہے۔ اسکی فصیل کے اندر کسی زمانے میں ایک بڑے میدان میں جو ۴۰۰۰ فیٹ لمبا اور ۳۵۰۰ فیٹ چوڑا ہے۔ ایک پہاڑی پر ایک اور قلعہ تھا۔ جس کا اب کوئی نشان باقی نہیں رہا۔

ضلع منگیر میں کاجرا سٹیشن سے بسمت جنوب تین میل کے فاصلے پر ریلوے لائن کے قریب ہی اورین نام گاؤں ہے۔ جہاں

سنگ سرخ کی ایک خوشنما پہاڑی ہے۔ کہتے ہیں کہ گوتم بدھ یہاں آکر گوشہ نشین ہوا تھا۔ اس سے پانچ میل کے فاصلے پر ایک اور رشی مسمی اشرنگا کی گوشہ نشینی کا مقام ہے۔

مُنگیر براستہ ایسٹ انڈین ریلوے کلکتہ سے ۲۹۶ میل ہے۔ تیسرے درجے کا کرایہ ۳ روپئے ۵ آنہ ۶ پائی ہے۔

منماد

یہ مقام جی آئی پی ریلوے کی دہوند منماد شاخ اور نظام ریلوے کی حیدر آباد گوداوری ویلی شاخ کا جنکشن ہے۔ سٹیشن پر ویٹنگ روم اور ریفرشمنٹ روم بنے ہوئے ہیں۔ اور تھوڑے فاصلے پر ایک ڈاک بنگلہ بھی ہے۔ حیدر آباد گوداوری ویلی کے سٹیشن دولت آباد سے چار میل کے فاصلے پر ایلورہ کے مشہور و معروف غاروں کے مندر ہیں۔ یہ مندر شمار میں تیس سے زیادہ ہیں۔ اور سخت چٹان کو کاٹ کر بنائے ہوئے ہیں۔ قابل دید ہیں۔ ان میں سے سب سے بڑا اور مشہور مندر کیلاس کہلاتا ہے۔ دولت آباد میں ان مندروں کے دیکھنے کے لئے سواری ملتی ہے۔ منماد کی آب وہوا صحت بخش ہے۔

قلعہ انکائی تنکیہ ۸۰۰ فیٹ اونچا ایک پہاڑی پر سٹیشن سے چار میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ پہاڑی پر چڑھتے ہوئے چند سندر

عجیب و غریب غاریں اور مندر پائے جاتے ہیں۔ اور چوٹی پر مسلمانوں کے ایک قلعہ کے کھنڈر ہیں۔ چندور ہیں جو منماد سے ۱۸ میل ہے تین پرانے قلعے ٹکسال۔ ہولکر کی مشہور اہلیہ بائی کا محل وغیرہ دیکھنے کے لائق عمارات ہیں۔

منماد بذریعہ جی۔ آئی۔ پی ریلوے بمبئی سے ۱۶۲ میل اور تیسرے درجے کا کرایہ ڈاک گاڑی میں ۲۔ روپیہ ۹ آنہ۔ اور سواری گاڑی میں ایک روپیہ گیارہ آنے ہے۔

میانی

یہ قصبہ نارتھ ولیسٹرن ریلوے پر ضلع شاہ پور پنجاب۔ تحصیل بھیرہ میں پنڈ دادن خاں کے مقابل دریائے جہلم کے بائیں کنارے لاہور سے ۱۳۶ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ تیسرے درجے کا کرایہ لاہور سے براستہ لالہ موسیٰ ایک روپیہ۔ ۹۔ آنہ۔ ۶۔ پائی لگتا ہے۔

زمانہ سلف سے میانی نمک کی بڑی منڈی چلی آتی ہے۔ اصلی قصبہ جس کو شمس آباد کہتے تھے۔ طغیانی سے برباد ہو گیا تھا۔ اور اُسکے بجائے موجودہ شہر کو آصف جاہ شاہجہاں کے خسر نے بسایا۔ ۱۷۵۵ء میں احمد شاہ کے جرنیل نور الدین نے اُسکو لوٹا۔ اور مہان سنگھ رنجیت سنگھ کے باپ نے ۱۷۸۳ء میں پھر آباد کیا۔

اور نمک کی کان دوبارہ کھولی۔ یہاں سے گھی کثرت سے باہر جاتا ہے اور گڑ۔ چینی۔ چاول باہر سے آتے ہیں۔

میانی میں ایک مسلمان ولی شاہ بال کا مزار ہے۔ جس پر ہر سال اپریل کے مہینے میں میلہ ہوتا ہے۔ اس میلے پر قریب چھ ہزار کے لوگ جمع ہوتے ہیں۔ شہر میں سرائے بھی ہے۔

میرٹھ

ضلع و قسمت میرٹھ کا سب سے بڑا شہر اور نارتھ ویسٹرن ریلوے کا سٹیشن ہے۔ لاہور سے فاصلہ ۳۰۸ میل اور تیسرے درجہ کا کرایہ ۳۔ روپیہ ۹۔ آنہ۔ ۹۔ پائی۔ اور دہلی سے فاصلہ ۴۱ میل اور کرایہ ۷۔ آنہ ۹۔ پائی ہے۔

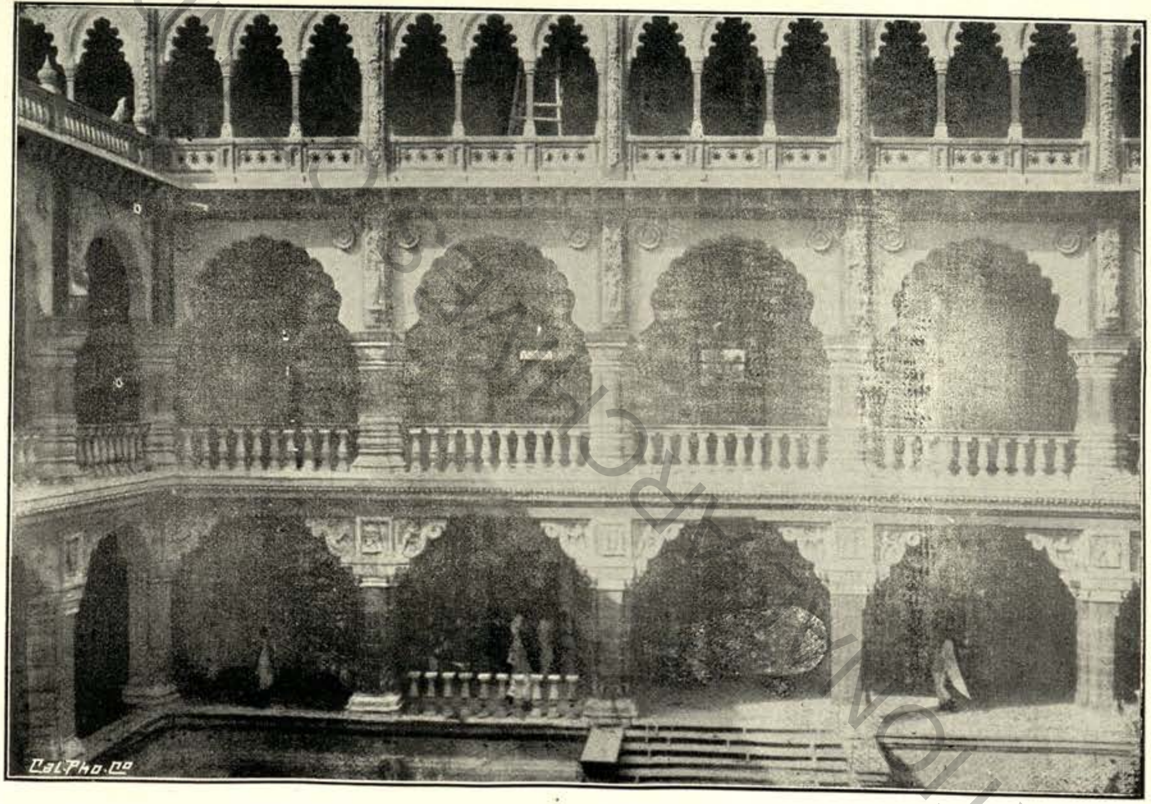
مارچ کے اختتام اور اپریل کے شروع میں ضلع کا سب سے بڑا اور قابل دید نوچندی کا میلہ ۸ روز تک لگتا ہے۔ جس میں پچاس ہزار کے قریب لوگوں کا ہجوم ہوتا ہے۔ یہ میلہ ایک ہندو مذہبی رسم کے مطابق نئے چاند کی خوشی میں ہوا کرتا تھا۔ لیکن ۱۸۸۳ء میں گورنمنٹ نے اس میں گھوڑوں کی نمایش ایزاد کردی۔ تب سے اسکی قدر و منزلت اور بھی بڑھ گئی ہے۔

میرٹھ شہر میں حضرت شیخ پیر عرف شاہ پیر صاحب کا مقبرہ بھی

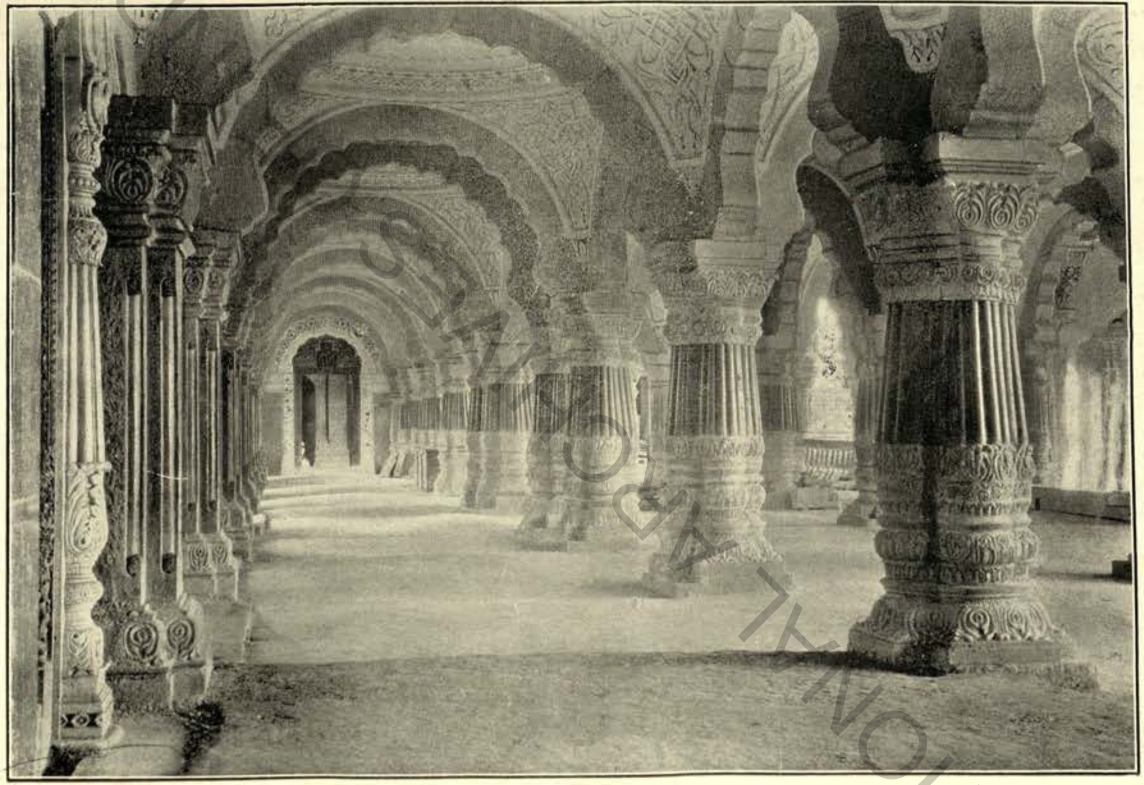
قابل دید ہے۔ سنگ سرخ میں سنگ مرمر کی نہایت خوبصورت پچیکاری
اثار سلف کا ایک عمدہ نمونہ ہے۔ بادشاہ جہانگیر شاہ پیر صاحب
کا بڑا معتقد تھا۔ اور اُسی نے اس مقبرہ کو بنوا کر اس کے اخراجات
کے لئے ایک گاؤں وقف کر دیا تھا۔ ہر سال ماہ رمضان کی دس
تاریخ کو اس مزار پر عرس ہوتا ہے۔

چھاؤنی تین میل کے فاصلے پر شہر کے شمال کی طرف واقع ہے
یہاں انگریزوں کے چند خوبصورت مکانات ہیں۔ ٹھنڈی سڑک
جو صدر میں سے گذرتی ہے۔ بلحاظ خوبصورتی ہندوستان میں
لاثانی ہی ۱۸۵۷ء کے غدر میں پہلے پہل یہیں سے شورش برپا ہوئی تھی۔
چنے۔ چینی۔ گھی وغیرہ باہر سے آتے ہیں۔ صابن۔ گلسرین۔ مومی
بتیاں۔ ٹین کے کنسٹر۔ کاغذی ڈبے یہاں سے باہر جاتے
ہیں۔ میرٹھ سے غازی آباد۔ دہلی۔ گڈھ مکتیسر۔ بجنور وغیرہ کو پختہ
سڑکیں گئی ہیں۔

شہر میرٹھ میں پانچ دھرم سالے اور آٹھ سرائے ہیں۔ ان
میں سے گنگا رام کی دھرم سالہ قیصر گنج میں اور رونق رام کی سرائے
کمبوہ دروازے پر سٹیشن سے ایک ایک میل کے فاصلے پر
واقع ہیں۔



مہاراجہ صاحب میسور کا محل اندر سے



مہاراجہ صاحب میسور کا نیا محل اندر سے

میسور

ریاست میسور کا دارالحکومت اور مہاراجہ صاحب کے رہنے کی جگہ ہے۔ قلعہ کا محل۔ جگن موہن محل۔ موسم گرما کا محل وغیرہ یہاں کی دلچسپ عمارتیں ہیں۔ میسور کے بازار خوشنما۔ فراخ اور سایہ دار ہیں۔ یہاں کا سب سے بڑا تہوار دسہرہ ہے۔ جو ماہ اکتوبر میں بڑی دھوم دھام سے ہوا کرتا ہے۔ جنوب مشرق کی جانب چمنڈی پہاڑ پر دیوی کا مندر اور شیو جی کے بیل نندی کا پتھر کا بت ہے۔ جو ۱۶۔فیٹ بلند ہے۔ میسور میں ایک ڈاک بنگلہ اور سٹیشن پر ویٹنگ روم بنے ہوئے ہیں۔

میسور سدرن مرہٹا ریلوے کا سٹیشن ہے اور پونا شہر سے ۱۱۷ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ تیسرے درجے کا کرایہ ۹۔روپیہ ۹۔پائی اور سواری گاڑی میں ۶۔روپیہ ۱۰۔آنے لگتا ہے۔

میوتوپیٹ

ساحل سمندر سے سات میل کے فاصلے پر ایک تجارتی قصبہ ہے۔ ہر سال ماہ ستمبر میں یہاں مسلمانوں کی مسجد میں ایک بڑا میلہ ہوتا ہے۔ یہ قصبہ سوتھ انڈین یعنی جنوبی ہندوستان کی ریلوے لائن کی شاخ تنجور ڈسٹرکٹ بورڈ پر مدراس بیچ جنکشن سے ۲۳۰

میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ تیسرے درجے کا کرایہ ۲۔ روپے ۹۔ آنے ہے۔

مہاستھان گڑھ

صوبہ بنگال میں ضلع بوگرا کے صدر مقام سے ۷ میل شمال کی طرف ایک قصبہ ہے۔ جو ایسٹرن بنگال سٹیٹ ریلوے کی شاخ برہما پترا سلطانپور لائن پر واقع ہے۔ کہتے ہیں کہ کسی زمانے میں یہ قصبہ پرسرام کا پایہ تخت تھا جو بائیس راجگان کا مہاراجہ ادھیراج تھا۔ برہمنوں کا خیال ہے کہ پرس رام وشنوجی کا چھٹا اوتار تھا مگر عوام الناس کا قیاس ہے کہ وہ اس سے بہت دیر بعد ہوا اور اسے ایک مسلمان ولی شاہ سلطان حضرت اولیائے غارت کیا۔ یہی وجہ ہے کہ اس قصبے کے متعلق ہندوؤں اور مسلمانوں میں بہت سی رواتیں مشہور ہیں۔ یہاں ہر دو مذاہب کی پرانی عمارات کے کھنڈرات اکثر پائے جاتے ہیں۔ مسلمان اس جگہ کو مدتوں تک بہت متبرک خیال کرتے رہے ہیں۔ اور اب بھی ہر سال اپریل کے مہینے میں یہاں ایک بڑا بھاری میلہ لگتا ہے۔ جس میں قریباً نوسو روپے کے چڑھاوے چڑھتے ہیں۔ اسکے علاوہ مجاوروں کے پاس شاہان مغلیہ کے زمانے سے ۶۵۰ ایکڑ زمین بطور عطیہ کے

چلی آتی ہے۔ آثار قدیمہ کے شائقینوں کے واسطے یہ مقام بہت دلچسپ ہے

مہاستھان گڈھ میں کوئی سرائے۔ دھرسالہ یا ڈاک بنگلہ نہیں

ہے۔ بوگرا میں ڈاک بنگلہ موجود ہے۔ جہاں سے بہلیاں اور کرایہ کی

گاڑیاں میسر ہو سکتی ہیں۔ تمام سفر کے واسطے کرایہ فی بہلی چار روپیہ ہے۔

بوگرا کلکتہ سے ۲۰۹ میل ہے۔ اور تیسرے درجے کا کرایہ ۲۔ روپیہ

گیارہ آنے چھ پائی ہے۔

ردیف ن

ناگپور

چیف کمشنر کا صدر مقام ہے۔ اور صوبجات متوسط کے تمام

سرکاری دفاتر یہاں موجود ہیں۔ ایمپرس اور سوادیشی دو کلیں

سوت کا تنے اور کپڑا بننے کی بھی ہیں۔ اُن میں سے ایمپرس دیکھنے

کے لایق ہے۔ یہاں کی سڑکیں اور باغات بہایت نفیس

ہیں۔ اور نواح میں کئی حوض اور جھیلیں ہیں۔ جن سے شہر میں

بکثرت پانی پہنچتا ہے۔ ناگپور کا سول سٹیشن سیتابردی کہلاتا ہے

اور اسی نام کا قلعہ شہر کے سر پر ایک پہاڑی پر کھڑا ہے۔ اسی

پہاڑی پر جہاں اب قلعہ ہے ۱۸۱۷ء میں راجہ آپا صاحب

بھونسلے نے ریزیڈنٹ صاحب پر حملہ کیا۔ لیکن کرنل گوہن نے چند آدمیوں کو اکٹھا کر کے راجہ کو پسپا کر دیا۔ اور تھوڑے دنوں بعد جنکین صاحب نے کمک پاکر راجہ کو بغیر کسی شرائط کے مطیع کر لیا اسکے بعد ۱۸۱۸ء میں قلعہ ستیابردی تعمیر ہوا۔ اس میں پرانے اسلحہ کے عجیب وغریب نمونے ہیں۔ جو قابل دید ہیں۔ ناگپور کے دلچسپ مقامات یہ ہیں۔ عجائب خانہ جس میں عمدہ کتب خانہ بھی ہے۔ مہاراجہ صاحب کا باغ۔ تُلسی باغ جو شہر میں ہے۔ پلدی کرادی سوناگاؤں میں۔ اور تلنکیری سواد شہر میں۔ حال میں ایک عالی شان ٹاون ہال سرانتھنی میکڈونل سابق چیف کمشنر کی یادگار میں تعمیر ہوا ہے۔ یہاں ہسلاپ اور مارس کالج اور چند سکول بھی ہیں۔ ناگپور کے لذیذ سنگترے سارے ہندوستان میں مشہور ہیں۔ بمبئی۔ حیدر آباد دکن۔ کلکتہ اور دہلی کو بکثرت جاتے ہیں اناج اور ساگون کی لکڑی بھی بہت باہر جاتی ہے۔

ناگپور۔ بنگال ناگپور اور گریٹ انڈین پننشولا ریلوے کا جنکشن ہے۔ اسکا فاصلہ کلکتہ سے ۷۰۱ میل اور بمبئی سے ۵۲۰ میل ہے تیسرے درجے کا کرایہ ۷۔روپیہ ۸۔آنہ اور ۵۔روپیہ ۷۔آنہ لگتا ہے۔ سٹیشن پر ویٹنگ روم بنے ہوئے ہیں۔ پاس ہی ایک سرائے ہے

اور شہر میں بھی ایک مسافر خانہ ہے۔

نجیب آباد

مغل سرائے سے ۱۱۶۴۔ اور سہارنپور سے ۵۹ میل ہے۔ تیسرے درجے کا کرایہ جُدا جُدا ۱۴۔ روپیہ۔ ۲۔ آنے اور سوا بارہ آنے ہے۔

اس قصبہ کی بنیاد نواب نجیب الدولہ نے ڈالی تھی۔ خوبصورت چوگوشہ پرتاب گڈھ کا قلعہ بھی اُسی نے ۱۷۵۵ء میں بنوایا تھا۔ یہ قلعہ قصبہ سے ایک میل مشرق کی طرف ہے۔ نواب نجیب الدولہ کا مقبرہ خوبصورت بنا ہوا ہے۔ اور اس کے ارد گرد حجرے ہیں۔ پتھر میں اُسکی یادگار "کوٹھی مبارک بنیاد" اب تک موجود ہے۔ شمال کیطرف اُسکے بھائی جہانگیر خاں کا مقبرہ ہے۔ یہاں ایک بارہ دری بھی ہے جس کو معلوم ہوتا ہے کہ کسی حاکم نے موسم گرما کے استعمال کے لئے بنوایا تھا۔ شارع عام راستوں پر اینٹوں کے فرش لگے ہیں نجیب آباد کی خوبصورت دکانیں۔ صاف اور ستھری سڑکیں قابل تعریف ہیں کاروبار کی بڑی جگہ ایک چوک ہے۔ جہاں چار سڑکیں ملی ہیں۔

عدالت ماتحت۔ تھانہ۔ شفاخانہ۔ ڈاک خانہ۔ گورنمنٹ سکول موجود ہیں۔ بھابر جنگل سے آکر شہتیروں کی یہاں بڑی تجارت ہوتی ہے۔ پیتل۔ تانبے اور لوہے کی چیزیں۔ بندوقیں۔ کمبل

سوتی کپڑا۔ اور جوتیاں یہاں کثرت سے بنتی ہیں۔

نظام الدین

یہ آگرہ دہلی ریلوے پر سٹیشن ہے۔ اور نظام الدین اس سبب سے کہلاتا ہے کہ یہاں پر شیخ نظام الدین اولیا کا مزار ہے۔ جس کو ہندوستان کے مسلمان نہایت تعظیم و تکریم کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں۔ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کا مزار بھی جو قطب مینار کے قریب ہے اسی سٹیشن سے باسانی دیکھا جاسکتا ہے نظام الدین کے چاروں طرف میدان میں قلعوں۔ محلوں۔ اور قبروں کے کھنڈرات نظر آتے ہیں۔ گاڑی جب دہلی کے قریب پہنچتی ہے تو ۱۱ میل تک ایسے نواح میں سے گذرتی ہے جو ایک ہزار برس تک دہلی کے فرمانرواؤں کا مسکن رہا۔ الغرض مسافر دو قدیم دہلیوں کے پاس سے گذرتا ہے۔ جو ریل کی سڑک کے مشرق کی طرف آسانی سے دکھائی دیتی ہیں۔ پہلی کا نام اندرپرست یا ہندوؤں کی پرانی دہلی ہے۔ جہاں اب ہمایوں اور شیر شاہ کے قلعوں کی دیواریں ہیں۔ جو اس سرزمین پر تعمیر ہوئے تھے جہاں اُس سے بھی پرانی دہلی تھی۔ دوسری دہلی۔ فیروز آباد کھلاتی ہے اور موجودہ شہر کے دلی دروازے کے باہر ہے۔ یہاں ایک چبوترے

پر اونچی لاٹ کھڑی ہے۔ جس سے یہ دہلی پہچانی جاتی ہے۔ لاٹ راجہ اشوک کے ستون کی بنی ہوئی ہے۔ جس کو فیروز شاہ نے انبالہ سے لاکر ۱۳۶۰ء میں یہاں نصب کر دیا۔ مقبروں میں سے سب سے عمدہ ہمایوں کا مقبرہ ہے۔ اس کا سنگ مرمر کا بڑا گنبد چاروں طرف میلوں تک نظر آتا ہے۔ مقبرہ ابھی تک عمدہ حالت میں ہے شیخ نظام الدین اولیا کی درگاہ میں ایک تالاب۔ ایک خوبصورت مسجد شیخ صاحب کا مزار اور کئی بڑے بڑے لوگوں کی جن میں سے بعض شاہی خاندان میں سے تھے بھی قبریں ہیں۔ ان میں سے بعض نہایت خوبصورت ہیں سٹیشن سے قریب دو میل کی طرف صفدر جنگ کا خوبصورت مقبرہ ہے۔ وہاں تک اور اُسکے آگے قطب مینار تک عمدہ سڑک جاتی ہے۔ قصہ کوتاہ احاطہ تحریر سے باہر ہے کہ اس مقام کے بیشمار قابل دید مقامات کو قلمبند کیا جائے۔ صرف اتنا کہنا کافی ہے کہ وہ سب دیکھنے سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس جگہ کو دیکھنے کا عمدہ طریق یہ ہے کہ علی الصباح بذریعہ ریل یہاں آجائیں اور تمام دن ہمایوں کا مقبرہ۔ نظام الدین کی درگاہ۔ خیرپور کے مکانات۔ صفدر جنگ کا مقبرہ۔ اور دیگر گرد نواح کے کھنڈرات دیکھ کر شام کو دہلی کو واپس لوٹ جائیں۔

نظام الدین دہلی سے ۵ میل ہے۔ اور بمبئی سے ۹۵۲ میل تیسرے درجے کا کرایہ سواری گاڑی میں علی الترتیب سوا آنہ اور ۹۔ روپیہ ۱۵۔ آنہ اور ڈاک گاڑی میں سوا نہ اور ۱۱۔ روپیہ ۱۰ر آنے ہے۔

نگور

احاطہ مدراس کے ضلع تنجور۔ تحصیل نیگا پٹم میں نیگا پٹم سے ۵۔ میل شمال کی طرف بڑا آباد مسلمانوں کا بندرگاہ اور ساوتھ انڈین ریلوے کا سٹیشن ہے۔ اس میں ایک عالیشان مسجد ہے جس کے مینار سمندر پر دور تک دکھائی دیتے ہیں۔ یہاں پر حضرت میراں سلطان سید شاہ الحمید شہور شاہ قادر ولی گنج سوائے کا نہایت خوبصورت اور عالیشان مزار ہے۔ جس کا عرس ہر سال جمع تلا کر مہینے کی تاریخ کو ۱۴ دن تک بڑی دھوم دھام سے ہوتا ہے۔ ملک کے دور دراز حصوں سے مسلمان زائرین اس میں آتے ہیں۔ انگریزی مہینوں کے مطابق یہ عرس کبھی جولائی میں اور کبھی ستمبر۔ اکتوبر میں ہوتا ہے۔

نگور میں سرائے نہیں۔ جو زائرین پہلے آجاتے ہیں۔ درگاہ میں ٹھہرتے ہیں۔ باقی ماندہ لوگوں کو مکان کرایہ پر مل سکتے ہیں اور انگریز کد مبدی کے بنگلہ میں جو یہاں سے دو میل ہے ٹھہر سکتے ہیں۔

قصبہ نگور سٹیشن سے قریب ہے سٹیشن پر یکے سواری کے لئے کرایہ پر ملتے ہیں۔

نگور مدراس بیچ جنکشن سٹیشن سے ۲۷۳ میل ہے تیسرے درجے کا کرایہ ۳۔ روپئے ایک آنہ لگتا ہے۔

نور محل

یہ قصبہ صوبہ پنجاب کے ضلع جالندھر تحصیل پھلور میں شہر جالندھر سے ۱۶ میل جانب جنوب واقع ہے۔ یہاں ایک سرائے ہے جو جہانگیر کے عہد میں جسکی چاہیتی بیگم نور جہان کے نام پر یہ قصبہ نامزد ہے تعمیر ہوئی تھی یہ سرائے اسقدر وسیع ہے۔ کہ تھانہ۔ مدرسہ اور افسرون کے اترنے کے لئے ڈاک بنگلہ اسی میں بنے ہوئے ہیں اس سرائے کا بڑا دروازہ نہایت خوبصورت اور عالیشان ہے۔ دیکھنے کے قابل ہے۔

نور محل میں ایک مسلمان بزرگ شاہ فتح علی صاحب کا مزار ہے کہتے ہیں کہ یہ بزرگ بڑے صاحب کرامت ہوئے ہیں اس مزار پر ہر سال میلہ لگتا ہے۔

غلہ چینی اور گڑ کی تجارت یہاں پر کثرت سے ہوتی ہے سواری کے لئے یکے ملتے ہیں۔ قریب ترین ریلوے سٹیشن جالندھر شہر نارتھ ویسٹرن ریلوے پر لاہور سے بفاصلہ ۱۰ میل واقع ہے۔

لاہور سے جالندھر شہر تک تیسرے درجے کا کرایہ سوا پندرہ آنہ لگتا ہے۔

نیک مرد

یہ مشہور و معروف میلہ موضع بھوانندپور ضلع دیناج پور بنگال میں ایک مسلمان بزرگ کی یادگار میں اپریل کے مہینے میں چھ روزہ تک لگتا ہے۔ اس موقع پر ڈیڑھ لاکھ کے قریب زائرین کا ہجوم ہوتا ہے۔ یہ میلہ شاہجہان کے زمانے میں شروع ہوا تھا۔ ہاتھی خشک میوہ جات مرصّع زین۔ خنجر۔ کمبل۔ اخروٹ۔ باک کی چوریاں۔ پتیل کے برتن۔ حقے اور دیگر اشیا اس میلے پر فروخت کے لیے آتی ہیں۔

مقام میلے پر کوئی سرائے وغیرہ نہیں صرف ایک ڈاک بنگلہ ہے جس میں دو آدمیوں کی گنجایش ہے۔ مگر انہیں بھی سامان خوردنی ساتھ لانا پڑتا ہے۔

کشن گنج ضلع پرنیہ میں موضع بھوانندپور کے لئے قریب ترین سٹیشن ہے۔ جو اس گاؤں سے اٹھارہ میل جانب غرب واقع ہے سٹیشن پر بیل گاڑیاں مل سکتی ہیں کرایہ فی گاڑی ڈھائی سے تین روپیہ تک لگتا ہے۔

کشن گنج بذریعہ ایسٹرن بنگال سٹیٹ ریلوے کلکتہ سے ۳۴۴ میل ہے اور تیسرے درجہ کا کرایہ ۴ روپے ۷ آنے ۹ پائی ہے۔

بنگا پٹم

احاطہ مدراس میں ایس آئی ریلوے لائن پر مدراس سے ۲۶۰ میل کے فاصلے پر ایک مشہور شہر ہے۔ مدراس سے تیسرے درجے کا کرایہ پورے تین روپئے ہے۔

ایک صدی سے کچھ زیادہ عرصہ ہوا کہ یہ شہر ولندیزوں کے قبضہ میں تھا اور اب بھی یہاں کا بڑا بازار ہالینڈ بازار کے نام سے نامزد ہے سینٹ پیٹر کا گرجا اور ایک قبرستان جس میں کچھ انوکھی طرز کی بڑی بڑی قبریں ہیں ولندیزوں کے عہد حکومت کی یادگار ہیں۔ ایس۔ آئی۔ ریلوے کمپنی کے ایجنٹوں کے کارخانے اور بعض بڑے بڑے دفاتر اسی جگہ ہیں۔ اور ان میں ہزاروں دیسی ملازم ہیں ویسلین کالج یہاں کا بڑا مفید بیت العلوم ہے۔ رنگون۔ سیلون اور پینانگ کے جانے والے مسافر یہیں سے جہاز پر سوار ہوتے ہیں۔ اور جہاز عموماً یہاں کھڑے رہتے ہیں۔

سٹیشن پر ایک ریفرشمنٹ روم کھلا ہوا ہے اور انگریز صاحبان کے لئے خوابگاہ کا بھی انتظام ہو سکتا ہے۔

نینی تال

یہ ٹھنڈا اور صحت بخش پہاڑ گورنمنٹ صوبہ آگرہ و اودھ کا موسم

گرما کا صدر مقام ہے۔ اور بھی بہت سے حکّام و دیگر انگریز موسم گرما اس جگہ بسر کرتے ہیں۔ روہیلکھنڈ کماؤں ریلوے کے سٹیشن کاٹھ گودام تک ریل میں اور وہاں سے تانگہ یا یکّے پر جاتے ہیں۔ کاٹھ گودام بریلی جنکشن سے ۶۶ میل ہے۔ تیسرے درجے کا کرایہ ایک روپیہ ۸ آنہ لگتا ہے نینی تال کے گرد نواح کا نظارہ نہایت خوشنما و دلکش ہے۔ جھیل جو پانچ پہاڑوں کے بیچ میں واقع ہے اور پہاڑوں سے پانی گرتا ہوا دیکھ کر عجیب لطف حاصل ہوتا ہے۔ یہاں کئی ہوٹل۔ بہت سے بورڈنگ ہوس و سکول موجود ہیں۔ لیڈی ڈفرن کا ہسپتال بھی ہے۔

ردیف و

وزاگاپٹم

احاطۂ مدراس میں ایک بندر ہے جس کی آبادی تقریباً ۳۵۰۰۰ ہے۔ بجانب جنوب ایک چھوٹی سی پہاڑی سمندر کے سر پر کھڑی ہے جہاں سے خوب نظارہ دکھائی دیتا ہے۔ یہ سٹیشن مدراس ریلوے لائن پر مدراس اراپورم سے ۴۸۷ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ تیسرے درجے کا کرایہ ۶ روپے ۶ آنہ ہے۔

ایک اور پہاڑی سے ایک سرنگ نکالی گئی ہے۔ جو پہلے

الیسٹ کوسٹ ریلوے کے استعمال میں آیا کرتی تھی۔ اسی سُرنگ کے اوپر عیسائیوں کا ایک گرجا۔ ہندؤں کے مندر اور مسلمانوں کی مسجد پاس پاس بنے ہوئے ہیں۔ جو تمام مذاہب کی اخوت کی نادر مثال ہے۔ جسکی نظیر گرد نواح کے مقامات سے ملنی محال ہے۔ تاریخی لحاظ سے بھی یہ شہر کسی قدر قابل ذکر ہے۔ کیونکہ یہ پہلے پہل ولندیزوں کی بستی تھی۔ اور آخر کار انگریزوں کا ساحلِ کارومنڈل کا مضبوط قلعہ یہاں بنایا گیا تھا۔ اس میں شک نہیں کہ تھوڑے عرصے میں یہ بندر بلحاظ تجارت بڑی ترقی کر جائیگا۔ یہاں بندر نہایت نفیس بن سکتا ہے۔ مگر سرمایہ کی ضرورت ہے۔

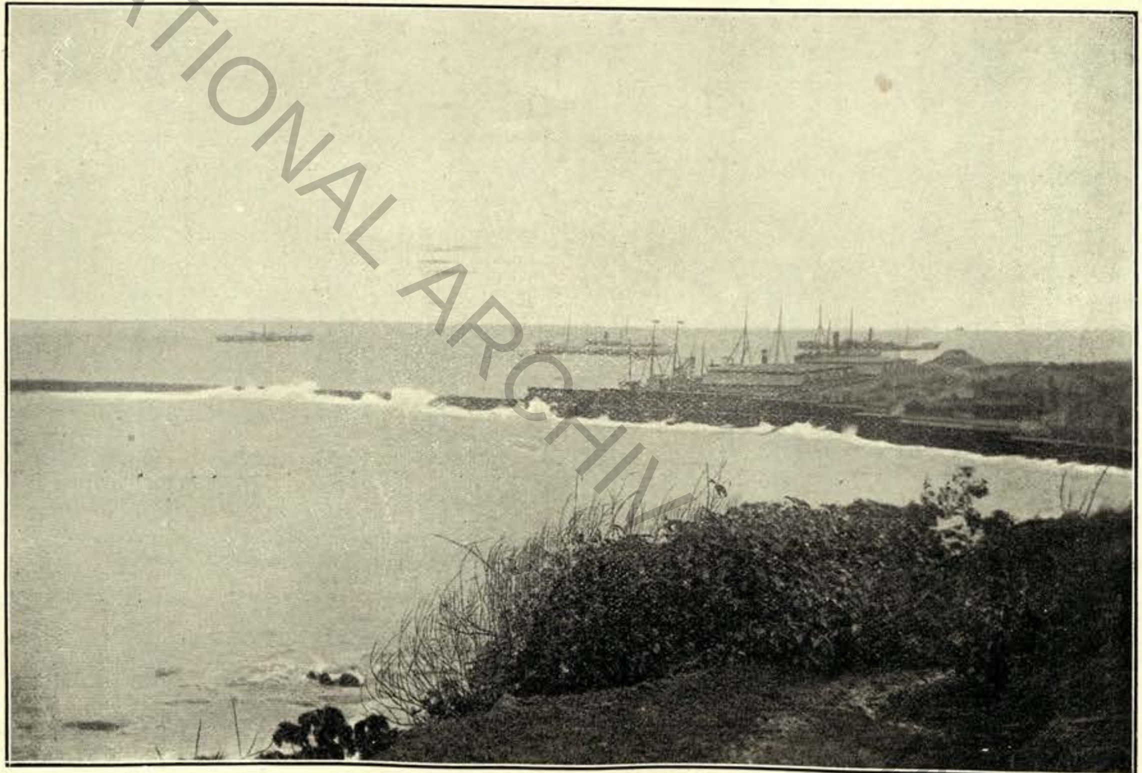
ردیف ھ

ہوٹگی

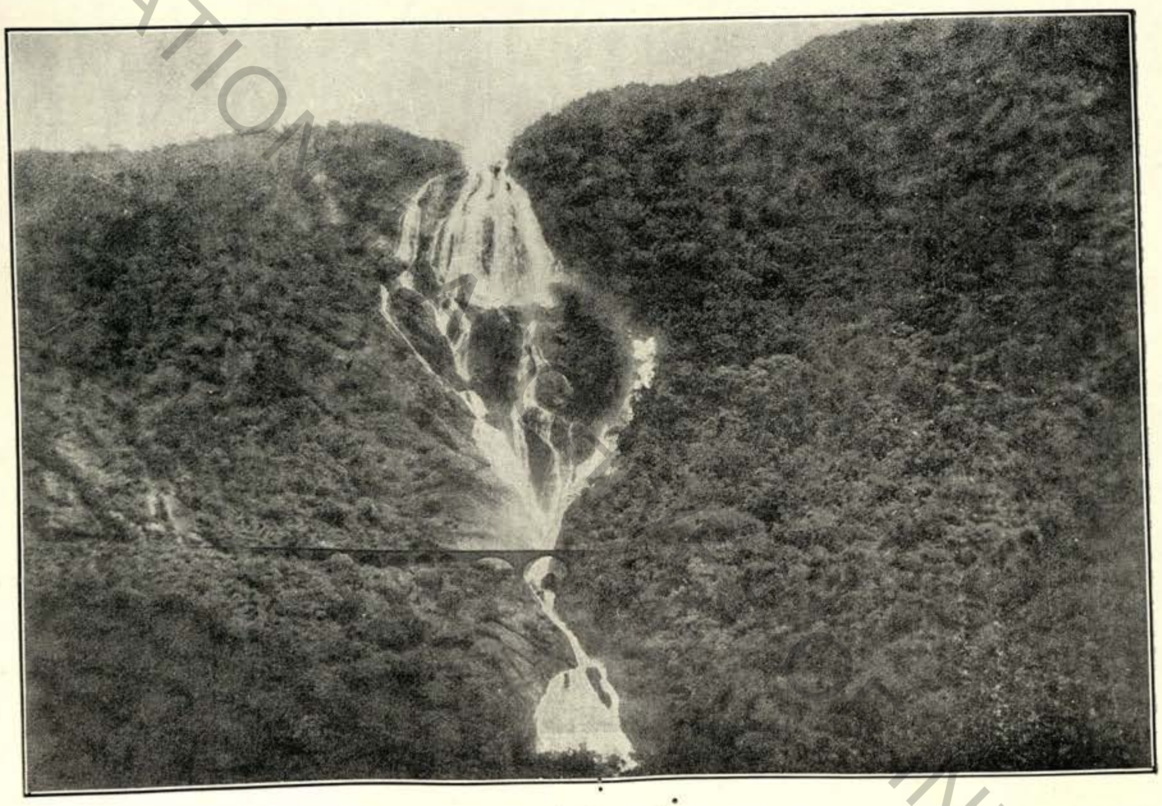
گریٹ انڈین پننشولا۔ اور سدرن مرہٹا ریلوے کی ایسٹ دکن شاخ کا مقام اتصال ہے۔ بیجاپور جانے والے مسافر اس مقام پر گاڑی تبدیل کرتے ہیں۔ جو یہاں سے ۱/۲ ۵۰ میل کے فاصلے پر سدرن مرہٹا ریلوے پر واقع ہے۔ بیجاپور کا قلعہ سولھویں صدی کے آغاز میں ایک مسلمان بادشاہ نے تعمیر کرایا تھا

بہت سے انقلابات کے بعد یہ قلعہ ۱۶۸۶ء میں شہنشاہ اورنگ زیب کے ہاتھ آیا۔ اور ۱۸۱۸ء میں سرکار انگریزی اس پر قابض ہوئی۔ اس قلعہ میں بہت سی مسجدیں اور مقبرے قدیم مسلمانوں کی عظمت کی یادگار ہیں۔ سیاح لوگ ان کو دیکھ کر عجیب لطف اُٹھاتے ہیں۔ ہوٹگی کے سٹیشن پر ویٹنگ روم اور ریفرشمینٹ روم بنے ہوئے ہیں۔ اور تقریباً سو گز کے فاصلے پر سرائے اور ایک ہندو ہوٹل ہے۔ لیکن یہ ادنٰے درجے کے لوگوں کے لئے ہیں۔

ہوٹگی۔ گریٹ انڈین پننشولا ریلوے کی پونا رائے چور شاخ پر بمبئی سے ۲۹۲ میل ہے۔ تیسرے درجے کا کرایہ ڈاک گاڑی میں ۴۔ روپے ۹۔ آنے۔ اور سواری گاڑی میں ۳۔ روپے ایک آنہ لگتا ہے ؛



مارموگاو بندرگاه



دودھ ساگر آبشار

ضمیمہ الف

ریلوے ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۹۰ء کا خلاصہ عوام الناس کی اطلاع کے واسطے ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

دفعہ ۴۷ (۶) ہر منتظم ریلوے کو لازم ہوگا کہ اپنی ریلوے کے ہر سٹیشن میں اُن عام قواعد کی ایک نقل رکھدیا کرے جو دفعہ ہذا کی رو سے ریلوے مذکور میں بروقت جاری رہیں۔ اور یہ لازم ہوگا کہ تمام مناسب وقتوں میں قواعد مذکور کے بلا طلب رسوم دیکھنے کی ہر شخص کو اجازت دے۔

عام قواعد

دفعہ ۶۳۔ ہر منتظم ریلوے کو لازم ہوگا کہ جناب نواب گورنر جنرل بہادر باجلاس کونسل کی منظوری کی پابندی کے ساتھ ہر قسم کی گاڑی کے ہر ایک کمرے میں جس قدر کہ مسافر لے جائے جا سکیں ان کی تعداد غایت مقرر کردے۔ اور یہ بھی لازم ہوگا کہ ہر کمرے کے اندر یا باہر نمایاں طور پر تعداد مقررہ مذکورہ ظاہر کردے خواہ انگریزی زبان میں یا ایک یا زیادہ دیسی زبانوں میں جو اس قلمرو میں عموماً مستعمل ہوں جہاں سے ریلوے گئی ہو یا دونوں میں یعنی انگریزی زبان میں اور ایک یا زیادہ ایسی دیسی زبانوں میں

ہر کمرے کے لئے مسافروں کی تعداد غایت

جو جناب نواب گورنر جنرل بہادر باجلاس کونسل منتظم ریلوے سے مشورہ کرنے کے بعد ٹھہراویں۔

کمروں کا عورتوں سے مخصوص کر رکھنا

دفعہ ۶۴۔ (۱) ۱۸۹۱ء کی جنوری کی پہلی تاریخ کو اور اس کے بعد سے ہر منتظم ریلوے کو لازم ہوگا کہ ہر ٹرین میں جس میں مسافر جاتے ہوں سب سے نیچے درجے کی گاڑی کا جو اس ٹرین کا جز ہو کم سے کم ایک کمرہ عورتوں کے استعمال کے لئے مخصوص کر رکھے۔

(۲) ویسا ایک کمرہ جو حسب مذکورہ بالا مخصوص کر رکھا جائے اس میں ایک پاخانہ بھی ہونا چاہیئے۔ اگر ٹرین پچاس میل سے زیادہ دور جانے والی ہو۔

نقشہ اوقات اور نقشہ محصول کو اسٹیشنوں میں نمایاں کرنا

دفعہ ۶۵۔ ہر منتظم ریلوے کو لازم ہوگا کہ اپنی ریلوے کے باہر اسٹیشن کے کسی نمایاں اور ایسی جگہ میں جہاں پہنچا جا سکے بزبان انگریزی اور کسی ایسی دیسی زبان میں جو اس قلمرو میں عام طور پر مستعمل ہو جہاں وہ اسٹیشن واقع ہے۔ ان نقشہ ہائے اوقات کی ایک نقل جو اس ریلوے میں بروقت جاری رہیں۔ اور ان محصولات کی فہرستیں چسپاں کرائے جو اس سٹیشن سے جہاں فہرستیں لٹکادی گئی ہیں

ہر ایسے مقام تک سفر کرنے کی بابت طلب کئے جاتے ہیں کہ جس مقام کیلئے کارڈ ٹکٹ اس سٹیشن میں مسافروں کو معمولاً بانٹے جاتے ہیں ؛

دفعہ ۶۷۔ (۱) محصول کا قبول کیا جانا اور ٹکٹ کا بٹنا اسوقت سمجھا جائیگا جبکہ اس ٹرین میں جگہ رہے جسکے لئے ٹکٹ بٹتے ہوں ؛

اس صورت کی نسبت حکم جبکہ ایسی ٹرین کیلئے ٹکٹ بٹ چکے ہوں جس میں زیادہ مسافروں کی جگہ ہو

(۲) اگر کسی شخص کو ٹکٹ دیا گیا ہو اور اس کو اس ٹرین میں جگہ نہ ملے جس کے لئے ٹکٹ بٹا تھا۔ تو اس شخص کو ٹرین چلے جانے کے بعد تین گھنٹے کے اندر ٹکٹ پھیر دینے پر استحقاق اس بات کا ہوگا کہ اپنا محصول واپس لیلے ؛

(۳) وہ شخص جس کے واسطے اس درجے کی گاڑی میں جس کیلئے اس نے ٹکٹ خریدا ہو کوئی جگہ نہ ہو اور جس کو کسی نیچے درجے کی گاڑی میں بمجبوری سفر کرنا پڑا ہو۔ اپنا ٹکٹ حوالہ کر دینے پر مستحق اس بات کا ہوگا کہ جو محصول اس نے ادا کیا ہو۔ اُس کے اور اس محصول کے درمیان جو اس درجہ کی گاڑی کی بابت واجب الادا ہے جس پر اس نے سفر کیا ہے جس قدر فرق نکلے وہ اسے واپس ملے۔

دفعہ ۷۱۔ (۱) منتظم ریلوے کو اختیار ہے کہ کسی ایسے شخص کے لے جانے سے انکار کرے جو کسی متعدی یا چھوت والی

ایسے آدمیوں کے لے جانے سے انکار کرنے کا اختیار جو متعدی یا چھوت والی بیماری میں مبتلا ہوں۔

بیماری میں مبتلا ہو۔ الاان شرطوں کے مطابق جو دفعہ ۷ہم کی دفعہ تحتی (۱)
کے ضمن (ی) کی رو سے مقرر ہیں۔

(۲) جو شخص ویسی بیماری میں مبتلا ہو۔ اس کو لازم ہوگا کہ کسی ریلوے
میں اسٹیشن ماسٹر یا اس مقام کے ذمہ وار کسی اور ملازم ریلوے کی منظوری
خاص کے بدون جہاں وہ ریلوے مذکور میں داخل ہو کسی ریلوے میں
داخل نہ ہو یا سفر نہ کرے۔

(۳) اس ملازم ریلوے پر جو ایسی اجازت دیتا ہو جس کا دفعہ تحتی (۲)
میں ذکر ہے واجب ہوگا کہ اس شخص کو جو اس بیماری میں مبتلا ہو ایسے
اور لوگوں سے جدا رکھنے کا انتظام کرے۔ جو ریلوے پر ہوں یا ریلوے پر
سفر کرتے ہوں +

دفعہ ۱۰۹-(۱) اگر کوئی مسافر کسی گاڑی کے ایسے کمرے میں داخل
ہو کر جس کو کسی منتظم ریلوے نے کسی
اور مسافر کے استعمال کے لئے مخصوص
کر رکھا ہو۔ یا جس میں مسافروں کی

ایسے کمرے میں داخل ہونا جو مخصوص کر رکھا جائے یا جو آگے سے بھرا ہوا ہو یا ایسے کمرے میں داخل ہونے سے روکنا جو بھرا ہوا نہ ہو۔

ایسی تعداد غایت آگے سے موجود ہو جو اس کمرے کے اندر یا باہر دفعہ ۹۳
کی رو سے لکھی رہے۔ ملازم ریلوے کے کہنے پر بھی اس سے نکلنے سے انکار
کرے تو اسکو ایسے جرمانے کی سزا ہوگی جسکی حد بیس روپے تک ہو سکتی ہے؛

(۲) اگر کوئی مسافر گاڑی کے کسی ایسے کمرے میں کسی اور مسافر کو جائز طور پر داخل ہونے سے روکے جس کو منتظم ریلوے نے روکنے والے مسافر کو استعمال کے لئے مخصوص نہ کردیا ہو۔ یا جس میں مسافروں کی وہ تعداد غایت آگے سے موجود نہ ہو۔ جو اس کمرے کے اندر یا باہر دفعہ ۶۳ کی رو سے لکھی رہے تو اُس کو ایسے جرمانہ کی سزا ہوگی جسکی حد بیس روپیہ تک ہوسکتی ہے

دفعہ ۱۱۰-(۱) اگر کوئی شخص ان مسافروں کی (اگر کوئی ہو) رضامندی کے بدون جو اس کے ساتھ گاڑی کے ایک ہی کمرے میں ہوں بجز گاڑی کے اس کمرے کے جو اس کام کے لئے خاص کردیا گیا ہو گاڑی کے کسی کمرے میں تمباکو پیئے تو اس کو ایسے جرمانہ کی سزا ہوگی جسکی حد بیس روپے تک ہوسکتی ہے۔

تمباکو پینا

(۲) اگر کوئی شخص اس طرح پر تمباکو پیتا ہی رہے بعد اس کے کہ اُسکو کسی ملازم ریلوے نے اس سے باز رہنے کے لئے خبردار کردیا ہو تو اُسکو کوئی ملازم ریلوے علاوہ اس مواخذہ کے جس کا دفعہ تحتی (۱) میں ذکر ہے اس گاڑی سے جس میں وہ سفر کرتا ہو نکال دے سکتا ہے۔

دفعہ ۱۱۳-(۱) اگر کوئی مسافر کسی ٹرین میں اپنے ساتھ ٹھیک پاس یا ٹھیک ٹکٹ نہ رکھ کر سفر کرے یا ٹرین میں رہتے ہوئے

پاس یا ٹکٹ کے بدون یا غیر کافی پاس یا ٹکٹ کے ساتھ یا مسافت مجازکے باہر سفر کرنا۔

یا ٹرین سے اُترنے پر فوراً اپنا پاس یا ٹکٹ معائنہ کے لئے پیش نہ کرے یا پیش کرنے سے انکار کرے یا حوالہ نہ کرے جبکہ اس سے دفعہ ۶۹ کی رو سے وہ پاس یا ٹکٹ طلب کیا جائے تو کسی ایسے ملازم ریلوے کے طلب کرنے پر جو منتظم ریلوے کی طرف سے اس کام کے لئے مقرر کیا گیا ہو۔ وہ ایسے محصول مزید کے ادا کرنے کا مستوجب ہوگا۔ جو بعد ازیں اس دفعہ میں مذکور ہے۔ علاوہ اُس معمولی ایکہرے محصول کے اُس مسافت کے لئے جو وہ طے کر چکا ہو۔ یا جب اس امر میں شبہ ہو کہ کس اسٹیشن سے وہ روانہ ہوا تھا تو علاوہ اس معمولی اکہرے محصول کے اس اسٹیشن سے جہاں سے ٹرین ابتداءً روانہ ہوئی ہو یا اگر ان مسافروں کے ٹکٹوں کا جو اس ٹرین پر سفر کرتے ہوں ٹرین کے ابتداءً روانہ ہونے کے بعد معائنہ ہوگیا ہو۔ تو علاوہ اس معمولی ایکہرے محصول کے اس مقام سے جہاں ٹکٹوں کا معائنہ ہوگیا ہو یا اُنکے ایک بار سے زیادہ معائنہ ہونے کی تقدیر میں اس مقام سے جہاں اخیر بار معائنہ ہوا ہو۔

(۲) اگر کوئی مسافر کسی ایسی گاڑی میں یا ایسی گاڑی پر یا ایسے ٹرین کے ذریعہ سے سفر کرے یا سفر کرنے کا قصد کرے جو اُس گاڑی یا ٹرین سے اعلٰے درجہ کی ہو جس کے لئے اُس نے

پاس حاصل کیا یا ٹکٹ خرید کیا ہو۔ یا ایسی گاڑی میں یا ایسی گاڑی پر اُس مقام کے باہر سفر کرے جہاں تک کی اُس کو بذریعہ اُسکے پاس یا ٹکٹ کی اجازت ہے تو وہ ایسے ملازم ریلوے کے طلب کرنے پر جو منتظم ریلوے کی طرف سے اس کام کے لئے مقرر ہو ایسے محصول مزید کے ادا کرنے کا مستوجب ہوگا جس کا بعد ازیں اس دفعہ میں ذکر ہے۔ علاوہ اُس زر فرق کے جو اُسکے ادا کئے ہوئے محصول اور اُس سفر کے محصول کے درمیان نکلے جو اس نے کیا ہو۔

(۳) جس محصول مزید کا دفعہ تحتی (۱) اور دفعہ تحتی (۲) میں ذکر ہے وہ یہ ہے۔

(الف) جبکہ مسافر پر محصول عائد ہونے کے بعد ہی اور کسی ملازم ریلوے کے گرفت کرنے کے قبل اُس ملازم ریلوے کو جو ٹرین میں نوکری پر ہو محصول عائد ہونے کا حال بیان کردے تو ایک روپیہ یا دو آنے یا آٹھ آنے ہوگا۔ اور

(ب) کسی اور صورت میں چھ روپیہ یا ایک پیہ یا تین روپیہ ہوگا۔ یعنی اگر مسافر کسی اعلے درجہ کی گاڑی میں یا کسی ادنی درجہ کی گاڑی میں یا کسی اور درجہ یا قسم کی گاڑی میں سفر کرتا ہو یا سفر کرچکا

یا اُسنے سفر کرنے کا قصد کیا ہو تو باعتبار اُس درجہ یا قسم کی گاڑی کے جسپر وہ سفر کرتا یا سفر کر چکا یا اُسنے سفر کرنے کا قصد کیا ہو۔

مگر شرط یہ ہے کہ محصول مزید مذکور کسی صورت میں:۔

(الف) جبکہ اس کے ادا کرنے کا وجوب حسب دفعہ تحتی (۱) پیدا ہو اُس معمولی اکہرے محصول کی تعداد سے زیادہ نہو جسکے ادا کرنے کا وہ مسافر جسپر وہ محصول عائد ہوا۔ دفعہ تحتی مذکور کی رو سے مستوجب ہے یا۔

(ب) جبکہ وجوب مذکور حسب دفعہ تحتی (۲) پیدا ہو۔ اُس زد فرق سے زیادہ نہ ہو۔ جو اُس مسافر کے ادا کئے ہوئے محصول جسپر محصول مذکور عائد ہوا ہو۔ اور اُس سفر کے محصول کے درمیان نکلے جو اُس نے کیا ہو۔

(۴) اگر کوئی مسافر جو ایسے محصول مزید اور محصول کے ادا کرنے کا مستوجب ہو جسکا دفعہ تحتی (۱) میں ذکر ہے۔ یا ایسے محصول مزید اور کسی ایسے فرق محصول کے ادا کرنے کا مستوجب ہو جسکا دفعہ تحتی (۲) میں ذکر ہے اس محصول مزید یا فرق محصول کے دفعات تحتی مذکور میں سے کسی ایک دفعہ تحتی کی رو سے جیسی صورت ہو مطالبہ ہونے پر ادا کرنے میں قصور یا ادا کرنے سے انکار کرے تو جو روپیہ کہ اُس سے واجب الادا ہو گا وہ کسی ایسے ملازم ریلوے کے کسی مجسٹریٹ

کے پاس درخواست کرنے پر جو منتظم ریلوے کی طرف سے اس کام کے لئے مقرر ہو۔ مجسٹریٹ کے ذریعہ سے بطور ایسے جرمانہ کے مسافر سے وصول کیا جائیگا جو مجسٹریٹ موصوف کی طرف سے اُس مسافر پر عائد کئے جانے کی تقدیر میں وصول کیا جاتا۔ اور جبکہ وہ جرمانہ وصول ہوجائے تو منتظم ریلوے کو دے دیا جائیگا۔

دفعہ ۱۱۸- اگر کوئی شخص کسی واپسی ٹکٹ کے کسی نصف کو بیچے یا بیچنے کا قصد کرے یا کسی شخص کو دیدے یا دیدینے کا قصد کرے۔ اس غرض سے کہ وہ شخص بذریعہ اسکے سفر کرسکے یا واپسی ٹکٹ کا ویسا نصف خرید کرے تو اسکو ایسے جرمانہ کی سزا ہوگی جسکی حد پچاس روپیہ تک ہوسکتی ہے۔ اور اگر واپسی ٹکٹ کے ویسے نصف کا خریدار اسکو لیکر سفر کرے یا سفر کرنے کا قصد کرے تو اُسکو جرمانہ مزید کی سزا دیجائیگی جسکی حد اس سفر کی بابت جس کا اس ٹکٹ کی رو سے اختیار ہے ایکہرے محصول کے مبلغ تک ہوسکتی ہے۔

واپسی ٹکٹ کے کسی نصف کو منتقل کرنا۔

دفعہ ۱۱۹- اگر کوئی مرد کسی گاڑی یا کمرے یا کوٹھری یا اور مقام میں جو منتظم ریلوے کیطرف سے خاص زنانوں کے استعمال کیلئے رکھا جائے جان بوجھکر بدون

کسی گاڑی یا اور مقام میں داخل ہونا جو زنانوں کے لئے مخصوص ہو۔

عذر جائز کے داخل ہو یا بعد داخل ہونیکے کسی ملازم ریلوے کے یہ کہنے پر کہ اُسکو وہانسے نکل آنا چاہئے وہاں ٹھہرا رہے تو اسکو ایسے جرمانہ کی سزا ہوگی جسکی حد ایکسو روپیہ تک ہوسکتی ہے۔ علاوہ سوخت ہونیکے کسی محصول کے جو اسنے ادا کیا ہو۔ اور ضبطی کسی پاس یا ٹکٹ کے جو اسنے حاصل یا خرید کیا ہو۔ اور وہ بذریعہ کسی ملازم ریلوے کے اس ریلوے سے نکال دیا جاسکیگا۔

دفعہ ۱۲۰۔ اگر کوئی شخص ریلوے گاڑی میں یا ریلوے کے کسی جزو پر

ریلوے پر نشے میں ہونا یا کسی امر باعث تکلیف کا مرتکب ہونا۔

(الف) نشہ کی حالت میں ہو یا

(ب) کسی امر باعث تکلیف یا کسی بیحیائی کے فعل کا مرتکب ہو یا فحش الفاظ استعمال کرے یا بدزبانی کرے یا

(ج) عمداً یا بدون عذر جائز کے کسی مسافر کی راحت میں خلل انداز ہو یا کوئی چراغ بجھا دے۔ تو اُسکو ایسے جرمانہ کی سزا ہوگی جس کی حد پچاس روپیہ تک ہوسکتی ہے۔ علاوہ سوخت ہونے کسی محصول کے جو اُس نے ادا کیا ہو۔ اور ضبطی کسی پاس یا ٹکٹ کے جو اُس نے حاصل یا خرید کیا ہو۔ اور وہ بذریعہ کسی ملازم ریلوے کے ریلوے سے نکال دیا جاسکیگا۔

ضمیمۂ ب
عام قواعد

دفعہ ۴۔ اگر کوئی مسافر کسی ادنےٰ درجے کی گاڑی سے اعلیٰ گاڑی درجہ کی ہر دو گاڑیون سے کرایہ کا زر فرق ادا کر کے تبدیل کرنا چاہے تو اس ٹرین کے گارڈ یا کسی اور ریلوے ملازم کو جسکو ریلوے منتظم اس مطلب کے لیئے مقرر کرے ایسے تبادلہ کا ضروری انتظام کرنا چاہیئے۔

کسی مسافر کا ایک گاڑی سے اس سے اعلےٰ گاڑی تبدیل کرنا

دفعہ ۵۔ جب کوئی زنانہ مسافر تنہا سفر کر رہے ہون تو اس ٹرین کے گارڈ کو لازم ہوگا کہ اُن کے آرام کا ہر طرح خیال رکھے اور اونکو گاڑی میں سوار کرتے وقت اگر ایسے مسافر اُس سے درخواست کرین تو اس امر کی کوشش کرے کہ اُن مسافرون کو اُن کے ٹکٹ کے درجے کے مطابق ایسی گاڑی میں سوار کرے جسمیں اور زنانہ مسافر سفر کر رہے ہون۔

زنانہ مسافر

دفعہ ۷۔ حسب ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۹۰ء مفصلہ ذیل بیماریان متعدی یا چھوت والی شمار کی جاتی ہیں۔

متعدی یا چھوت والی بیماریون کے مریض مسافر۔

(۱) بیوبانک فیور (۲) ہیضہ (۳) دفتھیریا (۴) جذام (۵) خسرہ (۶) سکارلٹ فیور (۷) چیچک (۸) ٹائفس فیور (۹) ٹائیفائڈ فیور اور (۱۰) کالی کھانسی۔

دفعہ ۸۔ کوئی متعدی یا چھوت والی بیماری کا مریض مسافر ریل میں نہیں لے جایا جائے گا۔ جب تک

شرائط جن پر متعدی یا چھوت والی بیماریون کے مریض مسافر ریل میں لیجائے جاتے ہیں۔

(الف) وہ اپنے واسطے اور اپنے ہمراہیوں کے واسطے گاڑی میں ایک کمرہ مخصوص نہ کرالے۔

(ب) انڈین ریلوے ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۹۰ء کے زیر دفعہ ۷۱ (دیکھو ضمیمہ الف) اس بیمار مسافر اور اوس کے ہمراہیوں کو جب تک وہ ریل پر رہیں دوسرے سفر کرنے والے یا سفر کرتے ہوئے مسافروں سے علیحدہ رکھنے کا تمام ضروری انتظام نہ کرلیا جاوے۔ اور

(ج) دیگر ضروری احتیاط جو ریلوے ملازم جس نے ایسے مریض کو ریل میں سفر کرنے کی اجازت دی ہو دوسرے سفر کرنے والے یا سفر کرتے ہوئے مسافرونکو چھوت والی مرض لگجانے سے روکنے کیلئے ضروری خیال کرے نہ کرلی جاویں۔

اثنائے سفر میں راستے میں ٹھہرنا تمام ہندوستان کی ریلوں پر مسافرونکو خواہ ان کے پاس لوکل ٹکٹ ہوں یا دور دراز کے سو میل کا سفر کرنے کے بعد ایک دن ٹھہرنے کی اجازت ہے بشرطیکہ وہ اپنے ٹکٹوں پر اس اسٹیشن کے اسٹیشن ماسٹر سے جہاں وہ ٹھیرنا چاہیں لکھوالیں۔

ریلوے ملازموں کی مسافروں کے ساتھ بداخلاقی۔ اگر کوئی ریلوے کا ملازم کسی مسافر کے ساتھ بدسلوکی بداخلاقی اور بے توجہی سے پیش آوے تو اسیوقت وہاں کے ریلوے حکام کو یا اس ضلع کے ڈسٹرکٹ ٹریفک سپرنٹنڈنٹ کو اس ریلوے کے ملازم کی رپورٹ کرنی چاہیئے۔

ریلوے ملازموں کو انعام ریلوے ملازموں کیلئے مسافروں سے انعام مانگنے یا لینے کی سخت ممانعت ہے

ضمیمہ ب

عام قواعد

دفعہ ۴- اگر کوئی مسافر کسی ادنےٰ درجے کی گاڑی سے اعلےٰ گاڑی میں بیٹھے کی ہر دو گاڑیوں کے کرایہ کا زر فرق ادا کرکے تبدیل کرنا چاہے تو اس ٹرین کے گارڈ یا کسی اور ایسے ریلوے ملازم کو جسکو ریلوے منتظم اس مطلب کے لئے مقرر کرے ایسے تبادلہ کا ضروری انتظام کرنا چاہیئے۔

کسی مسافر کا ایک گاڑی سے اس سے اعلےٰ گاڑی میں تبدیل کرنا

دفعہ ۵- جب کوئی زنانہ مسافر تنہا سفر کر رہے ہوں۔ تو اس ٹرین کے زنانہ مسافر گارڈ کو لازم ہوگا کہ ان کے آرام کا ہر طرح خیال رکھے اور انکو گاڑی میں سوار کرتے وقت اگر ایسے مسافر اس سے درخواست کریں۔ تو اس امر کی کوشش کرے کہ ان مسافروں کو ان کے ٹکٹ کے درجہ کے مطابق ایسی گاڑی میں سوار کرے جس میں اور زنانہ مسافر کر رہے ہوں۔

دفعہ ۷- حسب ایکٹ ۹ ۱۸۹۰ء مفصلہ ذیل بیماریاں متعدی یا چھوت والی شمار کی جاتی ہیں۔

متعدی یا چھوت والی بیماریوں کے مریض مسافر

(۱) بیوبانک فیور (۲) ہیضہ (۳) ڈفتھیریا (۴) جذام (۵) خسرہ (۶) سکارلٹ فیور (۷) چیچک (۸) ٹائفس فیور (۹) ٹائیفائڈ فیور اور (۱۰) کالی کھانسی۔

دفعہ ۸- کوئی متعدی یا چھوت والی بیماری کا مریض ریل میں نہیں لے جایا جائے گا۔ جب تک

شرائط جن پر متعدی والی بیماریوں کے مریض مسافر ریل میں لیجائے جاتے ہیں

(الف) وہ اپنے واسطے اور اپنے ہمراہیون کے واسطے گاڑی میں ایک کمرہ مخصوص نہ کرلے۔

(ب) انڈین ریلوے ایکٹ ۱۸۹۰ء کے زیر دفعہ ۷۱ (دیکھو ضمیمہ الف) اس بیمار مسافر اور اوس کے ہمراہیون کو جب تک وہ ریل پر رہیں۔ دوسرے سفر کرنے والے یا سفر کرتے ہوئے مسافرون سے علیحدہ رکھنے کا تمام ضروری انتظام نہ کرلیا جاوے اور

(ج) دیگر ضروری احتیاط جو ریلوے ملازم جس نے ایسے مریض کو ریل میں سفر کرنے کی اجازت دی ہو۔ دوسرے سفر کرنیوالے یا سفر کرتے ہوئے مسافرونکو چھوت والی مرض لگجانے سے روکنے کیلئے ضروری خیال کرے نہ کرلیجاویں۔

اثنائے سفر میں رستے میں ٹھہرنا تمام ہندوستان کی ریلوں پر مسافرونکو خواہ اونکے پاس لوکل ٹکٹ ہون یا دور دراز کے ۳۰۰ میل کا سفر کرنے کے بعد ایک دن ٹھیرنے کی اجازت ہے بشرطیکہ وہ اپنے ٹکٹون پر اس ٹیشن کے سٹیشن ماسٹر سے جہاں وہ ٹھیرنا چاہیں لکھوالیں۔

ریلوے ملازمون کی مسافرون کے ساتھ بداخلاقی۔ اگر کوئی ریلوے کا ملازم کسی مسافر کے ساتھ بدسلوکی بداخلاقی اور بے توجہی سے پیش آوے۔ تو اسیوقت وہاں کے ریلوے حکام کو یا اس ضلع کے ڈسٹرکٹ ٹریفک سپرنٹنڈنٹ کو ان لوگوں کے ملازم کی رپورٹ کرنی چاہیئے۔

ریلوے ملازمونکو انعام ریلوے ملازموں کیلئے مسافروں سے انعام مانگنے یا لینے کی سخت ممانعت ہے۔

ضمیمہ ج

فہرست ہندوستان اور برہما کے ریلوے سٹیشنوں کی جہاں ٹکٹ گھر گاڑی کی روانگی سے بہت عرصہ پیشتر کھولے جاتے ہیں

(۱) آسام بنگال ریلوے :-

(۱) چٹاگاؤں (۲) چھاؤنی سلچار اور (۳) گوہٹی کے سٹیشنوں پر ٹکٹ گھر تیسرے درجے کے ٹکٹوں کی فروخت کے واسطے ہر ایک گاڑی کے مقررہ وقت روانگی سے تین گھنٹے پیشتر کھولدئے جاتے ہیں۔ اور (۱) اکھوڑا (۲) بدرپور (۳) سری منگل (۴) شائستہ گنج (۵) فینی (۶) کریم گنج (۷) لکسم جنکشن اور (۸) نواکھالی جنکشن پر دو گھنٹے (۹) کومیلا پر ڈیڑھ گھنٹہ اور باقی ماندہ تمام سٹیشنوں پر ایک گھنٹہ پہلے کھولے جاتے ہیں۔ بڑے سٹیشنوں پر ٹکٹ گھر گاڑی کے چلنے سے ۵ منٹ پہلے اور چھوٹے سٹیشنوں پر جوں ہی گاڑی آتی ہوئی دکھائی دینے لگتی ہے بند کردئے جاتے ہیں

(۲) اودھ رہیلکھنڈ ریلوے :-

مفصلہ ذیل مقامات پر ٹکٹ گھر سب درجے کے ٹکٹوں کی

فروخت کے واسطے رات دن کھلے رہتے ہیں:-

(۱) اجودھیا (۲) بارہ بنکی (۳) بریلی (۴) بنارس (۵) پرتاب گڈھ (۶) چندوسی (۷) ڈیرہ دون (۸) راجگھاٹ (۹) شاہجہان پور (۱۰) فیض آباد (۱۱) کاہنور (۱۲) کانشی (۱۳) لکھنؤ (۱۴) لکسر (۱۵) مرادآباد (۱۶) ہردوار۔

(۱) اناؤ (۲) انولہ (۳) تلہر (۴) جونپور (۵) دیہی (۶) دہام پور (۷) رام پور (۸) رائے بریلی (۹) ردولی (۱۰) روڑکی (۱۱) سلطانپور (۱۲) سندیلہ (۱۳) شاہ گنج (۱۴) کاپنور (۱۵) گنشائیں گنج (۱۶) نجیب آباد (۱۷) نگینہ اور (۱۸) ہردوئی میں تمام دن کھلے رہتے ہیں۔ اور باقی تمام سٹیشنوں پر گاڑی کی آمد سے ایک گھنٹہ پہلے کھولے جاتے ہیں۔

(۲) ایسٹ انڈین ریلوے:-

(۱) اٹاوہ (۲) آرہ (۳) اسنسول (۴) الہ آباد (۵) بانکی پور (۶) بردوان (۷) بیدیاناتھ (۸) پٹنہ (۹) ٹنڈلہ (۱۰) جبلپور (۱۱) چندرنگر (۱۲) دہلی (۱۳) دیناج پور (۱۴) سرام پور (۱۵) علیگڈھ (۱۶) کاپنور (۱۷) کلکتہ (۱۸) گیا (۱۹) مرزاپور (۲۰) مغلسرائے (۲۱) مکامے (۲۲) یمارہی (۲۳) ہوڑہ سٹیشنوں کے ٹکٹ گھر

دن بھر کھلے رہتے ہیں۔ اور مسافر جس وقت چاہیں ٹکٹ لے سکتے ہیں اور اسباب کی بلٹی کرا سکتے ہیں۔

نوٹ۔ کلکتہ شہر کے اندر بھی ٹکٹ گھر قایم کر دیئے گئے ہیں۔ جو صبح ۹ بجے سے شام کے ۶ بجے تک کھلے رہتے ہیں۔ ان کے نام یہ ہیں۔

(۱) فیرلی پلیس (۲) نمبر ۱۸-۲- چورنگھی (۳) آرمی نیوی سٹورس (۴) بڑا بازار۔ نمبر ۱۲۲ ہیریسن روڈ۔

(۴) ایسٹرن بنگال سٹیٹ ریلوے:۔

جو سٹیشن ذیل میں درج ہیں۔ ان پر بکنگ آفس تمام دن اور رات کھلے رہتے ہیں۔ دیگر سٹیشنوں پر گاڑی کی روانگی کے مقررہ وقت سے نصف گھنٹہ پہلے کھولے جاتے ہیں۔ اور گاڑی کے چلنے سے پانچ منٹ پہلے بند کر دیئے جاتے ہیں۔

(۱) بارکپور (۲) بالی گنج (۳) بگولہ (۴) بوگرا (۵) بیلیا گھاٹ (۶) پاربتی پور (۷) پرنیہ (۸) پورادھا (۹) جلپی گوری (۱۰) دم دم جنکشن (۱۱) دیناج پور (۱۲) ڈھاکہ (۱۳) رنگپور (۱۴) سلی گوری (۱۵) سنتارہا (۱۶) کایتھار (۱۷) کسٹیا (۱۸) کلکتہ (۱۹) میمن سنگھ (۲۰) نشورا (۲۱) نرائن گنج (۲۲) لے بٹی

(۵) بر ہمار ریلوے:۔

(۱) انسین (۲) پروں ڈانگ (۳) بگوڈا روڈ (۴) سھتا میانگ (۵)

جیخانہ (۶) چھاؤنی (۷) رنگون (۸) کمائٹ (۹) کیمن دین (۱۰) تماڈا
(۱۱) مانڈلے (۱۲) مشن روڈ سٹیشنوں پر ٹکٹ گھر تمام دن کھلے رہتے ہیں۔
(۱) پروم (۲) پن مانا (۳) پیگو (۴) تہازی (۵) ٹونگو (۶) سیگنگ
(۷) شازو (۸) کاتھا (۹) لیٹ پڈن (۱۰) منگنیاں (۱۱) سے میو
(۱۲) یے تھن۔ مقامات پر ٹکٹ گھر گاڑی کی روانگی سے ایک گھنٹہ
پہلے کھولے جاتے ہیں۔

(۶) بمبئی بڑودہ اینڈ سنٹرل انڈیا ریلوے:۔

مفصلہ ذیل سٹیشنوں پر ٹکٹ گھر گاڑی کے آنے سے دو گھنٹے پیشتر کھولے جاتے ہیں۔ اور اس کی روانگی سے ۵ منٹ پہلے بند کر دئے جاتے ہیں۔ مگر غیر لینوں پر سفر کرنے والے مسافر یہاں اور بمبئی شہر کے تمام سٹیشنوں پر اپنے۔ اور نوکروں کے واسطے دن میں ہر وقت ٹکٹ لے سکتے ہیں۔

(۱) آبو روڈ (۲) اجمیر (۳) احمد پور (۴) آگرہ فورٹ (۵) الور (۶) اندور
(۷) باندی کوئی (۸) بھٹنڈا (۹) بڑوچ (۱۰) بڑودہ (۱۱) پالم پور
(۱۲) جے پور (۱۳) حصار (۱۴) دہلی (۱۵) رتلام (۱۶) ریواڑی (۱۷)
سورت (۱۸) کاش گنج (۱۹) کانپور (۲۰) متھرا (۲۱) مہو (۲۲) نصیر آباد
(۲۳) نندر بار (۲۴) نیمچ (۲۵) دوہواں۔

(۷) بنگال نارتھ ویسٹرن ریلوے:۔

سٹیشن ماسٹروں کو ہدایت ہے۔ کہ مسافروں کے ٹکٹ خریدنے اور اسباب کی بلٹی کرانے کی سہولت کے واسطے گاڑی کے آنے سے ایک گھنٹہ پہلے ٹکٹ گھر کھولدیں۔

(۸) بنگال ناگپور ریلوے:۔

ہوڑہ سٹیشن پر مسافروں میں کسی وقت ٹکٹ خرید سکتے ہیں مفصلہ ذیل ٹکٹ گھر مسافروں کے آرام کے واسطے کلکتہ شہر و ناگپور میں قائم کردئے گئے ہیں۔

نمبر ۹۔ اولڈ کورٹ ہوس۔ کلکتہ۔ ٹامس کک اینڈ سنز کی کوٹھی میں۔

نمبر ۱۴۔ چورنگی روڈ۔ آرمی اینڈ نیوی سٹورس۔ کلکتہ۔ یہاں پر صرف پہلے اور دوسرے درجہ کے مسافروں اور انکے نوکروں کو ٹکٹ ملتے ہیں۔

نمبر ۳۰۔ ۱۔ دلہوزی سکوائر۔ کلکتہ۔ ۹ بجے سے ۵ بجے تک کھلا رہتا ہے۔

نمبر ۲۴۔ سٹرینڈ روڈ کلکتہ۔ متصل پل ہوڑہ۔ ۶ بجے صبح سے ۱۰ بجے رات تک کھلا رہتا ہے۔

ناگپور شہر کا ٹکٹ گھر۔

(۹) سدرن مرہٹا ریلوے:۔

(۱) بلاری (۲) بنگلور (۳) بیلگام (۴) دہاروار (۵) گنٹاکل (۶) میرج

(۷) میسور (۸) والٹیر (۹) ہبلی سٹیشنوں پر مسافروں میں ہر وقت اپنے اور اپنے نوکروں کے واسطے ٹکٹ خرید سکتے ہیں۔ اور اسباب کی بلٹی کرا سکتے ہیں

(۱۰) سوتھ انڈین ریلوے:۔

مفصلہ ذیل سٹیشنوں پر ٹکٹ گھر رات دن کھلے رہتے ہیں۔ تاکہ مسافر یا اُن کے نوکر ٹکٹ خرید سکیں۔ اور اسباب کی بلٹی کرا سکیں۔

(۱) ارکونام جنکشن (۲) آمانیاکنور (۳) ایرود جنکشن (۴) ترچناپلی جنکشن (۵) ترچناپلی فورٹ (۶) تری دلور (۷) تنجور جنکشن (۸) تنی ویلی پل (۹) ٹوٹی کارن (۱۰) جنگلی پٹ (۱۱) وندیگل (۱۲) کانجی ورم (۱۳) کٹالوزنیا (۱۴) کڈالور پرانا (۱۵) کرور (۱۶) کرئی کل (۱۷) کمباکونام (۱۸) مایاورم (۱۹) مدراس (ایگمور) (۲۰) مدورا جنکشن (۲۱) موتوپیٹ (۲۲) نیگاپٹم (۲۳) ویلوپورم (۲۴) ویلور۔

باقی ماندہ سٹیشنوں پر جہاں میلے تہوار ہوتے ہیں۔ زائرین کی واپسی پر ٹکٹ گھر رات دن کھلے رہتے ہیں۔

(۱۱) گریٹ انڈین پے ننشولا ریلوے:۔

(۱) اٹارسی (۲) احمد نگر (۳) اکولا (۴) امراوتی (۵) بائی کلا (۶) بہاندپ (۷) بھوساول (۸) بھوپال (۹) پریل (۱۰) پونا (۱۱) تھانہ (۱۲) جھانسی (۱۳) چنچ پوکلی (۱۴) دادر (۱۵) دمیبولی (۱۶) دیوا (۱۷) سیون (۱۸) شولاپور (۱۹) کرکی روڈ

(۲۰) کلیان (۲۱) کورلا (۲۲) کھانڈوہ (۲۳) گلبرگہ (۲۴) گھاٹ کوبار (۲۵) منتنگا (۲۶) مزگاؤں (۲۷) مسجد (۲۸) ممبرا (۲۹) ناسک (۳۰) ناگپور (۳۱) والروہا (۳۲) وکٹوریہ ٹرمنیس (۳۳) ہوشنگ آباد۔

مذکور بالا اسٹیشنوں پر ٹکٹ گھر رات دن کھلے رہتے ہیں۔ اور سٹیشنوں پر دن میں ہر وقت اور رات کو مسافر گاڑی کی روانگی سے دو گھنٹہ پیشتر ٹکٹ ملتے ہیں۔

(۱۲) مدراس ریلوے:۔

(۱) ادونی (۲) ارکونام (۳) باورنگ پیٹ (۴) بنگلور (۵) جلارپیٹ (۶) راپاپورم (۷) راے چور (۸) سلیم (۹) کٹ پدی (۱۰) کڈاپہ۔ (۱۱) کنوہ نور (۱۲) کوئمبا ٹور (۱۳) مدراس (۱۴) میتوپالائم کے مسافر جو مدراس ریلوے پر ڈاک گاڑی میں سفر کرنا چاہیں دن میں ہر وقت مقررہ ٹکٹ گھروں سے ٹکٹ خرید سکتے ہیں اور اسباب کی بلٹی کرا سکتے ہیں۔

(۱۳) نارتھ ولیسٹرن ریلوے:۔

مفصلہ ذیل سٹیشنوں پر مسافر ہر وقت ٹکٹ خرید سکتے ہیں۔ اور اپنا اسباب بلٹی کرا سکتے ہیں۔

(۱) امرتسر (۲) انبالہ چھاؤنی (۳) انبالہ شہر (۴) بادامی باغ (۵) بٹالہ (۶) بھٹنڈہ (۷) پٹھان کوٹ (۸) پٹیالہ (۹) پھلور (۱۰) پشاور چھاؤنی (۱۱) پشاور شہر

(۱۲) جالندھر چھاؤنی (۱۳) جالندھر شہر (۱۴) جگادھری (۱۵) جموں (طوی) (۱۶)

جہلم (۱۷) جیکب آباد (۱۸) حسن ابدال (۱۹) حیدرآباد سندھ (۲۰) خیرپور میر

(۲۱) دریا خاں (۲۲) دہلی (۲۳) راولپنڈی (۲۴) روڑھی (۲۵) سانگلہ ہل (۲۶)

سبی (۲۷) سہارنپور (۲۸) سکھر (۲۹) سیالکوٹ (۳۰) شکارپور (۳۱)

فیروزپور چھاؤنی (۳۲) فیروزپور شہر (۳۳) کراچی چھاؤنی (۳۴)

کراچی شہر (۳۵) کوٹری (۳۶) کوئٹہ (۳۷) کیمبل پور چھاؤنی (۳۸) گجرات

(۳۹) گوجرانوالہ (۴۰) گوجرخاں (۴۱) گورداسپور (۴۲) لاہور (۴۳) لاہور

چھاؤنی مشرقی (۴۴) لاہور چھاؤنی مغربی (۴۵) لایل پور (۴۶) لودہیانہ

(۴۷) ملتان چھاؤنی (۴۸) ملتان شہر (۴۹) منٹگمری (۵۰) میرٹھ شہر (۵۱)

میرٹھ چھاؤنی (۵۲) نوشہرہ۔

(۱۴) نظام ریلوے:۔

(۱) اورنگ آباد (۲) جلنا (۳) دولت آباد (۴) قاضی پت (۵) ندید (۶)

نظام آباد (۷) وارنگل (۸) یلندو اسٹیشنوں پر گاڑی کی روانگی

سے ایک گھنٹہ اور دیگر سٹیشنوں پر نصف گھنٹہ پیشتر ٹکٹ گھر کھولے

جاتے ہیں ؛

رفیق مسافران

جسکو

عبد الرشید لائبریرین نے

حسب الحکم

ریلوے بورڈ انڈیا تالیف کیا

سنہ ۱۹۰۸ء

کارخانہ اخبار وطن لاہور کے مطبع حمیدیہ سٹیم پریس میں باہتمام محمد سناء اللہ منیجر طبع ہوا